اطلاع

لایق مصنف نے مہربانی سے اِس کتاب کا حق تصنیف مطبع آگرہ اخبار کو عطا فرمایا ہے اور مالک مطبع نے اوسے حسب ضابطہ رجسٹری کرالیا ہے۔ کوئی صاحب بغیر اجازت مالک مطبع کے قصد طبع کا نکریں ورنہ بعوض نفع کے نقصان اُٹھائینگے۔

المشتہر

خواجہ محمد صدیق حسین پروپرائٹر مطبع آگرہ اخبار آگرہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۹	۳	ترک	الترک
〃	۱۳	التسبہ	التشبہ
۹۰	۱۸	ابام	ایام
۹۲	۷	العبدبن	العیدین
۹۵	۴	نیضیصان	ینقصان
۹۷	۱۹	الاسنین	الاثنین
۱۰۶	۱۵	قول	•
۱۰۹	۱۹	یدربہ	یدریہ
۱۱۰	۵	اتوار	پیر
۱۱۱	۱	السرویہ	الترویہ
۱۱۲	۱۴	عرس	عرش
۱۱۳	۱۲	تحریر	تحیّر
〃	۱۳	لینزیہ	لنزیہ
۱۱۵	۱۳	انی	ان
۱۱۸	۶	فذنباہ	قدنیاہ
〃	۸	بنیا	بنیّا
۱۲۲	۲	بڑہای	بڑہای
〃	۵	پڑھنی	پڑھی

غلطنامہ تقویم الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۱	مبات	حیات
۱۲	۱۲	آخیر	اخیر
۲۲	۶	نشمار	شمار
۳۱	۱۰	البنی	التی
”	۱۱	انثیین	اثنتین
۳۲	۱	ہوئی	نہ ہوئی
۳۶	۱۱	الآصمّ	الاصمّ
۳۷	۱۱	مثال	مثل
۳۹	۱۸	اسمای	اسما
۴۸	۱۱	کا دن	کے دن
”	۱۹	اہلبیت	اہل بیت
۶۸	۸	نیر ہے	نر ہے
۷۱	۱۴	سنہ	ستۃ
۷۸	۱۶	تو	
۸۰	۹	سنۃ ایام	ستۃ ایام
”	۱۱	سنۃ ایام	ستۃ ایام
”	۱۵	سنۃ ایام	ستۃ ایام
۸۳	۲	سنہ	ستۃ
”	۱۸	تجنس	تجنیس

دیگر

والا شان وکیل احمد — خادم شرع سرور دین است

این تقویم چه زیبا بنوشت — نور نگاه عین یقین است

بیخود گفتم سال طبعتش — صبح صادق دین مبین است

۱۳۱۹ھ

دیگر

کرم گسترم عاجز نامور — خوشا دُر که در سلک تالیف سفت

شدم در خیال سن طبع هاتف — چه خوش طبع شد زیج تاریخ گفت

۱۳۱۹ھ

اُردو

وکیل احمد مقتدا سے جہان نے — نئے طرز کی جنتری اک لکھی ہے

لکھی سینے تاریخ بے مثل بےخود — یہ کیا خوب تقویم دینی چھپی ہے

۱۳۱۹ھ

دیگر

جیسی لکھی وکیل احمد نے — ایسی دنیا میں جنتری کم ہے

تعمیہ تخرجہ سے بےخود صاف — ایک تاریخ ساغر جم ہے

۱۳۱۹ھ

اور خورشید حق نما بھی ہے — جس میں زائد ہے کچھ نہ کچھ کم ہے

۱۳۱۹ھ

از انجمله ایک صاحب علم و فضل	جو مشہور ہین از عجم تا عرب
وہ ہین فخر اسلاف و الدہر سے	کمالات ہین جنکے مستور کب
وہ ہین فلسفی و طبیب اریب	حکیم محقق فلاطون مطب
نہ ہے علم ہیئت مین اونکا نظیر	نہ اختر شناس ایسا ہے منتخب
ہر اک علم و فن مین ہے اونکی کتاب	ہے تعداد نو سے سوا جنکی اب
لکھی حال مین ایسی تقویم ایک	عیان جس سے ہے حالتِ روز و شب
بتاتی ہے تقویم ہر شخص کو	کہ ایسا مورخ ہے دنیا مین کب
خدایا عطا کر اونہین عمر خضر	مہ و سال گذرین بعیش و طرب
ہمیشہ ملے عالم غیب سے	خزانہ ہر اک علم کا بے طلب
یہ تقویم جب آگرہ مین چھپی	خیال آیا تاریخ کا مجھکو تب
کہا ہاتفِ غیب نے اے جمیل	تمہین اسقدر فکر ہی بے سبب
یہ مصرعہ ہے برجستہ تاریخ کا	چھپی خوب تقویم اسلام اب ۱۳۱۹ھ

قطعات تاریخ ریختہ کلک گہر سلک طبع وقاد جناب مولوی حکیم شاہ سید محمد فاخر بیخود محمدی اجملی ساکن الہ آباد

عربی

بازغت شمس علینا + ظلہا ظل موبد	قلت تاریخ لاشاعۃ + ہذہ التقویم احمد ۱۳۱۹ھ

فارسی

تقویم نوشت ماہر فن	کو بہر مطالب ست کافی
تاریخ شگرف گفت ہاتف	تقویم گہر فشان و صافی ۱۳۱۹ھ

ابی ریحان محمد بن احمد بیرونی خوارزمی نتائج الافہام فی تقویم العرب قبل الاسلام وفی تحقیق مولد النبی وعمرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام معرب احمد ذکی افندی - ماثبت بالسنۃ فی ایام السنہ - شرح زیج علاء العلی برجندی تفسیر کبیر - تفسیر فتح العزیز - صحاح ستہ فتح الباری شرح صحیح البخاری - عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری - ارشاد ساری شرح صحیح البخاری - مرقات شرح مشکوۃ تبین العجب بما ورد فی فضل رجب - قوۃ القلوب ابی طالب مکی - فتوحات مکیہ - احیاء العلوم - فتاوی حدیثیہ - ابن حجر مکی - رد المحتار - ہدایہ - فتاوی شاہ عبد العزیز - ارکان اربعہ - بحر العلوم رسالہ باجوریہ فی فضائل العاشوریہ - قاموس - صراح - منتہی الارب منتخب اللغات مجمع بحار الانوار - عجائب المخلوقات -

تاریخ از نتیجۂ طبع فاضل جلیل مولوی محمد جمیل احمد صاحب جمیل

مقدم ہے ذکرِ عنایات رب ۔۔۔ وہ ہے خالقِ سال و مہ روز و شب

وہ احمد کیا جسنے شق القمر ۔۔۔ ہوئے طالب معجزہ جب عرب

وہ احمد کہ ہے جنکی ہجرت کا سال ۔۔۔ ریاض جہان مین بہارِ طرب

ملے کل رسولون کو جو معجزات ۔۔۔ کرامت کئے حق نے اونکو وہ سب

ہین جو عالم امت مصطفےٰ ۔۔۔ بلا شبہہ وہ بھی ہین خاصان رب

ہدایت ہے کام اونکا صبح و مسا ۔۔۔ وہ ہین انجم چرخ علم و ادب

منور ہے پرتو سے اونکے جہان ۔۔۔ اوٹھاتے ہین راہ خدا مین تعب

جہان ان سے خالی نہ ہوگا کبھی ۔۔۔ بہت گذرے اکثر ہین موجود اب

تقریظ فاضل اوحد جناب مولوی محمد جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی

ارباب بصیرت پر مخفی نرہے کہ زمانہ حال مین جو چل رہا ہے ہر سنہ مین جنتریان
چہپتی ہین اور اونمین بلحاظ ضرورتون کے قسم قسم کی موشگافیان ہوتی ہین - کسی جنتری
کے نقشے مین سنین ہجری عیسوی سمت لکہہ کے تعطیل کے ایام لکہے جاتے
ہین - کسی مین سنہ ہلالی بہی درج ہوتا ہے - کسی مین ریل کے اوقات و پارسل
کا محصول بتایا جاتا ہے - کسی مین طلوع و غروب شمسی دکہایا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ
مگر آج تک کسی نے تقویم الاسلام کی طرف توجہ نکی یہ حصۂ مورخ نامی فاضل
گرامی جناب مولانا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری کا تہا جناب موصوف
نے تقویم الاسلام مین ایسے امور درج کیئے ہین جنکی ضرورت اہل اسلام کو داعی
ہوتی ہے اور جنکی تلاش مین بڑی بڑی کتابون کے ورق گردانی کی ضرورت
پڑتی ہے - اس کتاب مین جہان بہت سے ضروری امور لکہے گئے ہین تاریخ و
روز ہجرت یقینی طور پر بتایا گیا ہے اور اسکا مقابلہ سنہ عیسوی سے کیا گیا ہے -
اِس کتاب مین معرکۃ الارا مسائل نہایت تحقیق کے ساتہہ حل کیئے گئے ہین -
اور مولانا نے مواقع مناسب مین اپنی تحقیق کو ایسے طور پر لکہا ہے جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہ مولانا ہی کا کام تہا - اِسمین شبہہ نہین کہ مولانا نے اِس کتاب کی
تالیف مین اپنا بے بہا وقت صرف فرمایا ہے جزاہ اللہ تعالیٰ عن المسلمین خیر الجزا
اِس کتاب کا ماخذ معتبر کتابین ہین جنکے نام لکہے جاتے ہین تاریخ ابن جریر طبری -
تاریخ کامل ابن اثیر - تاریخ الخلفا حافظ سیوطیؒ - شماریخ فی علم التاریخ سیوطیؒ -
سیرۃ حلبیہ - سیرۃ ابن ہشام - زاد المعاد فی ہدی خیر العباد - الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ ایکسو چار کتابین اللہ تعالیٰ نے نازل کین پچاس حضرت شیث پر تیس حضرت ادریس پر بیس حضرت ابراہیم پر دوسرے کے روایت مین ہے دس حضرت ابراہیم پر دس حضرت موسیٰ پر قبل تورات کے تورات موسیٰ پر زبور داؤد پر انجیل عیسیٰ پر فرقان رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر و ذوالقرنین ولقمان مین اختلاف ہے بعض دونون کو پیغمبر کہتے ہین اکثر اہل علم کا یہ قول ہے کہ لقمان حکیم تھے اور ذوالقرنین صالح پادشاہ تھے کوئی اِن سے نبی نہ تھے پانچ پیغمبرون کی زبان عربی تھی حضرت اسمٰعیلؑ ہودؑ شعیبؑ صالحؑ محمدؐ صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

چار پادشاہون نے تمامی دنیا پر حکمرانی کی اِن سے دو مسلمان تھے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام۔ ذوالقرنین۔ دو کافر نمرود بن کنعان بخت نصر جس نے بیت المقدس کو ویران کیا عمر حضرت آدم علیہ السلام کی نو سو تیس سال تھی عمر نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال عمر ابراہیمؑ کی ایک سو پچانوے سال عمر اسمٰعیل علیہ السلام کی ایک سو ستاسی سال عمر اسحاق علیہ السلام کی ایک سو تیس سال عمر یعقوب علیہ السلام کی ایک سو سینتالیس سال عمر یوسف علیہ السلام کی ایک سو دس سال عمر موسیٰ علیہ السلام کی ایک سو تیئیس سال عمر داؤدؑ کی ساٹھہ سال عمر سلیمان علیہ السلام کی ایک سو اسی سال عمر زکریا علیہ السلام کی تین سو سال عمر یحییٰؑ کی پچانوے سال عمر شعیبؑ کی دو سو بینسٹھہ سال عمر صالحؑ کی ایک سو اسی سال عمر ہودؑ دو سو بینسٹھہ سال عمر عیسیٰؑ کی ایک سو تیس سال عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترسٹھہ سال چنانچہ اِسکے قبل لکھہ چکا ہون۔

تمام شد

حضرت الیاس نبی مرسل تھے - یوشع بن نون کی اولاد سے تھے یہ بعلبک
مین مبعوث ہوے تھے جو شام کا شہر ہے - یسع حضرت الیاس کے شاگرد
اور اُنکے بعد اونکے خلیفہ تھے -

اسباط اولاد یعقوبؑ سے تھے اِنکے بارہ لڑکے تھے اُنکی اولاد بڑہی لڑکون
کی اولاد سبط کہلائی - سبط بنی اسرائیل مین بمنزلہ قبیلہ کے ہے یعقوبؑ ارض
مصر مین اونتیس سال رہے اُنکی عمر ایک سو سینتالیس سال تہی حضرت یوسف اِنکے
بعد تئیس سال زندہ رہے حضرت یوسفؑ ایک سو بیس[۱۲۰] برس کی عمر مین مرے -
دس انبیاء علیہ السلام ختنہ کئے ہوے پیدا ہوے - آدمؑ شیثؑ - ادریس
نوح - لوط - اسمعیل - یوسف - زکریا - عیسیٰ - محمد - صلواۃ اللہ علیہم
اجمعین وہب بن منبہ کہتے ہین کہ آدم و طوفان نوح علیہ السلام مین دو ہزار دو
سو بیالیس سال تھے - طوفان نوح و موت نوح مین تین سو پچاس سال و نوح
و ابراہیم مین دو ہزار دو سو چالیس سال اور درمیان ابراہیم و موسیٰ علیہ السلام کے
سات سو سال اور درمیان موسیٰ و داؤدؑ کے پانسو سال اور داؤدؑ و عیسیٰؑ یکہزار
دو سو سال - پہر حضرت عیسیٰ اور زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک زمانہ فترۃ تہا
ایام فترت چھہ سو سال تھے - فترت ایسے زمانہ کو کہتے ہین جو پیغمبر سے خالی
ہو اسکو فترت اِسلئے کہتے ہین کہ اسمین دین ضعیف ہوگیا حضرت قتادہ کہتے
ہین کہ زمانہ فترت پانسو ساٹھہ سال تہا کلبی کہتے ہین پانسو چالیس سال - چار
کتابین چار پیغمبرون پر نازل ہوئین توراۃ موسیٰؑ پر - زبور داؤدؑ پر انجیل عیسیٰؑ پر
فرقان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر -

جب معجزہ ظاہر ہوا قدار بن سالف نے اونٹنی کو مار ڈالا - ان پر صاعقہ وزلزلہ کا

عذاب ہوا -

پہر ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوئے یہ نبی مرسل تھے حضرت ابراہیم پہلے شخص ہین

جنہون نے مسواک کی اور پانی سے استنجا کیا اور مونچہہ کترواے اور بال سفید

ہوئے اور ختنہ کیا اور پائجامہ بنایا اور ثرید پکایا اور ضیافت کی حضرت ابراہیم کے

چار لڑکے تھے - اسمعیل و اسحق مدین - مداین - حضرت اسمعیل تمام عرب کے

باپ ہین حضرت اسحاق نبی مرسل تہے انکے دو بیٹے تہے یعقوب و عیصوب ایک ہی بار پیدا ہوئے

سب پہلے عیصوب پیدا ہوئے پہر یعقوب چونکہ بعد عیصوب کے پیدا ہوئے اسلیئے

یعقوب نام رکہا گیا حضرت یعقوب بنی اسرائیل کے باپ ہین - اسرائیل کے

معنی بندۂ خدا ہین - عیصوب روم کے باپ ہین حضرت لوط حضرت ابراہیم کے

زمانہ مین تھے اور انکے چچا زاد بہائی تھے حضرت سارہ حضرت لوط کی بہن تہین

جو حضرت اسحاق کی ماں تہین بعد انکے ایوب ہوئے یہ حضرت لوط کے

نواسے تہے حضرت ایوب کی بی بی لیلا بنت یعقوب تہین پہر شعیب بن

بویب اہل مدین کی طرف مبعوث ہوئے اہل مدین نے انکو جہٹلایا اِس

وجہ سے اہل مدین بجلی و زلزلہ کے عذاب مین مبتلا ہوئے - پہر موسی و ہارون

بن عمران علیہما السلام فرعون کے لئے مصر مین مبعوث ہوئے پہر یونس

بن متی یہ مچھلی کے پیٹ مین تین روز رہے پہر اللہ تعالی نے اس سے نجات

دی - پہر داؤد بن اسباط یہ نبی مرسل تہے اور بنی اسرائیل کے بادشاہ - پہر

سلیمان بن داؤد - پہر ذکریا بن ماثان - پہر یحیی بن ذکریا پہر عیسی بن مریم -

حضرت ادریس نبی مرسل تھے انکا نام اخنوخ وخنوخ بھی تھا انکو ادریس اسلیئے کہتے تھے
کہ یہ کتاب اللہ وسنن انبیا راولین کا اکثر درس کہتے تھے پہلے حضرت
ادریس نے قلم سے لکھا اور کپڑا روئی کا سیا اور پہنا اسکے قبل چمڑے کے اور بال
کے کپڑے پہنتے تھے یہ تین سو پینسٹھ سال کے تھے -

حضرت نوح علیہ السلام نبی مرسل تھے چونکہ خوف الہی سے یہ اکثر رویا کرتے
تھے اسلیئے نوح نام ہوا حضرت نوح پہلے پیغمبر ہین جنکو نسخ احکام کا حکم ہوا اور
مامور بالشرائع ہوے اِن سے پہلے بھائی بہن مین نکاح مباح تھا اِنکے
عہد رسالت مین یہ حرام ہوا قوم نے انکو جھٹلایا طوفان آیا تمام دنیا غرق ہوگئی صرف
وہی لوگ بچ رہے جو اِن کے ساتھ کشتی مین تھے کشتی مین چالیس مرد چالیس
عورتین تھین یہ بھی اوترنے کے بعد مر گئے - حضرت نوح و سام وحام و یافث
اور انکی بیبیان بچ رہین -

عرب - روم - فرس اولاد سام سے ہین - حبش - سندھ - ہند اولاد حام سے
ہین - یاجوج ماجوج وسقلاب وترک اولاد یافث سے ہین - اسکے بعد ہود کا زمانہ
تھا یہ نبی تھے یہ اختلاف ہے کہ یہ ہود بن عبد اللہ تھے یا ہود بن عوض یہ قوم عاد
پر مبعوث ہوے عاد قبیلہ کا نام ہے یا قبیلہ کے بادشاہ کا نام ہے جو قبیلہ
کا نام ہوگیا جب قوم نے انکو جھٹلایا ہوا سے سخت کے جھونکو نکا اِن پر عذاب
ہوا اس سے تمام قوم ضائع ہوگئی پھر صالح بن عبد اللہ ہوے یہ نبی تھے یہ ثمود
پر مبعوث ہوے ثمود ایک کنوان ہے ارض حجر مین قبیلہ کا نام وہی ہوگیا جو کنوین
کا تھا اِن سے قوم نے خواہش ظاہر کی کہ صخرہ جبل سے ایک اونٹنی حاملہ نکلی

سنہ ۸۶ وفات عبدالملک - بیعت ولید بن عبدالملک -
سنہ ۸۷ امارت عمر بن عبدالعزیز - غزوہ بکند -
سنہ ۸۸ فتح طوریہ - عمارۃ مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم -
سنہ ۸۹ غزوہ روم - بخارا -
سنہ ۹۰ فتح بخارا - فتح طالقان -
سنہ ۹۳ فتح سمرقند - فتح طلیطلہ از اندلس - عزل عمر بن عبدالعزیز -
سنہ ۹۵ وفات حجاج بن یوسف -

انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق چند امور

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار گذرے ہین ان سے تین سو تیرہ نبی مرسل تھے ان کے سوا مرسل نہ تھے اولین انبیاء و مرسلین کے حضرت آدم تھے حضرت آدم کے چالیس لڑکے لڑکیان تہین چوبیس مرتبہ مین جدنا حوا علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا ہوئی - حضرت آدم پر مردار خون سور کا گوشت حرام تھا نوسو تیس سال زندہ رہے -

شیث بن آدم نبی مرسل تھے اور حضرت آدم کے وصی وولی عہد تھے حضرت شیث پر پچاس صحیفے نازل ہوے نوسو برس کی زندگی پائی -

حضرت شیث تک تمام آدمیونکا نسب منتہی ہوتا ہے -

سنہ ۳۷ھ تحکیم۔ جنگ شیروان۔

سنہ ۴۰ھ شہادت جناب امیر علیہ السلام۔ خلافت امام حسن علیہ السلام خلع خلافت امام حسن و خلافت امیر معاویہ علیہما السلام۔

سنہ ۴۲ھ ولادت حجاج بن یوسف۔ مروان بن حکم حاکم مدینہ منورہ ہوا۔

سنہ ۴۳ھ غزوہ سند۔ جنگ اہواز مابین ملتان و کابل۔

سنہ ۴۹ھ غزوہ قسطنطینیہ۔ وفات امام حسن علیہ السلام۔

سنہ ۵۰ھ بنار شہر قیروان۔

سنہ ۵۴ھ غزوہ روم۔ فتح جزیرہ ارواد۔

سنہ ۶۰ھ۔ وفات حضرت معاویہؓ۔ بیعت یزید۔ روانگی امام حسینؑ سوئے کوفہ۔

سنہ ۶۱ھ۔ شہادت امام حسینؑ۔

سنہ ۶۳ھ واقعہ حرّہ۔

سنہ ۶۴ھ وفات یزید۔ بیعت مروان بن حکم۔

سنہ ۶۵ھ وفات مروان بن حکم و ولایت عبدالملک بن مروان۔ ابن زبیر نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔

سنہ ۷۳ھ قتل عبداللہ بن زبیر۔

سنہ ۷۵ھ ولایت حجاج بن یوسف

سنہ ۷۶ھ عبدالملک بن مروان نے دراہم و دنانیر اسلامی بنوائے

سنہ ۸۳ھ شہر واسط حجاج نے بنوایا۔

وطبرستان - فتح طرابلس - فتح اذربیجان - فتح الباب - فتح موقان - غزوہ ترک فتح خراسان -

۲۳ھ فتح اصطخر و جور وغیرہ - فتح فسا وغیرہ - فتح کرمان - فتح سجستان فتح مکران شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ -

۲۴ھ بیعت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ -

۲۵ھ صلح اہل ارمینہ و آذربیجان - غزوہ روم - فتح افریقیہ - غزوہ اندلس فتح قبرس - عبداللہ بن عامر کابل کو بھیجے گئے -

۲۹ھ - فارس دوبارہ مفتوح ہوا - ربیع الاول میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر شروع ہوئی - طول (۱۶۰) گز عرض (۱۵۰) گز قرار دیا گیا اور دروازے (۶) رکھے گئے جیسا حضرت عمر کے زمانے میں تھے -

۳۰ھ غزوہ طبرستان - غزوہ باب - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن کو جمع کیا اور لکھوا کے ملکوں میں بھیجا - حضرت عثمان نے جمعہ کی اذان زوراء پر کہلائی -

۳۱ھ خراسان کی فتح ثانی - فتح ثانی کرمان - فتح ثانی سجستان - فتح کابل و زابلستان ولایت غزنی -

۳۲ھ حضرت عباس کا انتقال -

۳۴ھ ابتدا رکارروائی قتل عثمان رض -

۳۵ھ حضرت عثمان کی شہادت - حضرت علی کی بیعت خلافت -

۳۶ھ واقعہ جمل - واقعہ صفین -

سنہ ۹ھ - غزوہ تبوک - تبوک سے ہرقل کی طرف نامہ کی روانگی - مسجد ضرار کا ہدم وفات نجاشی - وفات ام کلثوم -

سنہ ۱۰ھ - وفات سیدنا ابراہیم علیہ السلام - حج کی روانگی -

سنہ ۱۱ھ ابتدار مرض انتقال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم - حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت پر بیعت - اہل روت سے مقابلہ -

سنہ ۱۲ھ فتح انبار - فتح عین التمر -

سنہ ۱۳ھ - شام پر چڑہائی - دو برس سات مہینے حضرت ابوبکر نے خلافت کی ۲۲ جمادی آخرہ شب سہ شنبہ کو انتقال ہوا - حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی آخرہ روز سہ شنبہ کو خلیفہ ہوے - فتح دمشق - فتح بلاد ساحل دمشق - فتح بیسان وطبریہ -

سنہ ۱۴ھ - فتح حمص وبعلبک وغیرہ - فتح قنسرین - فتح حلب انطاکیہ وغیرہ فتح بیت المقدس -

سنہ ۱۶ھ فتح مدائن جسمیں ایوان کسری واقع تہا - فتح حلوان - فتح تکریت وموصل - فتح قرقیسیا -

سنہ ۱۷ھ - مسجد حرام کو حضرت عمر نے بڑہایا - فتح اہواز - فتح تستر -

سنہ ۲۰ھ - فتح مصر - نہاوند پر حملہ -

سنہ ۲۱ھ - فتح دینور وصمیرہ وغیرہ - فتح ہمدان وغیرہ - بلاد فارس پر چڑہائی فتح اصبہان -

سنہ ۲۲ھ - فتح ہمدان - فتح قزوین وریحان - فتح رے - فتح قومس وجرجان

سنہ ۱ ہجری۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنی۔ آپ کا مکان بنا۔ مسجد قبا بنی۔ مہاجرین و انصار مین بھائی چارہ ہوا۔ حضر مین دو رکعتین ڑہائی گئین سفر مین وہی دو رکعتین باقی رہین۔ اسی سنہ سے غزوات کا سلسلہ قایم ہوا۔ اذان مشروع ہوئی۔ جمعہ کی نماز پڑہی گئی جب قبا سے آپ مدینہ کو چلے راستہ مین نماز جمعہ ادا کی یہ پہلا جمعہ تھا جسمین نماز جمعہ پڑہنے گئے اور اسلام مین پہلا خطبہ تھا جو پڑہا گیا۔ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

سنہ ۲ ہجری۔ جناب امیر علیہ السلام کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ ابی تراب کنیت ہوئی۔ تحویل قبلہ۔ تجدید بناء مسجد قبا۔ فرض رمضان غزوہ بدر الکبری وفات رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صدقہ فطر۔ نماز عید فطر زکوٰۃ۔ قربانی۔ نماز عید الضحیٰ وغیرہ ہوئی۔

سنہ ۳ ہجری حضرت عثمان بن عفان کا نکاح حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہوا۔ امام حسن علیہ السلام کی ولادت۔ غزوہ احد۔

سنہ ۴ ہجری صلوۃ الخوف۔ ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ غزوہ بدر الصغری

سنہ ۵ ہجری غزوہ خندق۔ نزول حکم ظہار۔ نزول آیت حجاب۔ فرض حج۔ غزوہ حدیبیہ تحریم خمر۔

سنہ ۷ ہجری مہر کندہ کی گئی۔ سلاطین کے نام نامے بھیجے گئے۔ غزوہ خیبر

سنہ ۸ ھ منبر شریف۔ غزوہ فتح مکہ۔ غزوہ حنین۔ غزوہ طائف۔ ولادت حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وفات زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رضی اللہ عنہا۔

خواب مین وحی نازل ہوتی تھی - پہر غار حرا مین بذریعہ جبرئیل ع وحی نازل ہوئی سب سے پہلے سورۂ اقرء نازل ہوئی اسوقت عمر آپ کی چالیس سال ایک دن کی تھی خسرو پرویز کا یہ بیسوان سال تہا آپ کی مدت نبوت ۲۳ سال تھی ابتدا نزول وحی کا خواب مین ربیع الاول کے مہینے مین ہوا یہ اکتالیس سال ولادت تہا - اسی سال کے رمضان مین حالت بیداری مین وحی نازل ہونے لگی -

سنہ ۳ نبوت - ورقہ بن نوفل کا انتقال ہوا -

سنہ ۴ نبوت - آپ نے دعوت کا اظہار کیا -

سنہ ۵ نبوت - حضرت عائشہ پیدا ہوئین - ہجرت اولی حبشہ کے ملک کو ہوئی -

سنہ ۶ نبوت - حمزہ بن عبد المطلب اسلام لائے - عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے - حمزہ رضی اللہ عنہ تین روز پہلے ایمان لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین روز بعد -

سنہ ۷ نبوت - قریش نے بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کی عداوت پر عہد کیا یہ معاہدہ خیف بن کنانہ مین ہوا جو ابطح مین ہے -

سنہ ۹ نبوت - معجزۂ انشقاق قمر ہوا -

سنہ ۱۰ نبوت - ابو طالب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا - حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا -

سنہ ۱۱ نبوت - انصار رضی اللہ عنہم کے اسلام کی ابتدا ہوئی -

سنہ ۱۲ نبوت - معراج ہوا -

سنہ ۱۴ نبوت - اس سنہ کو آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو ہجرت کیا -

آپ کی کفالت اپنے ذمہ لی - آپ کی آنکھہ آئی جسمین سخت تکلیف ہوئی - اس سال حضرت عبد المطلب نے بلحاظ اپنے خواب کے آپ کو اپنے ساتھہ لے کے خشک سالی کی وجہ سے منہ برسنے کی دعا کی -

سنہ ۸ مولد حضرت عبد المطلب کی وفات ہوئی - حضرت ابی طالب آپ کے چچا نے آپ کی کفالت اپنے ذمہ لی - حاتم طائی جو سخاوت مین مشہور شخص تہا مرگیا - کسری نوشیروان مرگیا -

سنہ ۹ مولد حضرت ابوطالب نے آپ کو ساتھہ لیکے بصری کا سفر کیا یہ شام کے ملک مین ہے اور ہوازن کے شہرون سے ہے -

سنہ ۱۰ مولد آپ کا شق صدر ہوا بعضے کہتے ہین کہ ۱۱ سنہ مین ہوا -

سنہ ۱۲ مولد حضرت ابی طالب نے آپکو اپنے ساتھہ لیکے بصرے کا سفر کیا اکثر ارباب سیر کا یہی مسلک ہے -

سنہ ۱۳ مولد حضرت عمر ابن خطاب پیدا ہوے -

سنہ ۳۰ مولد حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ کعبہ مین پیدا ہوے -

سنہ ۳۴ مولد - معاویہ ابن سفیان رضی اللہ عنہما پیدا ہوے - معاذ بن جبل رضی عنہ پیدا ہوے -

سنہ ۳۵ مولد قریش نے کعبہ کو توڑ کے بنایا -

سنہ ۳۷ مولد آپنے روشنی اور نور دیکھا - اور آپ آواز سنتے تہے -

سنہ ۱ نبوت آپ پر عالم بیداری مین وحی نازل ہوئی - چہ مہینے تک

ولادت باسعادت ہوئی بعض کہتے ہین (۵۰) دن بعضے (۵۵) بعضے ایک مہینا بعضے (۴۰) دن بعضے دو مہینے دس دن وغیرہ آپ کی ولادت روز دوشنبہ ماہ ربیع الاول کی دسوین تاریخ کو ہوئی بعضے کہتے ہین (۲) تاریخ کی شب کو بعضے کہتے ہین کہ (۸) تاریخ کو اِس مسلک کو حمیدی نے باتباع اپنے اُستاد شیخ ابن حزم کے اختیار کیا ہے قضاعی رحمہ اللہ نے عیوان المعارف سے اِس پر اہل تاریخ کا اجماع نقل کیا ہے بعضے کہتے ہین کہ بارہوین تاریخ کی شب کو یہ مذہب مشہور ہے آپ کی ولادت دن کو طلوع فجر کے قریب ہوئی بعضے کہتے ہین شب کو اس پر عمل اہل مکہ کا ہے اہل مکہ اِسی وقت مقام متبرک مولد شریف صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کرتے ہین بقول جمہور محدثین ربیع الاوّل مین آپ کی ولادت ہوئی ابن جوزی نے اِس پر محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے مکان ولادت مین اختلاف ہے کہا جاتا ہے کہ مکہ ہے بعضے کہتے ہین کہ مکہ مین محمد ابن یوسف کے مکان مین پیدا ہوے بعضے کہتے ہین شعب بن ہاشم مین۔ یہ وہ مقام ہے کہ اہل مکہ اِسوقت جس مقام کی زیارت کرتے ہین۔

سنہ ۳ ولادت اِس سال مین آپ کا شق صدر دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدا ہوے سنا مین

سنہ ۶ ولادت اِس سال حضرت آمنہؓ کا انتقال ہوا جو ابوا مین مدفون ہوئین بعض کہتے ہین شعب ابی ذئب جو حجون مین ہے مقابر اہل مکہ مین دفن کیے گئین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پیدا ہوے۔

سنہ ۸ مولد۔ اِس سال مین حضرت عبد المطلب آپ کے دادا نے

کہ اِس شرف کو اپنے لئے خاص کیجئے اسلئے یہ عبارت بڑہو حق تعالیٰ جل شانہ
فرماتا ہے وامراتہ قائمۃ فضحکت فبشرناھا باسحق ومن وراء اسحق
یعقوب یہ امر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہو کہ اسحق کے بعد
یعقوبؑ ہونگے اور پہر یعقوبؑ کے ذبح کا حکم دیا ہو پہر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔
فلما اسلما وتلہ للجبین وناد یناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا
کذلک نجزی المحسنین ان ھذا لھو البلاء المبین وفدیناہ بذبح
عظیم وترکنا علیہ فی الاٰخرین سلام علی ابراھیم کذلک نجزی
المحسنین انہ من عبادنا المومنین ۔ پہر فرمایا وبشرناہ باسحق بنبیاً
من الصّٰلحین ۔ یہ بشارت حضرت اسحٰق کی اوس صبر کے صلہ مین ہے
جو ذبح کے باب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ظاہر ہوے اِس سے ظاہر
ہے کہ یہ مبشر یہ دوسرا ہے اگر یہ کہا جاوے کہ یہان بشارت نبوت کی ہے
اوسکا جواب یہ ہے کہ جب حضرت اسحٰق کی ولادت کے قبل یہ بشارت ہے
تو بشارت اون سے اور اونکی نبوت سے متعلق ہوگی بلکہ جب نبوت کی بشارت
ہوئی تو وجود کی بشارت اوس سے اولیٰ ہے تاریخی امر یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ
مکہ مین تھے حضرت اسحٰق مکہ کو نہین آئے تھے اگر حضرت اسحٰق ذبیح ہوتے تو شام
مین قربانی ہوتی مکہ مین کیون ہوتی ۔

سنہ میلاد اکثر محدثین کہتے ہین کہ آپ عام الفیل مین پیدا ہوے
چنانچہ بعض محدثین کا قول ہے کہ اِس پر اجماع ہے اور جو قول اسکے خلاف ہو اوسکو
وہم خیال کرنا چاہیئے اسمین اختلاف ہے کہ واقعہ فیل سے کتنی مدت کے بعد

(۲۲) حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نگل گئی۔

(۲۷) کو استغفار حضرت داوٗدؑ پر نازل ہوا۔

ذی قعدہ

پانچوین تاریخ کو حضرت آدم علیہ السلام پر کعبہ نازل ہوا۔ اسی تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسمٰعیلؑ نے کعبہ کے قواعد بلند کیے چودہوین کو لوگونکا خیال ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بائیس دن مچھلی کے پیٹ مین رہے مگر نصاریٰ کے نزدیک یہ ہے کہ تین دن رہے۔ انتیسوین کو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کدو کا درخت حضرت یونس علیہ السلام پر جما۔

ذی الحجہ

اسمین صراحۃً بنا اسمین مینڈھا کا فدیہ حضرت اسمٰعیل کا قبول ہوا یہ امر کہ حضرت اسمٰعیل کے لئے ذبح کا حکم ہوا یا حضرت اسحاق کے لئے ایک معرکۃ الآرا مسئلہ ہے اکثر علما صحابہ و تابعین و من بعدہم کا یہ مسلک ہے کہ حضرت اسمٰعیل ذبیح تھے حضرت اسحاق کا ذبیح ہونا کتب سمادیہ و قرآن و تاریخ سے صحیح نہین پایا جاتا کتب سمادیہ مین ہے کہ بڑے لڑکے دو چہند لڑکے کو ذبح کرو اہل کتاب کے نزدیک حضرت اسمٰعیل بڑے لڑکے تھے توراۃ موجودہ مین جو حضرت اسحاق کا نام لکھا ہے یہ تحریفات سے ہے یہود نے بنی اسمٰعیل کے حسد سے یہ چاہا

ایسے اوقات جن مین نفل کی نماز مکروہ ہے

طلوع آفتاب کے وقت دوپہر کو غروب کے وقت بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب تک بعد نماز عصر کے غروب آفتاب تک اور جب جمعہ یا عیدین کو امام خطبہ کو چلے تا اختتام خطبہ۔

مہینے اور سنہ کے معظم واقعات

محرم

سترہوین تاریخ کو اصحاب فیل نے مکہ پر چڑہائی کی۔

رمضان

پہلی تاریخ حضرت ابراہیم پر صحیفے نازل ہوے۔ چھٹی تاریخ کو حضرت موسیٰ پر توریت نازل ہوئی۔ بارہوین کو حضرت داود علیہ السلام پر زبور نازل ہوئی۔ اٹھارہوین کو انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

شوال

اس مین حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی کے لئے منتخب کئے گئے۔ اسمین شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام ہوا بعض کہتے ہین کہ اسمین بہشت پیدا کئے گئے

کی عید الفطر کی شب۔

ایام فاضلہ کے روزے

تمام سال مین بعد رمضان کے روز عرفہ و عاشورہ و عشر اوّل ذیحجہ و عشرہ اول محرم کا روزہ افضل ہے شہر حرام کے ایک دن کا روزہ دوسرے مہینون کے تیس روزے کے برابر ہے اور رمضان کے ایک روزے کا ثواب شہر حرام کے تیس روزے کے ہم پلہ ہے۔

ایام کے روزے

ایام بیض

ہر مہینے کی تیرہوین و چودہوین و پندرہوین کے روزے کو ایام بیض کا روزہ کہتے ہین یہ روزہ مسنون ہے اِس روزہ کا ثواب صیام دہر کا ہے جو شخص کہ ہمیشہ روزہ رہے گویا تمام عمر روزہ رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ روزہ رکھتے تھے اور امت کے لئے اِس روزے کے لئے حکم فرماتے تھے چنانچہ نسائی مین مروی ہے سنن ابی داؤد مین ہے عن ابن ملحان القیسی عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یامرنا ان نصوم البیض ثلث عشرۃ واربع عشرۃ وخمس عشرۃ قال وقال ھن کھیئۃ الدھر۔

ایسے ایام جن مین روزہ منع ہے

پانچ دن روزہ منہی عنہ ہے عید الفطر عید اضحیٰ اور تین دن اسکے بعد۔

اگر یہ نہین معلوم ہوتا کہ لیلۃ الاسرا کون سی رات ہے تو یہی حال لیلۃ القدر کا ہے یہ کہنا کہ ایسے سے معلوم نہین ہوتا کہ لیلۃ الاسرار کون سی شب ہے ایسا ہی ہے کہ کہا جائے کہ ایسے سے معلوم نہین ہوتا کہ لیلۃ القدر کون سی شب ہے پھر مابہ الامتیاز کیا رہا شب معراج مین جو کوئی عبادت شرعیہ خاص نہ کی گئی یہ تبرو احسان ہے اور بندون پر رحمت ہے مجھے تعجب ہے کہ حافظ ابن قیم اور اونکے اُستاد ابن تیمیہ نے امام احمد حنبل کے قول کو نہ دیکھا امام احمد حنبل شب میلاد کو شب قدر سے افضل خیال فرماتے ہین حالانکہ شب میلاد مین کوئی عبادت مشروع نہین ہے بات یہ ہے کہ جس مسلمان کے دل مین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ امت کو جو جو نعمتین حاصل ہوئی ہین وہ آپ کی بدولت ہین اور وہ آپ کی میلاد آپ کی معراج کو اپنی منفعت کا سبب اصلی سمجھتا ہے وہ شب میلاد وشب معراج کو لیلۃ القدر سے افضل سمجھتا ہے اور جسکی نظر صرف اپنے اعتراض پر پڑتی ہے وہ شب میلاد وشب معراج کو معمولی راتون کے برابر سمجھتا ہے یہی وجہ ہے کہ ابن قیم وابن تیمیہ کی نظرون مین اِن دونون مبارک راتون کی کچھ وقعت نہین ہے اور امام احمد حنبل شب میلاد کو لیلۃ القدر پر ترجیح دیتے ہین اور بیشتر علما شب معراج کو لیلۃ القدر پر ترجیح دیتے ہین شب میلاد یا شب معراج یا لیلۃ القدر علی الاختلاف افضل لیالی سال سے ہے لیلۃ الجمعہ افضل لیالی ہفتہ سے مروی ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے حجاج بن ارطاق یا عدی بن ارطاق کو لکھا کہ سال بھر مین چار راتون کا خیال رکھو اللہ تعالی اِن راتون مین بے شمار رحمت نازل فرماتا ہے رجب کی پہلی رات۔ شعبان کی پندرہوین رات ستائیسوین شب رمضان

سے اونکے مصالح اور اپنے مصالح پر کامل اطلاع ہوگئی معراج سے آیات کبریٰ کا دکہانا مقصود تہا جس پر کسی کو اطلاع نہوئی تو اِس معراج سے یہ خیال کرنا کہ اسکے منافع آپ کی ذات خاص تک متناہی تہے ایک قسم کی غلطی ہے نہین نہین معراج سے جس قدر منافع عظمت و رفعت و اطمینان و وسعت معلومات آپ کو حاصل ہوئی وہ امت کے لئے باعث نفع عظیم ہوئے شفاعت و احکام پر اسکا نہایت مفید اثر پڑا امت کے لیے اِس سے بڑہ کر نفع کیا ہوگا جب لیلۃ القدر کو نزول قرآن سے سماء دنیا پر اسقدر مرتبہ حاصل ہوا تو شب معراج کو جس مین اسقدر امور جمع ہوئے کیون کر تفضیل نہوگی لیلۃ القدر مین قرآن شریف سماء دنیا پر نازل ہوا لیلۃ الاسریٰ مین خود آپ عرش پر تشریف لے گئے اور مرتبہ قاب قوسین کا حاصل ہوا لیلۃ الاسرا کے عطایا ایسے نہین ہین جو قابل بیان ہون یا بیان سے سمجہہ مین آسکین اِس پر بہی جسقدر قرآن شریف مین بیان ہوئے ہین اگر ادنیٰ تامل سے دیکہے جائین تو عقل کو تحیر ہوتا ہے اور اِس سے بڑہ کے کوئی نعمت خیال مین نہین آتی لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیاتنا کے معنی یہ ہین کہ آپ اِس سے بلائے گئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے علامات مشاہدہ فرمائین اور قاب قوسین درجہ تقرب ہے جس سے تقرب منتہا کو پہونچ گیا اللہ اللہ اِس سے بڑہ کر کیا ہو گا جب خداوند کریم خود فرماتا ہو تو اس سے بڑہکر صحابہ یا تابعین کیا بیان فرمائینگے اور اب اسکی ضرورت کیا ہے خصوصاً اسراری امور پر تو کوئی شخص سوائے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقف نہین ہوسکتا اور نہ وہ قابل بیان ہین اور اگر کسی شب مین لیلۃ الاسریٰ سے بڑہ کے کوئی نعمت حاصل ہوئی تو اوسکو بیان کرنا چاہیے

شخص اسکا دعوی کر نہین سکتا کہ لیلۃ الاسری کو دوسری راتون پر خصوصا شب قدر
پر فضیلت ہے اور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم بہی کبھی یہ نہین کہتے تہے کہ لیلۃ الاسری
مین فلان چیز ایسی ہوئی کہ دوسری شب مین نہوئی اسی وجہ سے یہ نہین معلوم
ہوتا کہ لیلۃ الاسری کونسی شب تہی اگر معراج اعظم فضائل سے ہے تو کوئی
عبادت شرعیہ اسکے لئے خاص نہین کی گئی ہے اسی وجہ سے غار حرا مین کوئی
عبادت خاص نہ کی گئی حرا وہ مقام ہے جہان پہلے وحی نازل ہوئی اور جس دن
وحی نازل ہوئی وہ دن بہی خاص نہ کیا گیا البتہ اہل کتاب نے روز مولود کو عبادت
کے لئے ٹہیرایا ہے ہم ابن تیمیہ کی بیشتر مسائل مستخرجہ کو جسطرح نہین مانتے
اوسیطرح اسکو بہی نہین مانتے میرے خیال مین شب معراج کو لیلۃ القدر پر
ترجیح ہے اور بیشتر علماء کا یہ مسلک ہے ہم اسکو مانتے ہین کہ قران شریف اس
مبارک شب مین لوح محفوظ سے سماء دنیا پر نازل ہوا اس سے یہ شب برکت کی
رات قرار پائی تو جب خود شہنشاہ حقیقی نے اپنے برگزیدہ پیغمبر کو اپنے
بے نظیر دربار مین بلا کے قاب قوسین او ادنی کے تقرب سے سرفراز فرمایا
اور آیات کبری بہشت و دوزخ و کرسی و عرش دکہلایا احوال سموات ملاحظہ سے
گذرے انبیاء اللہ و ملائکہ مقربین سے ملاقات کا اتفاق ہوا ان سے صرف
تقرب ایسا امر ہے جسکے مقابلہ مین کوئی نعمت نہین ہوسکتی پہر بہشت و دوزخ
کے دیکہنے سے قیامت کے دن نہ بہشت کی طرف زیادہ توجہ ہوگی نہ دوزخ کا خطر
ہوگا نہایت اطمینان سے آپ شفاعت فرمائینگے احوال سموات و عرش و کرسی
کے دیکہنے سے قلب مین بے انتہا قوت پیدا ہوگی انبیاء اللہ و ملائکہ کے ملاقات

اِسلیئے کہ ایام ذیحجہ مین یوم النحر یوم العرفہ یوم السرویہ سے مروی ہے کہ کوئی دن کسی مہینے کا ایسا نہین ہے جبکا عمل عشرہ ذی حجہ سے افضل ہو۔

عظمت والی راتین

عشرہ اخیر رمضان کی پانچ راتین جو طاق تاریخون مین واقع ہین یہ وہ راتین ہین جس مین لیلۃ القدر کی تلاشس کی جاتی ہے ستروین شب رمضان کو جسکی صبح کو یوم الفرقان یوم التقی الجمعان ہے۔ ابن زبیر کہتے ہین کہ لیلۃ القدر رہی عشرہ اخیر رمضان کی راتون کو لیالی عشرہ اولی ذی حجہ پر فضیلت اس وجہ سے ہے کہ اسمین لیلۃ القدر واقع ہے۔ اوّل شب محرم کی شب عاشورہ پہلی شب رجب کی۔ پندروین شب رجب کی ستائیسوین شب رجب کی جو لیلۃ المعراج ہے۔ نصف شب ماہ شعبان کی وشب عرفہ وشب عیدین۔ حافظ شمس الدین ابن قیم دمشقی زاد المعاد مین ابن تیمیہ اپنے استاد سے نقل کرتے ہین کہ شب معراج کو لیلۃ القدر پر فضیلت نہین ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی زمان ومکان مین فضیلت دی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اوسکو تمام مکان وزمان پر شرف ہوجاوے البتہ یہ شرف اوسوقت حاصل ہوسکتا ہے جب یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر جو نعمتین شب معراج مین عطا فرمائین اونکو ایسی نعمتون پر فضیلت ہے جو شب قدر مین عطا فرمائین مثلاً شب قدر مین قرآن نازل ہوا اور بہت سی نعمتین عطا فرمائین تو کیا شب معراج مین اِس قسم کی نعمتین سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہین اسکا علم اوس وقت تک کسیکو ہو نہین سکتا جب تک وحی سے نہ معلوم ہو اور بدون اِسکے کوئی

لیالی فاضلہ

علامہ سیوطی شمار یخ فی علم التاریخ مین لکہتے ہین کہ یہ لوگ جو کہتے ہین کہ یہ اشعار جناب امیر علیہ السلام کے ہین اسمین نظر ہے مگر لالی مضوعہ مین لکہتے ہین کہ ان اشعار کو بخط حافظ شرف الدین ومیاطی مینے دیکہا ہے جسکو جناب امیر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے ان اشعار کا محصل یہ ہے کہ شکار کے لئی ہفتہ کا دن اچہا ہے اتوار بنا کا دن ہے۔ اسی دن آسمان کی بنا اللہ تعالیٰ نے ڈالی۔ اتوار کو سفر کرنے سے مسافر سلامتی سے واپس آتا ہے۔ سہ شنبہ کو فصد کہنا لینا چاہیے چہار شنبہ کو دواشروع کرنی چاہیے پنجشنبہ کو اپنی حاجتون کے لئے پادشاہ کے پاس جانا چاہیے اور جمعہ کو شادی کرنی چاہیے۔

ہفتہ کے بزرگ دن

پیر۔ پنجشنبہ۔ جمعہ

سن کے مقدس ایام

ایام عشرہ اولی ذی حجہ ایام تشریق ایام عشرہ اواخر رمضان عاشورہ عید شوال بعض کہتے ہین کہ جمعہ کو عرفہ پر ترجیح ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ ایام ہفتہ مین جمعہ افضل ہے اور سال کے دنون مین یوم عرفہ یوم نحر افضل ہے اور اگر عرفہ وجمعہ ایک ہی دن واقع ہون تو اسمین دوہری فضیلتین دو عیدین جمع ہو جائینگے جمعہ کی عید عرفہ کی عید جمعہ کے سبب سے اسمین وہ ساعت واقع ہوگی جسمین دعا مقبول ہوتی ہے عرفہ سے اطراف اکناف عالم کے لوگ اکٹھا جمع ہو کے دعا وتضرع جناب باری کی عالی درگاہ مین کرتے ہین ایام عشرہ ذیحجہ کے ایام عشر اواخر رمضان سے افضل ہین

ایام فاضلہ

سن ایام فاضلہ ۱۲

ہوجاتا ہے جمعہ کے روز غسل کرنا خوشبو کا لگانا - اچھے کپڑے پہننا - ناخن کٹوانا - بال منڈانا سنت ہے یہ بات توظاہر ہے کہ آدمی کو غسل کرنا چاہیئے غسل سے میل دفع ہوتا ہے جسم پاک وصاف ہوتا ہے نجاست زائل ہوتی ہے دلکو تفریح حاصل ہوتی ہے روزانہ غسل کا کیا کہنا ہے مگر کم سے کم ہفتہ مین ایکبار غسل کرنا چاہیئے تو جمعہ کو غسل کرنا چاہیئے اسمین اختلاف ہے کہ جمعہ کا غسل طہارۃ زمان کے لئے ہوتا ہے یا نماز کے لئے امر ثانی افضل ہے -

جمعہ کو غسل

کن ایام مین کون سے کام کرنے چاہیئے

کن ایام مین کون سے کام کرنے چاہیئے

مسند ابو یعلی مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اتوار درخت لگانے اور مکان بنانیکا دن ہے چارشنبہ لین دین کا دن ہے پنجشنبہ بادشاہ سے ملاقات کا دن ہے جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہے ؎

فنعم الیوم یوم السبت حقا لصید ان اردت بلا امتراء
وفی الاحد البناء لان فیہ تبدی اللہ فی خلق السماء
وفی الاثنین ان سافرت فیہ ویرجع بالنجاح وبالثراء
وان ترد الحجامۃ فی الثلاثہ ففی ساعاتہ ھرق الدماء
وان شرب امرء یوما دواء فنعم الیوم یوم الاربعاء
وفی یوم الخمیس قضاء حاج فان اللہ یاذن بالقضاء
وفی الجمعات تزویج وعرس ولذات الرجال مع النساء
وھذا العلم لایدریہ الا نبی او وصی الانبیاء

(۳۱) امام جسوقت منبر سے اوترتا ہے۔

(۳۲) جب کہ نماز کیلیئے تکبیر کہے جائے یہانتک کہ امام اپنی جگہہ پر کھڑا ہو۔

(۳۳) اقامت نماز سے اتمام صلوٰۃ تک۔

(۳۴) وہ ساعت ہے جسمین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی نماز پڑہا کرتے تھے۔

(۳۵) عصر کی نماز سے غروب شمس تک۔

(۳۶) عصر کی نماز مین۔

(۳۷) بعد عصر کے آخر وقت اختیار تک۔

(۳۸) بعد عصر کے مطلقا۔

(۳۹) وسط نہار سے قریب آخر نہار تک۔

(۴۰) سورج کے زرد ہونے سے غائب ہونے تک۔

(۴۱) آخر ساعت بعد عصر کے۔

(۴۲) جب سے کہ آدہا قرص شمس کا غائب ہو یا جبکہ جھکے سورج غروب کے لئے پورے غروب تک اور یہ کل اقوال بہمہ جہت متغایر نہین ہین بلکہ بہتون کا باہم اتحاد ممکن ہے۔

اکثر اقوال مین یہ مراد نہین ہے کہ تمام وقت معین کا استیعاب کیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اوس مین دعا ہو واقع مین وہ ساعت خفیفہ ہے۔ اور وقت کے ذکر کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اوسمین منتقل ہوتی رہتی ہے پس اوسکے وقوع کا مظنہ ابتدائی خطبہ سے مثلاً ہوگا اور انتہا اوسکی انتہائی نماز پر ہوگی اکثر قائلین نے اسوجہ سے تعین کی ہے کہ انکو اوسی وقت وہ ساعت ملے۔ اِس تقریر سے اختلاف نہبت کم

عائشہؓ نے کہ جسوقت موذن جمعہ کی نماز کی اذان کہے۔

(۱۷) زوال سے نماز مین داخل ہونے تک۔

(۱۸) زوال سے اوسوقت تک جب امام نماز کو چلے۔

(۱۹) زوال سے غروب شمس تک۔

(۲۰) جسوقت امام نماز کے لیے مسجد مین آتا ہے اقامت صلوۃ تک۔

(۲۱) جس وقت امام نماز کے لیے مسجد مین آتا ہے۔

(۲۲) امام کے خروج سے نماز ادا ہو لینے تک۔

(۲۳) بیع کے حرام ہونے حلال ہونے کے وقت تک۔

(۲۴) اذان و نماز کے ادا ہونے کے درمیان۔

(۲۵) امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز کے ادا ہونے تک۔

(۲۶) اذان و امام کے تذکیر و اقامت کے وقت۔

(۲۷) اذان و امام کے تذکیر و اقامت کے وقت جبکہ اذان پڑہے اور جبکہ منبر پر چڑہے اور جب کہ اقامت کہی جائے زین بن المنبر کہتے ہین کہ اذان کے وقت جو اجابت دعا مین وارد ہے جمعہ کے روز وہ موکد ہوجاتی ہے اور اسیطرح اقامت کے وقت اور امام جب منبر پر جلوس کرتا ہے وہ وقت استماع ذکر ہے اور اسی وقت سے مقصود کی ابتدا ہوتی ہے۔

(۲۸) امام کے خطبہ شروع کرنے سے فارغ ہونے تک۔

(۲۹) خطیب جب منبر کے قریب پہونچے اور خطبہ شروع کرے۔

(۳۰) دونون خطبون کے درمیان مین جلوس کے وقت۔

(۵) صبح کی نماز کے لئے جسوقت موذن اذان کہتا ہے

(۶) طلوع فجر سے طلوع شمس تک

(۷) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک اور عصر سے غروب تک۔

(۸) طلوع فجر سے طلوع شمس و عصر سے غروب تک اور جب امام منبر سے اترتا ہے تکبیر تک۔

(۹) پہلی ساعت بعد طلوع شمس کے۔

(۱۰) وقت طلوع شمس۔

(۱۱) دن کے تیسری ساعت کے اخیر مین ہے کہا محب طبری نے کہ (آخر ثلاثہ ساعات) دو امر کو متحمل ہے اول یہ کہ مراد ساعت اخیرہ ہو اول کے تین ساعتون سے دوم یہ کہ آخر ہر ایک ساعت ساعات ثلاثہ سے مراد ہو اس حالت مین اطلاق ساعت کا بعض حصّہ ساعت پر مجازا ہوگا۔

(۱۲) زوال سے سایہ نصف ذراع ہونے تک۔

(۱۳) زوال سے ایک ذراع سایہ ہونے تک۔

(۱۴) ایک بالشت زوال شمس سے ایک ذراع تک۔

(۱۵) قول جبکہ زوال شمس ہو۔

(۱۶) جبکہ موذن جمعہ کی نماز کے لئے اذان کہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی تہین کہ جمعہ کا روز مثل عرفہ کے ہے اسمین اسمانون کے دروازے کہولے جاتے ہین اور اوسمین ایک ایسی ساعت ہے کہ اکثر اوس ساعت مین بندہ جس چیز کو اللہ سے مانگتا ہے اوسکو عطا کرتا ہے پوچھا گیا کہ وہ کونسی ساعت ہے کہا

ابی سلمہ سے روایت ہے کہ مینے ابا سعید سے ساعۃ جمعہ کو پوچہا اونہون نے کہا کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکو دریافت کیا تہا فرمایا کہ مجھکو اوسکی خبر دی گئی تہی پہر بہولا دی گئی جسطرح لیلۃ القدر عبدالرزاق نے معمر سے روایت کی ہے کہ اونہون نے اس باب مین زہری سے پوچہا زہری نے کہا کہ مینے اس بارہ مین کچہہ نہین سُنا مگر کعب احبار کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص جمعہ کو چند جمعون مین تقسیم کردے تو اس ساعۃ کو پاسکتا ہے یعنی ایک جمعہ مین اوّل وقت دعا کرے ایک وقت معین تک دوسرے جمعہ مین اسی وقت سے شروع کرکے جسوقت اوسنے دعا ختم کی تہی اسیطرح پانچ چار جمعہ مین دعا کرتا رہے تاکہ آخر وقت تک نوبت پہونچ جاوے اسیطرح آخر روز تک حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ مسلک ہے کہ جمعہ کے تمام دن دعا پر مداومت مناسب ہے تاکہ جس ساعت مین دعا قبول ہوتی ہے اوس ساعت مین دعا کا اتفاق ہو یہ مقولہ ابن عمر کا اوس شخص کے لئے مناسب ہے جسمین ایسی طاقت ہو کہ اس محنت کا متحمل ہو سکے کعب کا قول بالکل آسان ہے ابن عمر وکعبؓ دونون جلیل القدر صحابی اوس ساعۃ کو غیر معینہ خیال کرتے ہین اسوجہ سے ادراک ساعت کی ایک ایک ترکیب بنائی رافعی وصاحب المغنی وغیرہما کہتے ہین کہ جمعہ کے روز اکثار دعا مستحب ہے اس امید پر کہ ساعت اجابت ملجاے ساعت اجابت جو معین نہین کی گئی اسمین یہ حکمت ہے کہ سعی وطلب مین تشویق وو قت عبادت کا استیعاب ہو اگر کوئی وقت معین ہوجاتا تو اوسپر اکتفا کرتے۔

(۴) وہ ساعۃ جمعہ مین منتقل ہوتی رہتی ہے۔کسی معین وقت مین نہین ہوتی نہ ظاہر مین نہ باطن مین ابن عساکر وغیرہ نے اسپر جزم کیا۔

صحابہ و تابعین و تبع تابعین وغیرہ رحمہم اللہ مین اختلاف ہے آیا یہ ساعت ہر جمعہ مین پائی جاتی ہے یا اٹھا لیگئی اگر پائی جاتی ہے تو آیا ہر جمعہ مین یا ہر سال کے ایک جمعہ مین ہے۔ اگر ہر جمعہ مین ہوتی ہے تو آیا اسکے لیے کوئی وقت خاص معین ہے یا نہین۔ وقت معین ہونے کی صورت مین آیا تمام وقت کو مستوعب ہے یا مبہم ہے۔ مبہم ہونے کی حالت مین کب شروع ہوتی ہے کب ختم ہوتی ہے اور ان تمام حالتون مین آیا ہمیشہ ایک حالت پر رہتی ہے یا منتقل ہوا کرتی ہے بصورت منتقل ہونے کے تمام دن کو پورا لیتی ہے یا کچھ حصّہ کو۔ اب ہم ان اقوال کا خلاصہ فتح الباری شرح صحیح بخاری سے لکھتے ہین۔

(۱) یہ ساعت اوٹھالی گئی اسکو ابن عبدالبر نے ایک قوم سے نقل کر کے اسکے ضعف کی طرف نسبت کیا ہے۔ اور عیاض نے کہا کہ سلف نے اس مقولہ کو رد کیا ہے عبداللہ بن نخس معاویہ کے مولی سے مروی ہے کہ کہا مینے ابی ہریرہ سے کہ لوگ گمان کرتے ہین کہ جمعہ کے روز جس ساعة مین دعا قبول ہوتی ہے وہ اوٹھالی گئی ابو ہریرہ نے کہا جھوٹا ہے وہ شخص جو ایسا کہتا ہے مینے کہا کہ وہ ہر جمعہ مین ہے کہا ہان۔ اس روایت کی اسناد قوی ہین۔ اور صاحب الہدی نے کہا کہ اگر اس مقولہ سے یہ مراد ہے کہ ساعة معلوم تھی اوسکا علم امت سے اوٹھا لیا گیا تو ہو سکتا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ ساعت اوٹھالی گئی تو یہ مقولہ مردود ہے

(۲) یہ ساعت موجود ہے لیکن ہر سال ایک جمعہ مین واقع ہوتی ہے اسکو کعب احبار نے ابی ہریرہؓ سے کہا تھا ابو ہریرہ نے تردید کی تو کعب نے رجوع کی۔

(۳) یہ ساعت تمام دن مین متواری ہے جسطرح لیلة القدر عشرہ اخیرہ رمضان مین

جل شانہ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہین - اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے
کہ اہل قبر کا عذاب حق ہے کافر کو قیامت تک عذاب ہوگا - جمعہ کے دن اور
شہر رمضان مین عذاب سے محفوظ رہین گے اور مومن مطیع کو عذاب نہین ہوتا - بلکہ قبر مین
ضغطہ ہوتا ہے اور گناہ گار مومن کو عذاب وضغطہ ہوتا ہے لیکن روز جمعہ وشب جمعہ
کو اون سے عذاب منقطع ہو جاتا ہے پہر عود نہین کرتا - اگر روز جمعہ یا شب جمعہ
کو مومن مرے تو عذاب وضغطہ قبر ایک ساعت رہتا ہے پہر منقطع ہو جاتا ہے
جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر اوس ساعت مین کوئی مسلمان نماز کی حالت
مین دعا کرے تو اللہ تعالی اوس دعا کو مستجاب کرتا ہے - اِس ساعت مین اختلاف
ہے - اصح یا اصح سے یہ ہے کہ یہ ساعت اوسوقت ہوتی ہے جب امام منبر پر
خطبہ کے لئے بیٹھے - اور یہ ساعت اوس وقت تک رہتی ہے جب نماز پوری
کرے - اِس ساعت مین مسنون یہ ہے کہ دعا قلب کے ساتھ کرے زبان کے
ساتھ نکرے اِسلئے کہ اسوقت سکوت کا حکم ہے یہ وقت سکوت کرنے کا اور
خطبہ سننے کا ہے تو دعا کی یہی صورت رہے کہ قلب کے ساتھ کرے بعض
احادیث مین ہے کہ یہ ساعت آخر روز جمعہ مین پڑتی ہے حاکم وغیرہ نے اِس حدیث
کی تصحیح کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث شرط شیخین پر ہے غرض یہ دونون قول
بیالیس اقوال سے صحیح سمجھے جاتے ہین - یہ امر ظاہر ہے کہ یہ ساعت
لطیف ہے اسکا وقت بلحاظ ہر شہر وہر خطیب کے مختلف ہے - اِس واسطے کہ
ہر شہر مین دن مختلف ہوتا ہے ایک شہر مین دن ہے دوسرے شہر مین رات
ایک شہر مین ظہر ہے تو دوسرے شہر مین عصر - اسلئے کہ ہر شہر کا افق مختلف ہوتا ہے

جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہے جسمین دعا مستجاب ہوتی ہے

قایم ہوگی اللہ تعالیٰ نے آفتاب - ماہتاب - ستارے - فرشتے - جمعہ کی صبح کو
تین ساعت مین پیدا کئے حضرت آدم کو آخر وقت روز جمعہ کو اور جنت سے حضرت
آدم غروب شمسی کے وقت دنیا مین آئے فائدہ حضرت آدمؑ تین ساعت ایام
آخرت سے بہشت مین رہے (۲۵۰) سال دنیا کے سال کے برابر حضرت
عیسیٰ نے اپنی امت سے فرمایا کہ جمعہ کو عبادت الٰہی کے لئے مقرر کرین انھون
نے کہا کہ میری عید یہودیون کی عید کے بعد پڑے گی اسلئے انھون نے روز
یکشنبہ کو مقرر کیا جمعہ تمام دنون کا سردار ہے عید و بکرید سے اِسکا درجہ بڑا ہوا ہے
اِس مقام پر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ اگر جمعہ مین حضرت آدم بہشت سے نکلے تو یہ خلاف
برکت و عظمت جمعہ ہے اِسکا جواب یہ ہے کہ یہ باعث منقصت نہین ہے
حضرت آدم کا بہشت سے نکلنا اس لئے تھا کہ وہ زمین مین خلیفہ بنا لئے جائین
اون پر اور اون کی اولاد پر کتابین نازل ہون حضرت آدم کا بہشت سے نکلنا بسبب
اہانت کے نہ تھا بلکہ بسبب منفعت خلافت کے تھا اِس سے کچھ اونکی ذلت
مقصود نہ تھی اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ چونکہ حضرت آدم سے جمعہ کے دن جو بڑی
تعظیم کا دن ہے ایک ایسا امر واقع ہوا جس سے منع کئے گئے تو وہ خداوند تعالیٰ
کے نزدیک اِسکے مستحق ہو گئے کہ وہ علو مرتبہ سے گر جائین تو گویا اسمین اِس بات
کی طرف اشارہ ہے کہ اِس دن کامون کی نگرانی کرنی چاہیئے - جمعہ کے دن ارواح
کا اجتماع ہوتا ہے - قبرون کی زیارت کی جاتی ہے - مردہ اس دن عذاب قبر
سے محفوظ رہتا ہے - جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے فتنہ قبر و عذاب
قبر سے محفوظ رہتا ہے اِس دن جہنم کی آگ روشن نہین کی جاتی - اِس دن بہشتی حق لقائے

اِس شبہ کا جواب کہ حضرت آدم جو جمعہ کو بہشت سے نکلے تو اس سے جمعہ کی عظمت کم ہوتی ہے

جمعہ کے فضائل

جمعہ مشہور یہ ہے کہ جمعہ بضم میم ہے واحدی میم کو ساکن کہتے ہین اور فتحہ بہی کہتے ہین زمخشری کا بہی یہی مسلک ہے زجاج بکسر میم بہی کہتے ہین - اسکو جمعہ اسواسطے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن خلقت آدم علیہ السلام کو جمع کیا - ثعلب امالی مین کہتے ہین کہ اسکو جمعہ اسواسطے کہتے ہین کہ اس روز قریش دار الندوہ مین جمع ہوتے تہے اور کہا گیا ہے کہ کعب ابن لوی جمعہ کو اپنی قوم کو جمع کرتے تہے اور انکو تعظیم حرم کی ہدایت کرتے تہے اور انکو یہ خبر پہونچاتے تہے کہ بہت جلد نبی پیدا ہونے والے ہین ابن حزم کہتے ہین کہ جمعہ اسلامی نام ہے جاہلیت مین یہ نام نہ تھا - جاہلیت مین اسکو عروبہ کہتے تہے اسلام مین جمعہ نام پڑا - اسواسطے کہ نماز کیلیے اسمین جمع ہوتے ہین ابن سیرین کہتے ہین کہ ہجرت کے قبل اور سورہ جمعہ نازل ہونے کے پہلے اہل مدینہ نے اس کا نام جمعہ رکھا - اسکی وجہ یہ ہے کہ انصار نے یہ بات کہی کہ یہود کا ہفتہ مین یکدن ہے جسمین وہ جمع ہوتے ہین - اسیطرح نصاری کے لیے پھر ہمکو بہی چاہیے کہ ایک دن اسکے لئے ٹھہرائین اسمین خدا کا ذکر کرین اور نماز پڑہین اور خدا کا شکر کرین اسلیے جمعہ کا دن انہون نے ٹھہرایا - پہلے اسکو عروبہ کہتے تہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہونے اس دن وہ بہشت مین داخل ہوے اسی مین بہشت سے نکالے گئے اسی مین انکا انتقال ہوا اسی مین قیامت

(بقیہ حاشیہ صفحہ ١٠٠) ضعیف ہین ابن علان نے کہا کہ بکورہا کا لفظ عام ہے اسلیے کہ وہ جمع ہے جو مضاف ہوا ہے جمع مضاف عموم کے صیغون مین ہے جب صیغہ عام ہوا تو یوم الخمیس اس عموم کے افراد سے ایک فرد ہوا - اصول کا قاعدہ یہ ہے کہ عام کے بعضے افراد کو ذکر کرنے سے عام مخصص نہین ہوتا پھر وہ حدیث صحیح ہو یا ضعیف بکورہا اپنے عموم پر باقی رہے گا ١٢

پنجشنبہ کو سفر کیا اور یہ سفر جمعہ کے دن تو ہرگز نہ تھا۔ بخاری مین انس رضی سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین چار رکعت ظہر کی نماز پڑھے
اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ مین دو رکعت یعنی قصر سے پڑھے۔ تو اس سے معلوم ہوا
کہ جمعہ کو سفر نہوا۔ بلکہ شنبہ کو ہوا۔ چنانچہ واقدی نے اس پر جزم کیا ہے کہ آپ نے
شنبہ کے دن سفر کیا۔ اس قول کو عایشہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رض کی حدیث سے
تقویت ہوتی ہے اسلئے کہ اس حساب سے پانچ دن برابر ہوتے ہین۔
ابن سبکی اسی کو معتمد جان کے کہتے ہین کہ شنبہ کے دن حج کے لیے سفر کرنا مسنون
ہے یکشنبہ۔ دوشنبہ پنجشنبہ مین سفر کرنا مندوب ہے مگر یہ نہین ہے کہ دوسرے
روز سفر کرنا بدشگونی مین داخل ہے اسلئے کہ بدشگونی کا خیال مکروہ یا حرام ہے۔
ابن جماعہ نے کہا کہ چاند کے عقرب مین یا کسی برج مین رہنے سے سفر کرنا مکروہ
نہین ہے ابن رشد نے امام مالک رح سے نقل کی ہے کہ کسی دن سفر مکروہ نہین
بلکہ جو لوگ بدشگونی کے وسواسے ہوتے ہین اونکے وسواس دفع کرنے کو عمداً
چہارشنبہ کو سفر کرتے تھے۔[۵]

[۵] علی الصباح سفر کرنا مستحب ہے صخر الغامدی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللّٰھم بارک لامتی فی بکورھا۔ یا اللہ برکت دے میری امت کو اونکے صبح کام کرنے مین۔
خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر یا سریہ یعنی فوج کے ٹکڑے سویرے روانہ فرماتے تھے یہ حدیث
حسن ہے اسکو ابوداؤد۔ ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ دارمی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور یون بھی مروی ہے
کہ اللّٰھم بارک لامتی فی بکورھا یوم الخمیس یعنی یا اللہ برکت دے میری امت کو انکے
پنجشنبہ سویرے مین طبرانی کا لفظ یون ہے واجعلہ یوم الخمیس یعنی اسکو پنجشنبہ کے دن کر لے یہ دونون حدیثین

حضرت ابراہیمؑ پر اِس دن وحی نازل ہوئی - (ظریف) مگر حضرت ابراہیمؑ آگ مین تو ڈالے گئے۔

پنجشنبہ اسکو یوم الخمیس کہتے ہین مہینے کے پہلے پنجشنبہ کو آپ روزہ رکھتے تھے چنانچہ سنن ابی داؤد مین مروی ہے پنجشنبہ کے دن سفر کرنا مستحب ہے صحیحین مین کعب بن مالکؓ سے مروی ہے کہ قلّ مایخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الا یوم الخمیس - یعنی سوا پنجشنبہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر بہت کم ہوا ہے - آپ نے اکثر پنجشنبہ کے دن سفر کیا ہے دوسرے دنون مین بھی آپ نے سفر کیا ہے مگر کم چنانچہ آپ نے دوشنبہ کو مکہ سے ہجرت کی ابن حجر مکی کہتے ہین کہ اگر پنجشنبہ و دوشنبہ کو سفر کا اتفاق نہو تو ظاہر یون ہے کہ شنبہ کے دن سفر کرے - جمعہ کے سفر کو بعضے مکروہ کہتے ہین اسلئے کہ خیال ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کے ڈر سے بھاگ نکلا ہے - اور جمعہ کی نماز جس پر لازم ہے اوسکو صبح صادق کے بعد جمعہ کے دن سفر کرنا حرام ہے لیکن اگر رفیقون سے چھوٹنے کا اندیشہ ہو یا راہ مین جمعہ کی نماز ملتی ہو تو جمعہ کو سفر کرنا جایز ہے - ابن خرم کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پنجشنبہ کے دن سفر حج کیا ذی القعدہ کے چھ دن باقی تھے مگر یہ مخدوش ہے اِسلئے کہ صحیح بخاری مین بروایت عائشہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سفر کیا ذی القعدہ سے پانچ دن باقی تھے اِس پر سب کا اتفاق ہے کہ جمعہ کے دن آپ نے توقف فرمایا تھا اِس حساب سے ذی الحجہ کا غرہ پنجشنبہ کو ہوا اگر پنجشنبہ کے دن آپ نے سفر کیا ہوتا تو اوس حساب سے سات دن ہوتے ہین - اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے

پنجشنبہ

یہ بڑا مبارک دن ہے یہ عجیب اتفاق ہے کہ آپ پیر کے دن پیدا ہوئے ۔
پیر کے دن ہجرت کی پیر کے دن مدینہ منورہ مین داخل ہوئے پیر کے دن حجر اسود
اٹھایا پیر کے دن آپ پر وحی نازل ہوئی پیر کے دن آپ کا انتقال ہوا آپ مہینے
کے پہلے پیر کو روزہ رکھتے تھے چنانچہ سنین ابی داود مین مروی ہے ۔

منگل

اسکو سہ شنبہ یوم الثلثا کہتے ہین ۔

بدھ

اسکو چہار شنبہ و یوم الاربعا کہتے ہین لوگ اسے منحوس سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ
یوم نحس مستمر سے چہار شنبہ مراد ہے یہ محض غلط ہے اسلئے کہ ایسی صورت مین ایام نحسات
سے سارے دن نحس ٹھہر جاینگے اب کوئی دن کوئی ساعت مبارک نہ ٹھہرے گی
لطیفہ ایک ظریف سے کسی شخص نے کہا کہ ایک خاص ضرورت
کے لئے مجھے کہین جانا ہے تم بھی میرے ساتھ چلو (ظریف) منکر اسکے مین تو نہین
جاتا آج چہار شنبہ منحوس دن ہے (جواب) کیا آج یونس بن متے بطن مادر سے
پیدا نہوئے (ظریف) جی ہان مگر اسی وجہ سے وہ فرزگئے اور برکت ۔ لباس ۔
گاؤن سب ہاتھ سے جاتے رہے مچھلی نے نگل لیا ۔ (جواب) کیا حضرت
یوسف اس روز پیدا نہوئے (ظریف) آخر حضرت یوسف کا کیا نتیجہ ہوا بھائیون کے
ہاتھون سے کیسے کیسے صدمہ اٹھائے قید کی بھی نوبت پہونچ گئی (جواب) کیا

جمعہ ہے مگر یہود نے ہفتہ کو عبادت کا دن ٹھہرایا نصاریٰ نے اتوار کو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کی شریعت مین حکم تہا کہ اوس دن کوئی شخص کچہہ کام نکرے نہ وہ نہ اوسکا
بیٹا نہ اوسکی بیٹی نہ اوسکا خدمتگار نہ اوسکے مویشی اور نہ اوسکا مہمان - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
شریعت مین سبت مین ایسے کام کرنے کا جس سے دوسرے کو نیکی پہونچے ثواب ٹھہرا
اور دنیا کے ضروری کام کرنے کی بہی اجازت ہوئی - مسلمان جمعہ کو قبل نماز کے دنیاوی
کام کو اچہا نہین سمجھتے اور اذان کے بعد دنیاوی کام کرنا منع ہے - بعد نماز کے
دنیاوی کامون کی اجازت ہے - یہود و نصاریٰ اصل عبادت کے دنون کو بہول
گئے - کتاب مقدس سے صرف ساتوان دن سبت کا معلوم ہوتا ہے اور اس بات
کی تفصیل نہین ہے کہ وہ کون سا دن تہا مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ اگلے زمانہ کے یہودی
سبت کے اصلی دن کو بخوبی جانتے تہے لیکن جب ادن مین مہینون اور ہفتون کے
گہٹانے بڑہانے اور اولٹنے پلٹنے کا رواج ہو گیا تہا تو خیال کیا جا سکتا ہے کہ اوس
سبب سے یا اس سبب سے کہ اونہون نے یہ خیال کیا کہ سات دنون سے ایک
دن سبت کا ہونا چاہیے اور اسلیئے جس دن کہ اون پر خدا کی برکت اور بخشش ہوئی تہی اوسکو
اونہون نے سبت کا دن قرار دیا - اصلی سبت کے دن کو کہو بیٹہے - اور عیسائیون نے
مقدس ہونے کے باب مین یہود کی اتباع نہ کی - چونکہ اتوار کو حضرت عیسیٰ زندہ ہو کر
اوٹہے تہے اسلیئے اسکو مقدس اور عبادت کا دن ٹہہرایا مگر حضرت مسیح نے خود مقرر نہ فرمایا

اتوار

اسکو یوم الاحد کہتے ہین یہ دن نصاریٰ کی عبادت کا ہے پہیر اسکو یوم الاثنین کہتے ہین

حج سے ہے مگر اشہر حرم سے نہین ہے محرم رجب اشہر حج سے نہین ہین مگر اشہر حرم سے ہین۔

ہفتے کے ایام

ہفتے کے سات دن ہوتے ہین (ہفتہ) اس امر مین اختلاف ہے کہ ہفتہ مین کونسا دن پہلا ہے تاریخ ابن عساکر مین بروایت ابن عباسؓ مروی ہے کہ پہلے اللہ تعالی نے اتوار کو پیدا کیا۔ عرب اسکو اول کہتے تھے متاخرین کا قول ہے کہ پہلا دن ہفتہ ہے مسلم مین ہے کہ ہفتہ کو اللہ تعالی نے زمین پیدا کیا اتوار کو پہاڑ پیر کو درخت منگل کو انگور چہارشنبہ کو روشنی پنجشنبہ کو چار پائے جمعہ کو بعد عصر کے آدم کو۔ ابن جریر روایت کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے خلق کی ابتدا اتوار سے کی اسکو اکثر محدثین نے پسند کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہین کہ یہ مذہب لفظ احد سے نہایت مناسب ہے اور اس صورت مین جمعہ کے دن خلق کی تکمیل ہو جاے گی مسلم کی حدیث مین سخت غرابت ہے اسلئے کہ زمین چار دن مین بنی ہے۔ آسمان دو دن مین۔ متعارف یہ ہے کہ ہفتے کے پہلے دن کو ہفتہ کہتے ہین عربی مین اسکو یوم السبت کہتے ہین۔ سبت کے معنی راحت وسکون کے ہین چونکہ عالم کی تخلیق چھہ دن مین ہوئی جسکا آخر دن جمعہ ہے تو ہفتہ کا نام سبت رکھا گیا۔ یہودی وعیسائیون مین اختلاف ہے۔ بعضون کی یہ راے ہے کہ ابتدا سے آفرینش عالم سے سبت کے ماننے کا حکم تہا۔ بعضون کی یہ راے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کی شریعت مین اسکے ماننے کا حکم ہوا ہے۔ اصل عبادت کا دن

ہفتے کے ایام

ہفتہ کا دن

مخلوط ہوتے ہین کبھی غبار آلود ہوتی ہے چاند دیکھنے والون کی ہی حالت مختلف
ہوتی ہے کسی کی بینائی تیز ہوتی ہے کوئی ضعیف البصر ہوتا ہے یہ امر کیون کر
قابل تسلیم ہوگا کہ رمضان و ذیحجہ کے مہینے ناقص نہین ہوتے بخاری مین ہے
قال شهران لا ینقصان شهرا عید رمضان وذوالحجه یعنی رمضان و
ذیحجہ کے مہینے ناقص نہین ہوتے اسکا جواب یہ ہے کہ اِسکے مطلب یہ ہین کہ اِن
دونون مہینون کی فضیلت یا یون کہین کہ نفس فضیلت مین دونون برابر ہین عام ازین
کہ (۲۹) کا مہینا ہو یا (۳۰) کا بعض لوگون کو جو وہم ہوتا ہے کہ (۲۹) ہونے سے
ایک دن کی فضیلت کم ہوگی یا ایک دن کا ثواب کم ہوگا یہ وہم اس حدیث سے
جاتا رہا اسحق بن راہویہ کہتے ہین وان کان ناقصا فهو تمام زین بن المنیر کہتے ہین
ان المراد ان النقص الحسی باعتبار العدد ویخبر بان کلا منهما شهر
عید عظیم فلا ینفی وصفهما بالنقصان بخلاف غیرهما من الشهور
اِس کلام کا ماحصل وہی ہے جو اسحق بن راہویہ نے کہا فتح الباری مین اس مسئلہ کو
نہایت تفصیل سے لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذی حجہ کے عشرہ
اوائل مین تو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے چنانچہ نسائی مین اِس باب مین احادیث مروی ہین

شہور فاضلہ

محرم - ربیع الاوّل - رجب شعبان - رمضان - شوال ذی قعدہ ذی حجہ
شہور فاضلہ سے ہین اِن سے اشہر حرم محرم رجب - ذیقعدہ - ذی حجہ ہین اِن مین
افضل ذیحجہ ہے - ذیقعدہ ذی حجہ اشہر حج سے ہین احیاء مین ہے کہ شوال شہر

پہلے مصعب بن زبیر نے اجتماع کیا ابوعوانہ کہتے ہین کہ مینے حسن بصریؒ کو دیکھا کہ عرفہ
کے دن عصر کے بعد بیٹھے اور دعا کی اور ذکر الہی کیا پہر لوگ جمع ہوے حکم وحماد کا مسلک
یہ ہے کہ یہ طریقہ بدعت ہے یہان شبہہ یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ بدعت ہوتا تو ابن عباسؓ
اسکو کیون کرتے اسکا جواب یہ ہے کہ ابن عباسؓ وحسن بصریؒ اس نیت سے نہ بیٹھے
تہے کہ لوگ جمع ہون یا اہل عرفہ کی مناسبت ہو یا لوگون کو یہ معلوم ہو کہ یہ شعار اسلام ہے
ہے اِس نیت سے ہوتا تو بدعت ہوتا سوا اسکے ابن عباسؓ نے شب عرفہ کو
منبر پر کہڑے ہو کر سورۂ بقر کی تفسیر کہی تہی لوگ درس سننے کو جمع ہوے یہ صورت
بدعت کی نہین ہے امام احمد حنبل اسکو جایز خیال کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ حسن وبکر وثابت
ومحمد بن واسع مسجد مین تعریف کرتے تہے دعا واللہ تعالی کے ذکر مین مضائقہ کیا ہے امام
احمد سے لوگون نے پوچہا کہ آپ بہی تعریف کرتے ہین کہا کہ مین تو نہین کرتا -
میرے خیال مین اسکو بدعت مذمومہ ثابت کرنا سخت دشوار ہے صاحبین کے مسلک
پر بہی یہ مکروہ نہین ہے - اسلیئے کہ تہلیل وتکبیر فی نفسہ مستحب ہے جو اہل طاعت سے
مشابہ ہے اور یہ سب امور ہر مکان وہر زمان مین مشروع ہین - البتہ لباس احرام کا
پہننا وتلبیہ وسائر آداب حج کا ادا کرنا چاہیئے اسلیئے کہ یہ امور خاص حاجیون سے ہین
جب مہینے کا مدار رویت پر ہے تو کبہی چاند ۲۹ کو دیکھا جاتا ہے کبہی ۳۰ کو اسلیئے کہ
حرکت قمر کی ایک بار بطی ہوتی ہے ایک مرتبہ سریع کبہی وہ زمین سے قریب ہوتا ہے
کبہی دور کبہی شمال وجنوب کے طرف صعود کرتا ہے کبہی ہبوط فلک البروج
کے ہر نقطہ پر اس قسم کے احوال طاری ہوا کرتے ہین پہر ہر بلد کا عرض بلد مختلف ہوتا
ہے - ہوا کا اختلاف مشاہد ہے کبہی ہوا صاف ہوتی ہے کبہی ہوا مین بخارات

ثلثین لیلة یہ ذیقعدہ کی راتین ہین واتممناہا بعشر یہ حرم ہے (۸) تاریخ کو ترویہ کہتے ہین اس لئے کہ ایام جاہلیت مین سقایہ حجاج مسجد حرام کا بہراجاتا تہا تاکہ حجاج پانی سے سیراب ہون یا اس وجہ سے کہ اس دن کو لوگ مکہ سے اونٹون پر پانی بہرکے پلانے کو لیجاتے تہے۔ یا اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اس دن حضرت اسمعیل ع کے لئے زمزم جاری کیا اس سے حضرت اسمعیل پیے کے سیراب ہوے یا یہ سبب ہو کہ اوس روز حضرت موسیٰ پر تجلی ہوئی۔

(۹) تاریخ کو عرفہ کہتے ہین اس دن عرفات پر حج ہوتا ہے چونکہ عرفات پر مجمع ہوتا ہے ایک دوسرے سے ملتا ہے اور ایک دوسرے کو پہچانتا ہے اسلئے عرفات کہتے ہین یا یہ وجہ ہو کہ حضرت آدم وحواع عرفات مین ملے ایک نے دوسرے کو پہچانا۔

(۱۰) تاریخ کو یوم الاضحیٰ و یوم النحر اس لئے کہتے ہین کہ اسمین قربانی ہوتی ہے یہ آخرایام حج ہے۔

(۱۱) تاریخ یوم القریہ نام اس وجہ سے رکہا گیا کہ لوگ اس تاریخ کو منیٰ مین ٹھہرتے ہین (۱۲) تاریخ یوم النفر چونکہ اس تاریخ کو لوگ جلدی کرکے اپنا راستہ لیتے ہین اس لئے یہ نام رکہا گیا - ۱۱-۱۲-۱۳- کو ایام تشریق کہتے ہین- اور اسکو ایام معدودات وایام منیٰ بہی کہتے ہین ایام تشریق اسلیئے کہتے ہین کہ انمین قربانی کا گوشت سکہایا جاتا ہے یوم نحر و ایام تشریق کا روزہ منہی عنہ ہے بعض جگہہ یہ دستور ہے کہ لوگ مسجد مین بعد نماز عصر کے جمع ہوکے دعا کرتے ہین حافظ ابی شامہ نے کتاب باعث مین اسے بدعت لکہہ کے کہا ہے کہ حسن بصری رض کہتے ہین کہ مسجد بصرہ مین سب کے پہلے ابن عباس رض نے عرفہ کے دن لوگون کو جمع کیا حکم کہتے ہین کہ کوفہ مین

بعض جگہہ عرفہ کے دن
لوگ جمع ہوتے ہین

نہ ہے گی۔ مولانا نے جو عبارت تحریر کی ہے وہ فتوحات مین نظر سے نہین
گذری بلکہ فتوحات مین اسکے خلاف پایا جاتا ہے شوال کے مہینے مین جاہل
عوام نکاح کرنا منحوس سمجھتے ہین یہ رسم جاہلیت ہے۔ مروی ہے کہ ایک سال
شوال مین ایسا طاعون ہوا جس سے بہت سے لوگ مر گیے اکثر عورتین جنکا نکاح
شوال مین ہوا تھا بیوہ ہوگئین اور بہت سے گھر ویران ہو گئے اہل جاہلیت نے
شوال مین نکاح کرنا منحوس سمجھا ایسے رسم کے مٹانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے شوال کے مہینے مین حضرت عائشہ سے نکاح کیا فقہا یوم العیدین
کے غسل کو سنة کہتے ہین۔ حضرت عبداللہ بن عمر قبل نماز کے غسل کیا کرتے تھے
چونکہ عبداللہ بن عمر حد درجہ کے متبع سنت تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب
مین کوئی حدیث صحیح وارد ہے۔

ذیقعدہ

اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے مین قبائل عرب لڑائی سے دست بردار ہوکے
آرام سے اپنے اپنے گھرون مین بیٹھتے تھے یہ مہینا اشہر حرم سے ہے

ذیحجہ

چونکہ اس مہینے مین حج ہوتا ہے۔ اسکو ذیحجہ کہتے ہین۔ ذی الحج کے عشرہ اوّل
کو معلومات اور حرم کہتے ہین یہ وہ دن ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ان دنون مین اوس
وعدہ کو تمام کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھہ ہوا تھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے و واعدنا

کما ھذا باب المونث الذی استعمل فی التانیث والتذکیر والتانیث اصلہ
یہ بات کہ شیخ اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حدیث پیش کی اسلئے قابل قبول نہین ہے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ الہام غیر نبی کا
حجت نہین ہوتا یہ کہان سے ثابت ہوا کہ واقع مین الہام ہوا اور حجت فرع تصدیق
کی ہے۔ سوا اسکے غیر معصوم کا دعوی معتبر نہین ہوتا۔ غیر معصوم وسوسۂ شیطان سے
محفوظ نہین رہ سکتے۔ مسلم اور دوسری حفاظ حدیث کی تصحیح حدیث کی صحت پر
برہان قوی ہے۔ البتہ اس مقام پر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ حدیث کے راوی سعد
بن سعید ہین انکو سی الحفظ کہتے ہین چنانچہ ترمذی نے کہا ہے ابن وحیہ احمد حنبل
سے نقل کرتے ہین کہ سعد بن سعید ضعیف الحدیث ہے نسائی کہتے ہین
انہ لیس بالقوی ابوحاتم کہتے ہین لا یجوز الاستدلال بحدیث سعد
بن سعید اس کا جواب یہ ہے کہ ابن حبان نے سعد بن سعید کو ثقات تابعین
مین لکھا ہے ابن سعد کہتے ہین ثقۃ قلیل الحدیث ابن عدی کہتے ہین لا
اری بحدیثہ باسا مسلم کی روایت ہونے سے اسکی توثیق زیادہ ہوگئی سوا
اسکے چند حفاظ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ازانجملہ سفیان بن ثوری سفیان
بن عیینہ ہین۔ سعد بن سعید کچھ اس حدیث سے منفرد نہین ہین بلکہ انکے دونون
بھائی عبد ربہ ویحیی وصفوان بن سلیم وغیرہ نے اس حدیث مین انکی متابعت کی
ہے چنانچہ دمیاطی نے اسکے طرق کو ایک جزو مفرد مین تحریر کیا ہے۔ بالفرض
اگر سعد کا ضعف تسلیم کر لیا جاوے جب بھی حدیث پایہ اعتبار سے ساقط نہین ہوتی
اگر بمجرد وہم کے حدیث رد کیجاوے تو بجز متواتر ومشہور کے کوئی حدیث محل اعتماد

اس تشبیہہ کی یہ وجہ ہے کہ لوگون کو صوم دہر پر رغبت ہو اور صوم دہر کا فضل لوگون کو
معلوم ہو غرض فی نفسہا استحباب صوم دہر مین کسی کو خلاف نہین ہے آپ نے
عبد اللہ بن عمرؓ کو جو یہ فرمایا کہ تین دن سے کم مین قرآن شریف نہ پڑہا جاوے اور
یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جسنے سورۂ قل ہو اللہ احد پڑہی گویا اوسنے ثلث قرآن پڑہا تو یہ تشبیہہ
ثلث قرآن کی فضل مین ہے اس سے یہ مقصود نہین ہے کہ زیادہ پڑہنا مکروہ ہے
احیار مین ہے کہ صوم دہر دو وجہون سے مکروہ ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ عیدین ایام
تشریق مین افطار نکرے دوسرے سنت کو چھوڑوے اگر ایسا نہین ہے بلکہ وہ صوم
دہر مین اپنی بہتری خیال کرتا ہے تو مکروہ نہین ہے چنانچہ جماعت صحابہ و تابعین نے
دہر کا روزہ رکہا ہے دوسرا جواب یہ لغت شاذہ ہے جس سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلم فرمایا جس مجلس مین آپنے یہ فرمایا اوسمین اسی قسم کے لوگ
مجتمع رہے ہون گے اگر کوئی شخص عرب کے محاورہ مین یہ پاوے کہ کسی نے ہا کو
عدد مذکر مین حذف کیا ہے تو حدیث اس لغت پر محمول ہوگی جب آیت وبکرا
مکا کثیرا نازل ہوئی حضار صحابہ نے اس کا مطلب نہ سمجھا اوسوقت ایک مسافر اعرابی
آیا اور اوس نے سلام کر کے کہا یا محمدؐ انی رجل من کبار قومی بضم کاف و تشدید صحابہ
نے یہ سمجھا کہ یہ لفظ اسکے لحن مین نازل ہوا اور صحابہ کو اسکے معنی بھی معلوم ہوگئے
تتبع کتب سے پایا جاتا ہے کہ بدون ہا کے بھی استعمال آیا ہے - ابن السکیت
کہتے ہین یقولون خمسا من الشہر فیغلبون اللیالی علی الایام اذا لم یذکر ا
الایام فاذا اظہروا قالوا خمسۃ ایام فرا نے حکایت کی ہے کہ صمنا عشرا
من شہر رمضان بدون التاء مع ان الصوم انما یکون فی الایام سیبویہ نے

صوم دہر کا اس پر ہوگا۔ بلکہ یہاں ترغیباً تشبیہ دی گئی ہے۔ ایک امر یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر مجموع مشبہ بہ مطلوب الترک ہے تو مجموع مشبہ بھی مطلوب الترک ہوگا تو رمضان کا روزہ بھی مطلوب ترک ہوگا حالانکہ یہ فرض ہے قاسم بن قطلوبغا اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں فان قیل لا دلیل فی الحدیث علی فضیلتها لان النبی صلی الله علیه وسلم شبهه بصیام الدهر وهو مکروه والجواب انه انما کره صوم الدهر لما فیه من الضعف والتشبه بالقتل ولو لا ذلک لکان فضلاً عظیماً لاستغراقه الزمان بالعبادة والطاعة والمراد بالخبر التشبه به فی حصول العبادة علی وجه عری عن المشقة کما قال صلی الله علیه وسلم من صام ثلثة ایام من کل شهر کان کمن صام الدهر ذکر ذلک حثاً علی صیامها وبیان فضلها ولا خلاف فی استحبابها ونهی النبی صلی الله علیه وسلم عبد الله ابن عمر عن قراءة القرآن فی اقل من ثلاث وقال صلی الله علیه وآله وسلم من قرء قل هو الله احد فکانما قرء ثلث القرآن اراد التشبه بثلث القرآن فی الفضل لا فی کراهة الزیادة جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ صوم دہر جو مکروہ ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اس سے ضعف طاری ہوتا ہے اور یہ قتل کے مشابہ ہے اگر یہ نقص نہ ہوتا تو اسمیں بڑی بزرگی پائی جاتی اس سے بڑھ کر کیا ہوگا کہ صوم دہر میں تمامی زمانہ عبادت وطاعت میں گذرتا ہے اور حدیث سے مراد صوم دہر کے ساتھ مشابہت حصول عبادۃ میں ایسی طور سے ہے کہ اسمیں مشقت نہ پائی جاتی ہو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینے کے تین دن روزے رکھا کرے وہ مثل اوس شخص کے ہے جسنے تمام دہر کا روزہ رکھا

ہو پہر اسکے دو جواب دیے ہین پہلا جواب اس حدیث مین وصال کا اعتبار
کیا گیا ہے تو صوم نہار کو صوم لیل سے ملالیا ہے لیل نہار پر مقدم ہے وصال مین
بہی تحریم واقع نہین ہے بلحاظ حرج و مشقت کے نہی کی گئی ہے اگر صوم وصال حرام
ہوتا تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صوم وصال نہ رہتے۔ یہ جو لکہا ہے لانہ
یحتمل ان یکون وجہ الشبہ بصوم الدہر الکراہۃ لا التداب تو یہ جاننا چاہیے
کہ جمہور علمار کا یہ مسلک ہے کہ صوم دہر بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ ایام منہیہ مین
روزہ نہ رہین اور شافعی کے مذہب مین اسطور پر مستحب ہے بشرطیکہ جسم مین اوس
سے ضرر لاحق نہو یا کوئی حق فوت نہو نہین تو مکروہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر۔
ابو طلحہ۔ عائشہ رضی اللہ عنہم روزہ دہر کا رکہتے تہے جن احادیث سے منع پایا جاتا
ہے تو اوس صورت مین منع ہے جب ضرر مترتب ہو یا کوئی حق تلف ہو امام اعظم امام
محمد کے مذہب مین صوم دہر با فطار ایام منہیہ مکروہ نہین ہے البتہ امام ابو یوسف
کے مسلک پر مکروہ ہے۔ عرف مین صوم دہر مستحب ہے تو تشبیہ اس عرف کی
بنا پر ہوگی صحیحین مین عمرو بن العاص سے مرفوعاً مروی ہے۔ صوم ثلثۃ ایام
من کل شہر صوم الدہر کلہ چنانچہ اس مضمون کے بہت سی حدیثین مروی
ہین۔ علت کراہت ضرر یا فوت حقوق ہے یا یہ وجہ ہے کہ صوم دہر سے اشتہا
ساقط ہوجاتی ہے دن کو کہانے پینے کی رغبت نہین رہتی اور آدمی دن کے
فاقہ کا عادی ہوجاتا ہے اور روزہ سے جو التعاب نفس و مشقت مقصود ہوتی ہے
بہر وہ نہین رہتی چنانچہ صوم دہر مین جو لا صام ولا افطر واقع ہے اس سے بہی
مقصود ہے۔ جب یہ امر صیام ستہ شوال مین پایا نہین جاتا تو قیاس کراہت

ولایوسوسك ان اسنادہ صحیح من مرویات مسلم لان صحۃ الاسناد لایدفع الوھم ولعل الشیخ الاکبر قدس سرہ عرض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلم یجدہ صحیحا ثم الحدیث لوصح لایدل علی افضلیۃ ھذا الصیام نصا لانہ یحتمل ان یکون وجہ التشبہ بصوم الدھر الکراھیۃ لا للندب ومشایخنا قالوا التفریق فی ھذہ الست افضل عن التتابع

علامہ بحر العلوم کے کلام کا ماحصل یہ ہے کہ شافعیہ کہتے ہین کہ دوسرے روز سے شوال کا روزہ مندوب ہے یہ بروایت حضرت ابوایوب انصاری حدیث بھی نقل کرتے ہین شیخ اکبر فتوحات مین کہتے ہین کہ میرے نزدیک یہ حدیث صحیح نہین ہے اسکے ساتھ اس حدیث کی ترکیب حسب قاعدہ نحو نہین ہے ست کا لفظ صیام کی صفت ہے تو ستہ ہوتا تھا تمکو یہ وہم پیدا نہو کہ اسکے اسناد صحیح ہین یہ مرویات مسلم سے ہے اسلئے کہ صحت اسناد سے وہم دفع نہین ہوتا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شیخ اکبر نے اس حدیث کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین پیش کیا ہو اور اوسکو صحیح نہ پایا ہو اگر حدیث صحیح بھی تسلیم کرلیجاوے تو اس سے یہ نہین پایا جاتا کہ ستہ شوال کا روزہ افضل ہے احتمال ہے کہ صوم دہر سے جو تشبیہہ دی گئی ہے تو یہ تشبیہہ کراہیت مین ہو مذہب مین نہو اور ہمارے مشایخ کہتے ہین کہ ستہ شوال مین تفریق کرنا پے در پے رکہنے سے افضل ہے مین کہتا ہون کہ فتوحات دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ اکبر نے اس حدیث کا خود ہی جواب دیا ہے اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ حدیث مین ست کا لفظ آیا ہی یہان تو ستہ ہونا چاہیئے یا ثبات ہا اس سے یہ حدیث منکر ہے گو طریق خبر صحیح

کی سنے لکھا ہے مگر امام طحاوی مشکل الآثار مین لکھتے ہین کہ یہ خبر قابل اعتماد کے نہین ہے اسلیئے کہ روزہ غیر رمضان کا روزہ رمضان سے معادل نہین ہو سکتا اِس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ لاصوم افضل مین رمضان دوسرا شبہہ ستہ شوال مین تشبیہ بالنصاریٰ ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نفس تشبیہ سے توکچھ ہرج نہین ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم اگر تشبیہ مکروہ ہوتی تو روزہ فرض مکروہ ہوتا البتہ وہ تشبیہ مکروہ ہے جو نصاریٰ کا طریقہ ہو اگر ستہ شوال رمضان سے ملا دیا جاتا اور عید کو بھی روزہ رہتے تو یہ روزہ مشابہ نصاریٰ کے روزے سے ہو جاتا جب عید کو روزہ نہ ہے تو تشبیہ نہ رہی علت کے نفی سے معلول کی نفی ہو جاتی ہے تیسرا شبہہ خیال ہوتا ہے کہ ستہ شوال بھی واجب ہے یہ خیال لغو ہے روزے کے رکھنے سے یہ خیال کب دوڑ سکتا ہے کہ یہ واجب ہے یا مثل رمضان کے ہے اگر ایسا ہوتا تو عاشورے کا روزہ بھی مکروہ ہوتا چوتھا شبہہ علامہ مولانا عبد العلی بحر العلوم قدس سرہ ارکان اربعہ مین تحریر فرماتے ہین ومنها صوم ست من شوال قالوا صوم ست من شوال من الیوم الثانی مندوب ونقلوا فیہ حدیثاً عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من صام رمضان ثم اتبعہ لست من شوال کان کصوم الدہر رواہ مسلم والترمذی و ابوداؤد ولفظہ کانما صام الدہر قال الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ ہذا الحدیث عندی لیس صحیحاً ومع ہذا لیس ترکیبہ علی قاعدۃ النحو لان لفظ الست صفۃ لصیام فینبغی ان یکون ستۃ من التاء

ارکان اربعہ مین عبارت مولانا بحر العلوم کی نقل

لیس لہ فی ھذا المحل فائدۃ) یعنی یہ ایسا شخص ہے کہ جہوٹا دعوی بلا دلیل کرکے
یہ چاہتا ہے کہ ایسے امر کو صحیح کہے جسکو کسی نے صحیح نہین کہا ہے اسکے بعد امام
ابو یوسف کے قول کی نسبت لکہا ہے کہ وہ پے درپے روزہ کو مکروہ کہتے ہین۔
پہر اسکے بعد اکثر اقوال ائمہ حنفیہ ذکر کر کے کہتے ہین ھذا ما حضر لی لان من
منصوصات کتب علمائنا ویہ تبین ان احدا ممن تقدم ھذا القائل لم
یقل ان الکراھۃ مطلقا الا الاصح بعد اسکے لکہتے ہین فی المغنی والغایۃ
ان ھذا الصوم مستحب عند کثیر من اھل العلم یعنی مغنی وغایہ مین یہ ہے
کہ یہ روزہ اکثر اہل علم کے نزدیک مستحب ہے بعد اسکے لکہتے ہین وقولہ وکل
حدیث فیہ فھو موضوع دعوی کاذبۃ یعنی یہ کہنا کہ اِس باب مین تمامی
احادیث موضوع ہین جہوٹا دعوی ہے۔ پہر بعض احادیث صحیحہ جنکا ذکر کیا گیا بیان
کرکے لکہتے ہین کہ اذا ثبت ھذا فلا فرق بین کونھا متتابعۃ او متفرقۃ
فی اول الشھر او فی آخرہ یعنی جب یہ ثابت ہوا تو اِس امر مین فرق نہین ہے کہ روزے
پے درپے ہین یا متفرق اور مہینے کی پہلی تاریخون مین ہین یا آخر مہینے کی تاریخون
مین صوم ستہ شوال پر کئی شبہے وارد ہوتے ہین مین چاہتا ہون کہ اون کو لکہہ کے
جواب تحریر کرون۔ پہلا شبہہ یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ رمضان کے بعد دس
روزے رکہنے سے دہر کے روزے کا ثواب ملتا ہے۔ اِسمین شوال کی خصوصیت
کی کیا وجہ ہے۔ اِسکا جواب یہ ہے یہان ثواب سے ثواب فرض مراد ہے یعنی اگر
کوئی شخص ستہ شوال کا روزہ رہے اوسکو تمام سال کے روزہ فرض کا ثواب ملے گا
اگر کسی دوسرے مہینے مین روزہ رہے گا تو نفل کا ثواب ملے گا اِس جواب کو ابن حجر

وغیرہ کتب فقیہہ دیکھنے سے ظاہر ہے کہ جب عید کو روزہ نہ رکھا گیا رمضان سے فصل لازم آگیا نصاریٰ سے تشبیہہ نہ رہی ایسی صورة مین ملا کے روزہ رکھنا جائز ہے غرض حنفیہ فی نفسہ کراہیت صوم ستہ شوال کے قائل نہین ہین بلکہ مندوب کہتے ہین البتہ تشبیہہ بالنصاریٰ کے خیال سے تفریق سے اسکا بچاؤ سمجھتے ہین جب عید کو روزہ نہ ہے تو تفریق ہوگئی۔ متاخرین مالکیہ نے بہی اسے مندوب کہا ہے اور امام مالک نے جو موطا مین لکھا ہے اوسکی تاویل کی ہے چنانچہ ابن ترکی و شیخ یوسف صتقفی مالکی وغیرہ نے اسکی تصریح کی ہے اور امام احمد حنبل کے نزدیک بہی سنت ہے چنانچہ منصور بن یونس حنبلی نے کتاب عمدة الطالب مین لکھا ہے شیخ جلال الدین قبانی اپنی منظومہ مین لکھتے ہین ؎

دفی صیام الست من شوال   کراہۃ عند اولی الافضال

منظومہ کے شارح لکھتے ہین کہ امام اعظم کے نزدیک صوم ست شوال متتابعاً متفرقاً مکروہ ہے یہ جہال کا طریقہ ہے۔ جسقدر احادیث اسمین وارد ہین سب موضوع ہین چنانچہ کتاب التفسیر مین لکھا ہے روزہ رمضان نے تمامی روزون کو منسوخ کردیا اور بکرعید کی قربانی نے تمامی قربانیون کو اوڑادیا امام محمد کے نزدیک مکروہ نہین ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مکروہ ہے بہ تشبیہہ نصاریٰ علامہ شیخ قاسم قطلوبغا جو ائمہ مجتہدین حنفیہ سے ہین اپنے فتاوے مین اسکے جواب مین لکھتے ہین کہ ھذا رجل قد عمد الی تعطیل ما فیہ الثواب الجزیل بدعوی کاذبۃ بلا دلیل واعتمد الضعیف والماول وترک ما علیہ المعول وصحح مالم یسبق الی تصحیحہ ولا عول احد علیہ مع النقل المختل والالفاظ الزائدة وذکر ما

ملتا ہے یہ اون لوگون کے لئے ہے جو کبھی روزہ رکھتے ہون اور جو لوگ ہر سال رمضان کے بعد ستہ شوال کا روزہ رکھتے ہون اونکو دہر کے روزہ کے برابر ثواب ملتا ہے - بعض حدیث مین فاتبعہ ہے اور بعضون مین ثم اتبعہ ہے اسلئے کہ یہان تعقیب حقیقی مراد نہین ہے نہین تو اگر روزہ رمضان کے ساتھی ستہ شوال کا روزہ رکہا جاے تو عید الفطر کا روزہ رکھنا پڑے گا جو حرام ہے امام شافعی کے نزدیک دوسری شوال سے پے درپے روزہ رہنا چاہیئے تاکہ ساتوین کو ختم ہوجائے امام اعظم کے نزدیک افضل یہ ہے کہ جہہ روز متفرق روزہ رہے تاکہ نصاریٰ کے ساتھ تشبیہہ لازم نہ آئے اسی وجہ سے متصل روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر جب عید کے روز روزہ چھوڑ دیا تو اتصال جاتا رہا اور نصاری کے ساتھ تشبیہہ نہوئی اسی وجہ سے بعض فقہا لکھتے ہین کہ فتوی اسپر ہے کہ متصل رکھنا مکروہ نہین ہے فقہا عام طور پر اس روزہ کے استحسان کے قائل ہین ستہ شوال کا روزہ کعب احبار و شعبی و میمون بن مہران سے ثابت ہے یہی قول عبد اللہ بن مبارک و شافعی و احمد بن حنبل و اسحاق بن راہویہ کا ہے حنفیہ سے بعض کراہیت کے قائل ہوے ہین اور بعض لاباس بہ کہتے ہین مگر محققین متاخرین مندوبیت کے قائل ہین امام محمد بہی مندوب کہتے ہین اور کراہیت کا قول جو امام ابو حنیفہ و ابی یوسف سے منقول ہے اوسکی تاویل کی گئی ہے فتح القدیر - دفایہ - حاشیہ جلبی - سراج الوہاج - بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی - منتقی - بدائع - در مختار - واقعات - تجنس - محیط - ینابیع - عمدۃ المفتی - مبتغی - کافی - وافی - مصفی - مجمع البحرین - غایہ - شرح مشارق - نور الایضاح

کیا ہے بزاز نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے من صام رمضان واتبعہ بستۃ من شوال فکانما صام الدھر
یعنی جو روزہ رہے رمضان کا اور اوسکے پیچھے چھ روزے شوال کے رہے پس
گویا وہ تمام عمر کا روزہ رہا امام منذری کہتے ہین کہ (حد طرقہ عندہ صحیح) روایت کیا
ابوداؤد و ترمذی و نسائی و بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم بن عبداللہ قرشی
سے قال سالت اوسئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صیام
الدھر فقال ان لاھلک علیک حقاً صُمْ رمضان والذی یلیہ
اربعاء وخمیس فاذا انت قد صمت الدھر یعنی سوال کیا مینے یا سوال
کئے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دہر سے آپ نے فرمایا کہ تمہاری اہل کا
تم پر حق ہے تم روزہ رمضان کا رکھو اور جو رمضان کے بعد آتا ہے یعنی شوال
اور ہر چہارشنبہ پنجشنبہ کا جب اس طور پر روزہ رہے تو تم تمامی عمر کا روزہ رہے
مگر اسکی صورت یہی ہے کہ ہر سال روزہ رکھے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ایک سال
روزہ رکھنے سے تمام عمر کا روزہ ہوجاے گا - وضیا مقدسی مختارہ مین محمد
بن ابراہیم سے روایت کرتے ہین اونہون نے کہا کہ اسامہ بن زید شہور حرام
کا روزہ رکھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شوال کا روزہ رہا کرو
اسامہ نے شہور حرام کا روزہ چھوڑ دیا مرتے دم تک شوال کا روزہ رکھتے تھے
ان اسامۃ بن زید کان یصوم الشہر الحرام فقال لہ رسول اللہ
علیہ وسلم صم شوالا فترک الاشہر الحرم ثم لم یزل یصوم شوالا حتی مات
فائدہ سنہ شوال کا روزہ رکھنے سے جو سال بھر کے روزہ کے برابر ثواب

تنزل ہے غور وتامل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگرچہ رمضان کا مہینا
ناقص ہوتا ہے مگر حقیقۃً اوسے کامل خیال کرنا چاہیئے اسلئے کہ قمری مہینون
کا یہ حال ہے کہ بعضے کامل ہوتے ہین بعضے ناقص اسی وجہ سے فقہا
مہینون کی گنتی مین ایک مہینے کو کامل اور ایک مہینے کو ناقص قرار دیتے ہین
اور اسی سبب سے اہل ہئیت سنہ قمری کو تین سو پچپن ۳۵۵ دن کسری زاید لیتے ہین
جب ان ایام سے پانچ روز جنکا روزہ منع ہے طرح کیے جائین تین سو پچاس
دن باقی رہتے ہین پس مضروب دس کا کہ حسنہ کا ثواب ہے انتیس ۲۹ دن
مین مع چھہ روز شوال کے کہ جملہ پینتیس ۳۵ دن ہوتے ہین تین سو پچاس ۳۵۰ ہوتے
ہین یہ عدد ایام مذکورہ کے موافق ہے - اگر ایام مذکور طرح نہ کیے جائین بلکہ شمار
مین لئے جائین اوسکی تکمیل اوس رمضان کے ثواب سے ہوتی ہے جو کامل
ہے اور ثواب اوس کا مساوی تین سو ساٹھہ ۳۶۰ دن کے ہے جو مضروب عشرۃ
کا چھتیس دن مین ہوتا ہے اسی طور پر جو کسر کہ ایام ہر سال مین باقی رہتی ہے
اور وہ بحساب اہل ہیئت کے بعد تیس سال کے ایک روز کامل ہو کے اوس
سال کے دن تین سو چھپن ۳۵۶ ہوتے ہین - اسکا جبر رمضان ہاے کامل سے
ہوتا ہے جو مدت تیس سال مین مکرر ہوتی ہین - روایت کیا ہے امام احمد وعبد بن
حمید و بزاز و طبرانی و بیہقی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے من صام رمضان وستا من شوال فکانما صام
السنۃ کلھا یعنی جو شخص کہ روزہ رمضان کا رکھے اور چھہ روز شوال کے
روزہ رہے پس اوسنے گویا روزہ تمام سال کا رکھا یہ لفظ امام احمد کا ہے روایت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من صام ستۃ ایام بعد الفطر کان تمام السنۃ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا یعنی جو شخص بعد عید الفطر کے چھہ روز روزہ رہے وہ تمام سال کا روزہ رہا جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اوسکو دس گونہ اوسکے برابر ثواب ملتا ہے یہ لفظ ابن ماجہ کا ہے۔ نسائی مین ہے جعل اللہ الحسنۃ بعشر امثالہا فشہر بعشرۃ اشہر وستۃ ایام بعد الفطر تمام السنۃ یعنی اللہ تعالی نیکی کے بدلے اوسی نیکی کے طور پر دس گونہ عنایت کرتا ہے ایک مہینہ رمضان کے روزہ کا ثواب دس مہینے کے روزہ کے ثواب کے برابر ہوتا ہے۔ چھہ دن بعد عید الفطر کے جب روزہ رہے تو اس حساب سے تمام سنہ کا روزہ ہوگیا ابن خزیمہ ونسائی کے لفظ مین دوسرے طریق پر یون آیا ہے صیام شہر رمضان بعشرۃ اشہر وصیام ستۃ ایام بشہرین فذلک صیام السنۃ یعنی روزہ رمضان کا دس مہینے کے روزہ کے برابر ہے اور چھہ دن کا روزہ دو مہینے کے روزے کے برابر ہے تو حساب سے سال بھر کا روزہ ہوگیا۔ لفظ ابن حبان کا یون ہے من صام رمضان وستا من شوال فقد صام السنۃ لفظ امام احمد کا یون ہے من صام رمضان فشہر بعشرۃ اشہر وصیام ستۃ ایام بعد الفطر فذلک تمام صیام السنۃ

فائدہ آپنے جو فرمایا کہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہوتا ہے اگر رمضان کا مہینا تیس دن کا ہو تو صاف ظاہر ہے اگر اونتیس ۲۹ دن کا ہو جب بھی اوسکا ثواب مثل ثواب کامل مہینے کے ہوتا ہے چنانچہ دوسری بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ناقص رمضان کا ثواب مثل کامل کے ہوتا ہے۔ یہ تقریر بر سبیل

ستہ شوال

تمامی دنیا غرق ہو گئی تھی یہ عذاب رجب اصم مین واقع ہوا تھا سوا اسکے کسی حدیث مین
شوال کے مہینے کی نحوست مروی نہین ہے شوال مین چھ دن روزہ رہنا شافعیہ کے
نزدیک مسنون ہے حنیفہ کے نزدیک مندوب ہے اسیطرح مالکیہ کے اور حنبلیہ کے
مذہب مین بھی مندوب ہے یہ بات جو کہی جاتی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک مکروہ
ہے یہ غلط ہے مطلقاً روزہ ستہ شوال کو حنفیہ مکروہ نہین کہتے البتہ پے درپے
روزہ رکھنے کو مکروہ کہتے ہین مذہب مالکیہ مین بھی وجہ کراہت کی یہی ظاہر کی جاتی
ہے چونکہ پے درپے روزہ رہنے مین نصاریٰ کی تشبیہ ہوتی ہے اسوجہ سے
حنفیہ و مالکیہ نے اسکو مکروہ کہا ہے - احادیث متعددہ مین روزہ ستہ شوال کا
ثواب مروی ہے امام احمد مسلم - ابوداؤد - ترمذی - نسائی - ابن ماجہ - طبرانی ابوایوب
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
من صام رمضان ثم اتبعه ستاً من شوال كان كصيام الدهر یعنی جو شخص
رمضان کا روزہ رکھے اوسکے بعد چھ روزہ شوال کا رہے تو وہ دہر کے روزہ کے
مانند ہوگا یہ لفظ جو حدیث کا ذکر کیا گیا ہے مسلم مین مروی ہے ابی داؤد وغیرہ نے
فكانما صام الدهر روایت کیا ہے - امام احمد کی روایت مین فذلك صيام
الدهر ہے طبرانی نے اس حدیث کے آخر مین یہ بڑھایا ہے قلت لكل
يوم عشرة قال نعم یعنی مین نے پوچھا ہر دن کے روزہ کا دس دن کے روزہ
کے برابر ثواب ہوگا فرمایا ہان - امام منذری نے کہا کہ اسناد طبرانی کے رجال صحیحہ
ہین الغرض یہ زیادتی ثقہ کی طرف سے ہے اور اس قسم کی زیادتی مقبول ہے -
امام احمد - ابن ماجہ - دارمی - نسائی - بزاز - ابن حبان اپنے صحاح مین ثوبان مولیٰ

خیال کرتے تھے یا یہ وجہ ہے کہ عرب اِسمین شکار کرتے تھے اشال الکلب اذا ارسلہ للصید عجائب المخلوقات مین ہے کہ شوال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بوقت جماع شتر اپنی دم کو شولان کرتا ہے یعنی چاٹتا ہے یہ عجیب وجہ تسمیہ ہے شوال کو شہر فطر بھی کہتے ہین اسلئے کہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے اِسکے غرہ کو یوم عید کہتے ہین یہ مسلمانون کی خوشی کا دن ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس دن مین خرمے تناول فرماتے تھے خرما میٹھا ہوتا ہے میٹھا مسلمانون کے مزاج سے مناسب ہوتا ہے - ہندوستان مین عید کے دن سوئیان پکاتے ہین اور دودہ وخرمہ دست کر کے ساتھہ کہاتے ہین اور کہلاتے ہین گویا لوگ اوسکے عادی ہورہے ہین دریافت سے اور غور سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رمضان کے متواتر روزون سے صبح کو اشتہار صادق نہین ہوتی اِسلئے سوئیان پکاتے ہین یہ ہلکی غذا ہے پہر اسمین خرما میٹھا بھی ہوتا ہے بعضے شیر خرما پکاتے ہین بعضے سوئیان کا مزعفر پکاتے ہین میرے خیال مین کوئی وجہ اِسکی نہین پائی جاتی کہ اسکو بدعت کہین آدمی کو اختیار ہے کہ ایسی ہلکی غذا تجویز کرے جس سے سوء ہضم نہو یہ طبی مسئلہ کے متعلق ہے عجائب المخلوقات مین ہے ۲۵ شوال سے آخر تک یہ مہینا ناقص ومنحوس ہے انہین دنون مین حق تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک فرمایا اور سخت سخت اندہیون کے جہوکے آئی جس سے اوس قوم پر مردگی چھاگئی اگر یہ قول تسلیم بھی کرلیا جاوے تو تو میرے خیال مین یہ وجہ نحوست کی نہین ہے کیا وجہ ہے کہ قوم عاد کے ہلاک کے دن منحوس سمجھے جاوین اور قوم حضرت نوح کے ہلاک کے دن منحوس نہ سمجھے جائین بلکہ اونکا احترام کیا جاوے قوم نوح کا عذاب سخت تھا اِسلئے کہ طوفان کا عذاب عام تھا جسمین

سوئیان کا پکانا اور کہانا اور کہلانا

دین تو ستائیس ہوتے ہین بعض علما کہتے ہین کہ اس سورت مین ۳۰ کلمے ہین ستائیسوان انمین سے ہِیَ کا لفظ ہے کہ شب قدر کی طرف راجع ہے تو یہ اشارہ ستائیس کی طرف ہے واللہ اعلم بالصواب ۔
اس رات کے خواص سے یہ ہے کہ اس رات کو دعا قبول ہوتی ہے تو سبکو لازم یہ ہے کہ اس رات مین ایسی دعائین مانگین جو دین و دنیا کے تمامی بہتریون پر حاوی ہو ۔ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مین شب قدر کو پاؤن تو کیا دعا مانگون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا مانگو اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي یعنی یا اللہ تیرا نام عفو ہے اور بخشنے کو تو دوست رکھتا ہے سو بخشدے مجھکو اپنے کرم سے ۔ حدیث مین یہی آیا ہے کہ جو شخص زندہ رکھے شب قدر کو نماز اور عبادت سے ایمان کے ساتھہ ثواب کے طلب کے واسطے تو اس کے پہلے گناہ سب بخشدے جاتے ہین اور بعضے عالمون نے کہا ہے کہ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کے معنی یہ ہین کہ فرشتے اور روحین اس رات کو سب مسلمانون پر سلام کہتے ہین اور ارباب کمال سے مصافحہ کرتے ہین

شوال

اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے مین قبائل عرب اپنی جگہون سے اوٹھہ جاتے تھے شولوا ای ارتحلوا یا یہ وجہ ہے کہ ان ایام مین شہوت سے اونٹ اپنی دم اُٹھا لیتے تھے کہا جاتا ہے تشول یہی وجہ ہے کہ عرب شوال کے مہینے مین تزویج کو مکروہ

وابی ثور وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ وہ سال بھر مین ہوتی ہے کسی سال کسی تاریخ مین کسی سال کسی تاریخ مین احادیث مین جو اوقات مختلفہ لیلۃ القدر کے پائے جاتے ہین اس قول سے تطبیق ہو جاتی ہے حضرت ابن مسعود و امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ لیلۃ القدر سال کی ایک خاص رات مین ہوتی ہے اوسمین انتقال و تبدل نہین ہے عبداللہ بن عمر و جماعت صحابہ کا یہ مسلک ہے کہ تمامی رمضان مین ہوتی ہے - قرآن مجید سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ یہ مبارک رات رمضان کے مہینے مین ہے سورہ لیلۃ القدر سے ثابت ہے کہ قرآن مجید لیلۃ القدر کو نازل ہوا - اور سورہ بقرہ مین دوسرے سیپارے مین فرماتا ہے کہ نزول قرآن شریف کا رمضان شریف کے مہینے مین ہے اِنکے جمع کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شب قدر رمضان کے مہینے مین ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شب قدر تمام سال مین دایر ہو مگر جس سال مین قرآن نازل ہوا تھا اس سال مین رمضان کے مہینے مین واقع ہوئی ہو - احمد و بیہقی واثلہ بن الاسقع رضی سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے نزول قرآن کے باب مین فرمایا والقرآن لاربع وعشرین خلت منہ یعنی رمضان کی چوبیسوین کو قرآن نازل ہوا - بعض کا مسلک یہ ہے کہ لیلۃ القدر عشرہ آخر رمضان کے طاق راتون مین ہوتی ہے پس تمام سال مین یہ پانچ راتین اس امر کا احتمال رکھتے ہین کہ شب قدر ہون - اکیسوین - تئیسوین - پچیسوین - ستائیسوین اور کبھی اونتیسوین اور بعض کہتے ہین کہ ستائیسوین رات لیلۃ القدر ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہین کہ لیلۃ القدر کے نو حرف ہین اور یہ لفظ اس صورت مین تین بار مذکور ہین اور جب تین کو نو مین ضرب

کرتے تھے چونکہ اہل مدینہ کو موقع طواف کا نہ تھا یہ درمیان دو ترویحہ کے چار چار رکعت پڑھتے تھے اِسلیئے اِن کی نماز کی تعداد بڑھگئی وفی مصنف ابن ابی شیبہ عن داؤد بن قیس قال ادرکت الناس بالمدینۃ فی زمن عمر بن عبدالعزیز وابان بن عثمان یصلون ستا وثلثین رکعۃ ویوترون بثلاث بات یہ ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ مین لوگون کو عبادت کی رغبت زیادہ تھی اور جسقدر عبادت کرتے تھے اوس سے تھکتے نہ تھے - اِس زمانہ مین لوگون نے اپنے شوق طبعی سے یہ چہار رکعت بڑہائی - تو اِس سے ثابت ہوا کہ واقع مین بیس رکعت سے تراویح کی نماز نہ بڑہے نہ گھٹے حضرت امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ ہر رکعت مین دس آیتین پڑہنی چاہیئے اِس سے ایک ختم ہو جاتا ہے رکعت تراویح کی چھ سو ہین قران شریف کی آیتین چھ ہزار ہین تو ہر رکعت مین تقریباً دس آیات پڑہی جائینگی - بعض کہتے ہین کہ ہر رکعت مین بیس آیت سے تیس آیات تک پڑہنی چاہیئے چنانچہ حضرت عمر نے تین امامون کو بلا کے ایک سے کہا کہ ہر رکعت مین بیس آیات پڑہے دوسرے کو پچیس پڑہنے کا حکم دیا تیسرے کو تیس ۳۰ آیات پڑہنے کا حضرت عمر نے جو کچھ فرمایا فضیلت کے سے ہے حضرت ابو حنیفہ نے جو کہا وہ سنت ہے اِس پر اتفاق ہے کہ یکبار ختم سنت ہے اور دو بار فضیلت ہے اور تین بار افضل ہے - امام اعظمؒ کے طریقہ پر یکبار ختم ہوا حضرت عمر کے طریقہ پر دو بار تین بار - بعض لوگ ستائیس رمضان کے ختم کو مستحسن کہتے ہین تاکہ شب قدر کی فضیلت حاصل ہو اِس لئے کہ بعض اخبار وآثار سے یہ بات ثابت ہے کہ ستائیسوین رات لیلۃ القدر ہے

تراویح کی ہر رکعات مین کس قدر آیات پڑہنی چاہیئے

لیلۃ القدر

بھی اختیار کیا تھا اس لئے کہ دونون صلوۃ اللیل ہین - پہر جب اِنکے نزدیک ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِس مہینے مین اس نماز مین زیادہ پڑہتے تھے اور بیس رکعت تک پہنچاتے تھے پہر تیئیس رکعت کو اختیار کیا اور اِس پر اجماع قرار پایا بعد تحقیق اجماع کے اِسکی مراعات ضروریات سے ہوئی اِسی سے فقہا قرون متاخرہ کے اِس امر مین تشدد کرتے ہین یہ تشدد کچہ اسی پر منحصر نہین ہے ایسے بہتیرے امور ہین جن پر بعد تحقق اجماع کے فقہا تاکید و تشدید کرتے ہین جو قبل اجماع کے تاکید نہین کرتے تھے - خصوصاً جب وہ امر مجمع علیہ اہل حق کا شعار ہوا اور اہل بدعت کا مابہ الامتیاز اوسوقت زیادہ تر لحاظ رکھا جاوے گا بہر حال اِس قیام پر قاعدہ کلیہ ملحوظ رکہنا چاہیئے کہ جب ایک امر پر اجماع ہوا اور اتفاق اہل حل و عقد کا کسی امر پر امور شرعیہ سے پایا جاوے تو دلائل ماخذ اوسکے اہل عصر کے قلوب پر وارد ہوتے ہین اور ہیئیت مجموعی موجب تیقن یا ظن غالب اوس امر کے ہوتا ہے اگر وہ لوگ جو اوسوقت مین حاضر نہین رہتے ہر ہر ماخذ او ر دلیل کو جدا جدا دیکہین اِنکے نزدیک غلبۂ ظن یا یقین نہین ہوتا - لیکن اِن کے حق مین اجماع سابق دلیل ہونے کیلئے کافی ہے - اگر اہل زمان متاخر سوائے اجماع کے دوسری دلیل پیدا کرنا چاہین تو وہ حیرت زدہ ہو جاوینگے اور ہرگز اِن کو اسپر یقین نہوگا اِسلئے کہ دلائل اجماع کے اِنکے ذہن مین نہین آوینگے امام مالک رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ سوائے وتر کے چھتیس ۳۶ رکعت نماز تراویح کے پڑہنا چاہیئے - وہ کہتے ہین کہ عمل اہل مدینہ کا یہی تھا اہل تاریخ نے اِسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ اہل مکہ دو دو رکعتون کے درمیان مین سات مرتبہ طواف کیا

تراویح کی بیس رکعات

اور اوسکے شب مین بیس رکعت تراویح کا پڑہنا سنت موکدہ ہے سلف وخلف کا اس پر توارث ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتون کو نماز تراویح پڑہ کے چہوڑ دیا تاکہ امت پر اسکا پڑہنا فرض ہوجاے خلفاے راشدین خصوصاً عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر مواظبت کیے - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جماعت کے ساتھہ ذکوان اپنے مولی کی امامت سے پڑہتی تہین - اس زمانہ مین تعین عدد رکعت تراویح مین لوگون نے بکھیڑے پہیلا رکہے ہین جمہور علما کا یہ مسلک ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے مصنف ابن ابی شیبہ وسنن بیہقی مین یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مروی ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر - بیہقی نے اس روایت کی اس طور پر تضعیف کی ہے کہ راوی اس حدیث کے جد ابوبکر ابن ابی شیبہ ہین حالانکہ ابوشیبہ جد ابوبکر بن ابی شیبہ اسقدر ضعیف نہین ہین کہ انکی روایت مطلقاً چہوڑ دی جاوے البتہ اگر کوئی دوسری حدیث اسکے معارض ہو تو یہ حدیث ساقط ہوجاوے گی - کوئی حدیث اسکے معارض نہین ہے بلکہ فعل صحابہ اسکے موید ہے کما رواہ البیہقی فی سنہ باسناد صحیح عن ثابت بن زید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ وروی المالک فی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بثلاثۃ وعشرین وفی روایۃ باحدی عشرۃ بیہقی نے ان دونون روایتون مین اس طور پر جمع کیا ہے کہ پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ عدد زیادہ کو کہ عدد مشہور تہجد آنحضرت صلعم کا تہا اس نماز مین

رمضان مین بہشت کے دروازے کھول دیے جاتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کیے جاتے ہین اور شیطان باندہ دیے جاتے ہین چنانچہ متعدد احادیث اس باب مین مروی ہین - اس مقام پر یہ سمجھنا چاہیے کہ رمضان کا روزہ دن کو رکھتے ہین شب کو نہین رکھتے یہ دن طلوع فجر سے غروب شمس تک رہتا ہے جب صبح ہٹی دن آگیا اگرچہ آفتاب طلوع نہ کیا ہو جب آفتاب غروب کر گیا رات آگئی گو شفق موجود ہو روزہ مین علامت کو دیکھتے ہین عام ازینکہ اقبال زمانہ صوم مین ہو یا زمان فطر مین فجر سے ادبار لیل و اقبال نہار ہوتا ہے غروب سے ادبار نہار و اقبال لیل ہوتا ہے - اسی کو شرع مین دن و رات کہتے ہین جس پر روزہ کا مدار ہے مشہور یہ ہے کہ طلوع شمس سے غروب تک جو وقت ہوتا ہے اوسکو دن کہتے ہین طلوع و غروب مین شفق کا لحاظ نہین ہوتا یہ دوسری تعریف ہے ان دونون دنون کے احکام مختلف ہین رمضان کے مہینے کا روزہ فرض ہے اصل صیام کی لغت مین امساک ہے کہا جاتا ہے صامت الریح جبکہ ہوا چلنے سے رک جاوے جب گھوڑے ٹھہر جاتے ہین تو صامت الخیل کہتے ہین اور صام النہار اوسوقت کہتے ہین جب آفتاب سر پر آتا ہے اور جب آدمی چپ ہوتا ہے تو صام کہتے ہین - اللہ تعالیٰ فرماتا ہی انی نذرت للرحمن صوما شرع مین صوم رک رہنا ہے کہانے و پینے و جماع سے ترک گناہون کے ساتھ سنن ابو داود مین ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص رمضان کا روزہ رکھے اور اوسکو اسکی حقیت کی تصدیق ہو اور خدا ہی کے لیے ہو تو اوسکے پہلے گناہ بخش دیے جاینگے

نام توقیتی ہین سبب تسمیہ یہ ہے کہ رمضان کے لفظ سے گرمی جلانا پگھلانا ظاہر
ہوتا ہے یہ شان ہے شیون نور اللہ سے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے ۔
حجابہ عن نور لو کشف لاحرقت سبحات[۱] وجہہ ما انتھی الیہ بصرہ
من خلقہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یون اشارہ کیا ہے لو دنوت انملۃ
لاحترقت اور حدیث مین ہے ان الطور احترقت من سطوۃ التجلی میرے
خیال مین مولانا نے اپنی طرف سے یہ توجیہ بیان فرمائی ہے جواب ۔ لکھتے وقت فتوحات
کے ملاحظہ کا اتفاق نہین ہوا بہرحال مولانا کی توجیہ بھی نہایت نفیس ہے ۔ متاخرین
کہتے ہین کہ جس مہینے کے اول مین (ر ے) ہو جب اوس مہینے کا ذکر کیا جائے
تو اوسکے ساتھہ شہر کا لفظ ملانا چاہیئے اور جسکے اول مین (ر ے) نہین ہے
اوسمین شہر کا لفظ ملانا نہ چاہیئے مثلاً شہر ربیع الاول شہر ربیع الثانی شہر رمضان کہینگے
شہر محرم شہر صفر نہ کہا جائے گا سیبویہ کا قول ہے کہ ہر مہینے کی اضافت
شہر کے ساتھہ جایز ہے عام ازینکہ اوسکے اول مین (ر ے) ہو یا نہو یہی مذہب
مختار ہے ۔ راقم کہتا ہے کہ اسی طور پر ہر مہینے کو بدون اضافت کے بھی کہنا جائز
ہے یہان تک کہ رمضان کو چنانچہ بہت سی احادیث اسکی موید ہین سنن نسائی
مین ہے کہ آپ نے فرمایا اذا کان رمضان فاعتمری رمضان بڑی خیر
برکت کا مہینا ہے رمضان کی ہر شب مین جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ملاقات کرتے تھے اور اسمین قران پڑہا جاتا تھا اور اسمین بحث ہوتی تھی

[۱] سبحات جلال وعظمت یا روشنی یا محاسن مطلب یہ ہین کہ اگر اللہ تعالی کے انوار جو بندون سے مخفی ہین کھل
جائین تو جہان تک وہ نور پڑے گا وہان کی سب چیزین جل جائینگی ۱۲

ابی معشر کو تائید ہو گئی جب ایسے روزے کو جسکا نظیر نہین ہے ایسے مہینے مین فرض کیا جسکا نام اللہ تعالیٰ کا ہے تو اِس سے ظاہر ہے کہ مہینون مین ایسا کوئی مہینا نہین ہے - بارہ مہینون مین رمضان ہے ایسا مہینا ہے جسکا نام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام پاک ہے حدیث مین رجب کی نسبت ہے کہ انہ شہر اللہ المحرم تو شہر اللہ محرم کی عظمت سب مہینون مین اسلئے ہے کہ یہ اشہر حرم سے ہے - رمضان وہ مہینا ہے جسمین قرآن شریف نازل ہوا چونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور رمضان کو رمضان کہنے مین مماثلت ہوتی تھی اسلئے لفظ شہر کا بڑہا گیا تاکہ مماثلت یز ہے اور لیس کمثلہ شیٔ اپنے مرتبے پر ہے رمضان مین روزہ فرض ہوا اور شب کی عبادت مستحب - رمضان مین روزہ رہتے ہین و افطار کرتے ہین دن کو روزہ رہتے ہین اور شب کو افطار کرتے ہین اِس لیے کہ رمضان رات و دن دونون کو شامل ہے اور رمضان کا اطلاق حالت صوم و افطار پر اسلئے ہوتا ہے تاکہ اوس رمضان سے امتیاز حاصل ہو جو اللہ تعالیٰ کا نام ہے - اللہ تعالیٰ کے لئے وہ صوم ہے جسکے لئے افطار نہین ہمارے لئے وہ صوم ہے جو غروب شمس کے بعد افطار ہوتا ہے تو جو اطلاق رمضان کا اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے وہ اوس رمضان کے مشابہ نہین ہے جسکا اطلاق خلق پر ہوتا ہے غرض حضرت شیخ اکبر نے اِس باب مین بہت کچھ تفصیل لکھی ہے جسکا ذکر باعث طوالت ہے مولانا شاہ محمد عبد العزیز صاحب نے ایک سوال کے جواب مین شیخ اکبر کے کلام کی یون توجیہ کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام جو رمضان ہے یہ مجاہد کا قول ہے غالباً مجاہد نے اسکو ثقہ سے سنا ہو گا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کے

پرستش آگ کی مقصود تھی تو ہم کو اِس سے کیا بحث ہم روشنی کے لیئے چراغ روشن کرتے ہین نہ ہم آگ پوجتے نہ چراغ آگے رکھہ کے نماز پڑھتے - اگر ہندوستان مین مسلمان کوئی فعل ایسا کرتے ہین جو فی نفسہ حسن یا مباح ہو تو وہ اِس وجہ سے مذموم نہین ہوسکتا - البتہ شب براۃ مین لڑکے آتش بازی چھوڑا کرتے ہین یہ اسراف و لہو مین داخل ہے غالباً اِسکی ابتدا بھی اِسی اظہار مسرت کے لیئے ہوئی ہے - پھر بالغ بھی لڑکون کے کھیل مین شریک ہوے اور یہانتک نوبت پہونچی کہ دو فریق ہو کے صف آرائی کے ساتھہ ایک دوسرے پر آتش بازی پھینکتا ہے جس مین نہ صرف اسراف ہے بلکہ ضرر جسمانی ہوتا ہے مگر اب یہ طریقہ بھی کہین رائج نرہا -

رمضان

رمض شدۃ گرمی کو کہتے ہین چونکہ یہ مہینا سخت گرمی مین پڑتا تھا جسمین چیل انڈا چھوڑتی تھی اِسلیئے رمضان نام ہوا اسلام مین اِسکی وجہ تسمیہ یہ قرار پائی کہ اسمین گناہ جل جاتے ہین فتوحات مین ہے کہ رمضان اللہ تعالیٰ کے نامون سے ہے ابواحمد بن عدی جرجانی حدیث نجیح ابی معشر سعید مقبری سے وہ ابی ہریرہؓ سے روایت کرتے ہین - کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء اللہ تعالیٰ اگرچہ اِس روایت مین ابو معشر ہین مگر محدثین کہتے ہین کہ باوجود ضعف کے انکی حدیث لکھی جاتی ہے غرض انکی حدیث کا اعتبار کرتے ہین اللہ تعالیٰ نے قران شریف مین شہر رمضان فرمایا پھر رمضان نہ فرمایا اور فرمایا فمن شهد منكم الشهر شہر کی جگہہ رمضان نہ فرمایا اِس سے حدیث

مردون سے کے نام فاتحہ دیتے ہین فقرا ومساکین کو کھلاتے ہین دیکھو جب کوئی
بادشاہ اپنی رعایا کے حال کی طرف متوجہ ہوکے اوسکے بھاری گناہون کو
بخشتا ہے اور اپنی عنایت کا عام مورد بناتا ہے اور انکے لئے ایک ایک
جاگیر زرخیز جسمین ہر قسم کی آسایش ہو عنایت فرماتا ہے اور صوبہ دار کو حکم دیتا ہے
کہ فلان جاگیر کے مکانات صاف وشستہ کرکے آراستہ رکھو اور جاگیر کے
گلی کوچون اور مکانات کی درستی کر رکھو یہ فلان فلان اشخاص کو دیجاے گی
چنانچہ صوبہ دار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرے اور اوس موضع کے نائب سے
کہدے کہ بادشاہ کا یہ حکم ہے اور نائب تمام مکانات کو پاک وصاف کردے
اور جھاڑ فانوس سے آراستہ کردے سڑکین راستے درست کردے باغ کے
روش بندیان کردے تمام درختون کو سیراب کردے ہر ہر حوض مین فوارے
کھولدے نہرون مین پانی جاری کردے تو جسکو یہ نعمت یہ دولت یہ جاگیر بیٹھے
بٹھاے صرف بادشاہ کی رعیت پروری سے ملی ہے - اگر وہ اپنے بادشاہ
کے شکریہ مین حمد وثنا کرے یا خوشیان منا ے تو وہ کیونکر گنہگار ہو سکتا ہے
بلکہ اس شکر گذاری کی طرف توجہ کا نکرنا ناشکری مین داخل ہوگا - بڑے افسوس
کی بات ہے کہ بادشاہ حقیقی کی تو یہ عنایت اور یہ مہربانی اور یہ توجہ اور بندون کی
یہ کیفیت کہ اونکو خبر بھی نہین کہ کیا ہوتا ہے - مین مسلمانون کے ایسے فعل کو جو
بالکل سپاس گذاری پر محمول ہین اور میرے خیال مین اسکی یہی وجہ ہے بدگمانی
سے بدعت یا حرام نہین کہہ سکتا - دیوالی مین اگر ہنود زیادہ چراغ روشن کرتے ہین تو
مجھے کیا - اگر برامکہ نے شب برات مین چراغ روشن کیا اور اون کو اس سے

اِسلیئے کہ ہندوستان مین خلفاے بنی عباسیہ کی عملداری ہوئی نہ یہان برامکہ کا
زور شور ہوا نہ اونکا کوئی رواج یہان شایع ہوا اور مجوسیون کے طریقہ سے کم واقف
ہین اور اگرچہ نماز پڑہتے وقت چراغ سامنے ہو تو نماز درست ہے مگر یہ طریقہ نہین
ہے کہ شب برارة کو سامنے چراغ رکہہ کے نماز پڑہی جاے البتہ ہندوستان
مین ہنود دیوالی کرتے ہین جسمین بہت روشنی کرتے ہین مگر مسلمانون کو دوالی
کی مشابہت مقصود نہین ہوتی دیوالی مین تمام بازار و مکانات کی چہتون پر گلاس
چراغ روشن کئے جاتے ہین مکانات مین جہاڑ فانوس مردنگیان دیوارگیریان
روشن کئے جاتے ہین شب برارة مین تو مین نے کہین یہ طریقہ ندیکہا نہ سنا
البتہ گہرون مین کچہہ چراغ زیادہ روشن کرتے ہین اور مسجدون مین روشنی کرتے ہین
چونکہ قبرستانون مین لوگ زیارت کے لئے جاتے ہین کچہہ چراغ قبرستانون
مین روشن کئے جاتے ہین - میرا خیال یہ ہے کہ مسلمان اسکو خوشی کی رات
سمجھتے ہین - خوشی اس بات کی ہے کہ اس شب کو اوّل شب سے صبح تک
رب العزت سمارِ دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے بندون کے گناہ بخشے جاتے ہین
بندون کی نسبت تمام سال کے احکام نافذ ہوتے ہین مسلمان اِس خوشی مین تمام
دن روزہ رہتے ہین شب کو نفل پڑہتے ہین دعا و استغفار مین مشغول رہتے ہین
ہر شخص سے تو اس عبادت کا التزام نہین ہو سکتا گہر مین مختلف طور کے لوگ
ہوتے ہین ان مسلمانون سے بعض اِس خوشی مین مکان کو پاک و صاف
کر رکہتے ہین چراغ معمول سے زیادہ اپنی خوشی و زینت مکان کے لئے روشن
کرتے ہین - حلوا روٹی دوسری قسم کے کہانے پکاتے ہین خود کہاتے ہین

فرض سے بہی اسکا اہتمام بڑہاوین اور اسمین روشنی اور کہانے کا اونہی طور پر اہتمام کرین جیسا عید بکر ید مین کرتے ہین بلکہ اس سے بہی زیادہ چنانچہ عوام مین اسی قسم سے جاری ہے - حافظ ابن دحیہ سے حافظ ابوشامہ رسالہ باعث مین نقل کرتے ہین کہ اہل بدعت نے شریعت چہوڑ کے اہل مجوس کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ شب برارت کو چراغ روشن کیا کرتے ہین اسمین کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی نہین ہے شب برارت مین برامکہ نے چراغ روشن کیا یہ مجوس تہے اس سے انکی غرض یہ تہی کہ آتش پرستی کو رواج دیتے بیچارے مسلمان جب رکوع وسجدہ کرتے تہے تو چراغ سامنے ہوتا تہا چند روز کے بعد تمام ملک مین یہ طریقہ طاری ہو گیا - چونکہ یہ رسالہ اردو مین ہے اسلیئے بلاد شام وغیرہ سے مجہکو بحث نہین ہے مین صرف ہندوستان کے متعلق بحث کرتا ہون ہندوستان مین اس شب کو مکان صاف وستہرا کرتے ہین چراغ بہ نسبت معمول سے زیادہ روشن کرتے ہین حلوا روٹی پکاتے ہین - دکن مین بریانی پلاؤ یا قبولی گوشت کا سالن غرض جو کچہہ اتفاق ہو پکاتے ہین اور اپنے اہل وعیال کو کہلاتے ہین برادری مین تقسیم کرتے ہین - فقرا کو دیتے ہین مردون کے نام فاتحہ کرتے ہین - نفل کی نماز پڑہتے ہین - ہزار رکعت تو مین نے کسیکو پڑہتے نہ دیکہا نہ سنا مگر اس قدر جانتا ہون کہ نفل زیادہ پڑہتے ہین مسجد وہین مجمع یا میلہ ٹہیلہ نہین ہوتا ہے ہندوستان مین چراغ روشن کرنے کا طریقہ اوس زمانہ سے جاری ہے - جب کوئی شخص برامکہ کے نام سے واقف نہ تہا یہان مجوس کا نام ونشان بہی نہ تہا اور اب تک لوگ برامکہ کے نام سے کم واقف ہین

شب برات مین حلوا اور آتشبازی بدعت

تم پر ظلم کیا میننے کہا ایسا تو نہین ہے مگر مین نے یہ خیال کیا کہ آپ کسی دوسری بی بی
کے پاس تشریف لے گئے ہین آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی پندرہوین شب شعبان
کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے تو قبیلہ کلب کے بکریون کے بال سے زیادہ لوگون
کو بخشتا ہے ۔ ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ پندرہوین شب شعبان کو طلوع فرماتا ہے تو سب کو بخشتا ہے باستثنا
مشرک و مبتدع کے بیہقی نے کتاب الدعوات کبیر مین ان حدیثون کو روایت
کیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس شب کو جو سال مین پیدا ہونے والے ہین
یا مرنے والے ہین وہ لکھے جاتے ہین اور اونکے اعمال اٹھائے جاتے ہین
اور روزی الحرتی ہے پھر بیہقی نے کہا ہے کہ ان اسناد مین بعض مجہول ہین
لیکن ایک روایت دوسری سے ملنے سے قوت پیدا ہوجاتی ہے حافظ
ابو شامہ باعث مین لکھتے ہین کہ ان احادیث مین کسی خاص نماز کا ذکر نہین ہے
البتہ ان سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ شب برات مین فضیلت ہے
اور سال کی تمام راتون مین نماز کا پڑہنا مستحب ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
پر یہ واجب تھا اونہین راتون سے یہ رات بھی ہے ۔ جن مین آپ تمام
شب نماز پڑہتے تھے البتہ یہ امر سخت ممنوع ہے کہ بعض راتون کو ایسی نماز
کے لئے خاص کرین جنہین ایک خاص صفت کے ساتھ ایک خاص نماز پڑہی
جائے مثل نماز جمعہ و عید و تراویح کے جن کا ثبوت شرایع اسلام سے ہے اس
طور پر یہ نماز ظاہر کیجائے پھر اوسکو لوگ پڑہا کرین اور لڑکے اپنے بزرگون کو اس طور
پر دیکھکے اس نماز کو اوسی احتیاط سے پڑہا کرین جس طور پر فرض پڑہتے ہین بلکہ

لوگ پڑہتے ہی تھے گھرون مین اسکے پڑہنے کا رواج ہوگیا پھر تو مثل سنت کے اسکا التزام ہوگیا۔ حافظ ابوالخطاب ابن وحیہ کتاب اد ارماد جب مین لکھتے ہین کہ غافل لوگون نے شب برات مین موضوع و مقطوع حدیثین روایت کی ہین اور بندگان خدا کو ان احادیث کی بدولت ایسی عبادت کی تکلیف دے ہے جو انکے طاقت سے خارج ہے سو رکعت نماز ہر رکعت مین ایک بار سورۂ فاتحہ دس بار سورۂ اخلاص پڑہنے سے آدمی اس قدر تھک کر سوجاتا ہے جس سے صبح کی نماز فوت ہوجاتی ہے۔ حافظ ابن وحیہ رسالہ شہر شعبان مین لکھتے ہین۔
قال اهل التعديل والتجريح ليس فى حديث ليلة النصف من شعبان حديث يصح یعنی اہل تعدیل و تجریح کہتے ہین کہ شب براۃ مین کوئی حدیث صحیح نہین ہے۔
سنن ابن ماجہ مین درباب شب براۃ کی متعدد احادیث مروی ہین۔ علی ابن ابی طالبؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ادھا مہینا شعبان کا ہو تو رات کو عبادت کرو اور دن کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس شب کو غروب آفتاب سے آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور کہتا ہے کہ آیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے جسکی مین بخشایش کرون کوئی روزی کا خواستگار ہے جس کو روزی دون کوئی بیمار ہے کہ اوسکو صحیح کردون صبح تک اسیطرح سے بہت سے امور فرماتا ہے حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ ایک شب مینے آپ کو بستر پر نہ پایا تو مین ڈہونڈہنے کو نکلی تو آپ کو بقیع مین پایا کہ آپ اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا تم کو یہ ڈر ہوا کہ اللہ و رسول نے

بعض اسیکو لیلۃ القدر کہتے ہین -

شب برات کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا اور شب قدر کو جو مخفی رکھا اسمین یہ حکمت ہے،
کہ شب قدر ایسی رات ہے جسمین رحمت و مغفرت اور آگ سے برارت ہوتی
ہے اگر یہ رات ظاہر ہوتی تو لوگ اوسپر بہروسہ کر لیتے - شب برات ایسی
رات ہے جسمین احکام صادر ہوتے ہین - اس شب مین نیکی بدی پر لحاظ ہوتا ہے
ایک شخص اسمین سعید بنایا جاتا ہے دوسرا شقی ایک کو جزا ملتی ہے دوسرا
رسوا کیا جاتا ہے ایک مکرم ہوتا ہے دوسرا محروم - ایک ماجور ہوتا ہے -
دوسرا مہجور ہوتا ہے - بہت سے کفن دہلے ہوے ہوتے ہین اور صاحب
کفن بازار مین خریداری مین مشغول ہوتے ہین اور بہت سے قبور کہدے ہوتے
ہین جسمین دفن ہونے والی خوشیان مناتے پہرتے ہین لوگ ہنسی کہیل کود مین
ہوتے ہین اونکا نام مردون مین شریک ہوتا ہے - شب برات کو لوگ الفیہ پڑہتے ہین
یہ سو رکعت کی نماز ہے ہر رکعت مین ایک بار سورہ فاتحہ دس مرتبہ سورۂ اخلاص
پڑہتے ہین حافظ شہاب الدین ابی محمدؒ عبد الرحمن ابو شامہ الباعث علی انکار البدع
والحوادث مین لکھتے ہین کہ اس باب مین کوئی خبر یا اثر وارد نہین جو ہین وہ ضعیف
یا موضوع ہین اور طرطوسی ابو محمدؒ مقدسی سے روایت کرتے ہین کہ پہلے بیت المقدس
مین اس نماز کا رواج نہ تہا سنہ ۴۴۸ مین ابن ابی الحمرا نابلسی بیت المقدس مین آئی
یہ نہایت خوش آواز تہے اور مسجد اقصی مین شب برات مین نماز پڑہی ایک شخص
نے انکے پیچہے تحریمہ باندہا پہر برابر لوگ تحریمہ باندہتے گئے تاآنکہ بڑی جماعت
ہوگئی دوسرے سال جب وہ آئی تو بڑی بہیڑ بہاڑ سے نماز پڑہی گئی مسجد مین تو

شب برات کی نماز

فساد قلب کی اصلاح فرماے اور مرض باطن کا معالجہ کرے اور ان امور کو کل پر
نہ چھوڑے اسلیئے کہ ایام کی تین حالتین ہین روز گذشتہ تو گذر چکا اور ہاتھہ سے
جاتا رہا روز موجود اسکو ضایع نہ کرنا چاہیئے جہانتک ممکن ہو اسمین نیک کام
کرنے چاہیئے۔ روز آیندہ کا حال معلوم نہین کہ ملے گا یا نہین روز گذشتہ روز
عبرت و نصیحت ہے روز موجود غنیمت ہے روز آیندہ خطر مین ہے اسیطرح مہینون
کی حالت ہے رجب تو گذر چکا اب پلٹ کر نہین آسکتا۔ رمضان کا انتظار ہے
معلوم نہین کہ اوسکے پہونچنے تک زندگی باقی رہے یا نہ رہے شعبان دونون مہینون
کے درمیان مین واسطہ ہے اسمین عبادت کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔
پندرہوین شب کو شب براۃ کہتے ہین یہ بڑی خیر و برکت کی شب ہے۔ فرمایا الله
عزوجل نے قسم ہے کتاب روشن کی ہمنے اوسکو نازل کیا ہے برکت والی
شب مین کہا ابن عباس نے یعنی حکم کیا الله نے جو کچھہ ہونیوالا ہے روز قیامت
تک اور کتاب مبین قرآن ہے نازل کیا ہے اوسکو شب مبارک مین جو شب
درمیانی ماہ شعبان اور لیلۃ البرارت ہے۔ اور یہی مقولہ اکثر مفسرین کا ہے سوا
عکرمہ کے وہ کہتے ہین کہ مراد لیلۂ مبارکہ سے شب قدر ہے اسکو لیلۃ البراۃ
اسلیئے کہتے ہین کہ اسمین بندونکو دوزخ اور گناہون سے براۃ و نجات ہوتی ہے
عکرمہ نے ابن عباس سے فیہا یفرق کل امر حکیم کی تفسیر مین نقل کیا
ہے کہ وہ شب نصف ماہ شعبان ہے اوسمین سالتمام کے کامون کی الله تعالی
تدبیر کرتا ہے اور زندون کو مردون سے علیحدہ لکھتا ہے اور بیت الله کے
حجاج لکھدیئے جاتے ہین پہر اونمین سے نہ کوئی کم ہوتا ہے۔ نہ بڑہتا ہے۔

مین اس امر کی بہت کوشش کی ہے کہ صلوۃ الرغائب بدعت مذمومہ نہین ہے چونکہ ہندوستان مین صلوۃ الرغائب کا رواج نہین ہے اس رسالہ مین اس کی تفصیل کی ضرورت نہین پاتا ہون۔

شعبان

شعبان چونکہ قبائل عرب اسمین متفرق ہوتے تھے اسلئے اسکو شعبان کہتے تھے۔ اسلام مین اسکی وجہ تسمیہ یہ قرار پائی کہ اسمین رمضان کی برکت پھیلتی ہے اسلام مین یہ محترم مہینا ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جسقدر شعبان مین روزے رکھتے تھے کسی مہینے مین اسقدر روزے نہ رکھتے تھے ایسا بھی ہوتا تھا کہ تمام شعبان مین آپ روزہ رکھتے تھے۔ صحابہؓ جب شعبان کا چاند دیکھتے تھے تو قران شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے اور تمام مسلمان اپنے مال کی زکوۃ دیتے تھے تاکہ ضعفا و مساکین کو رمضان کے روزہ پر قوت حاصل ہو اور حکام قیدیون کی حالت کیطرف توجہ کرتے تھے جسپر حد واجب ہوتی تھی۔ اوسپر حد قایم کردیتے تھے نہین تو چھوڑ دیتے تھے۔ تجار اپنے ذمگی دیون کو آدا کرتے تھے اور اپنے دیون وصول کرتے تھے شعبان ایسا مہینا ہی جسمین بھلائیان پھیلائی جاتی ہین برکات کا نزول ہوتا ہے۔ خطیات سے درگذر ہوتا ہے سیات کا کفارہ کیا جاتا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیر الخلق پر درود کی کثرت کیجاتی ہے یہ مہینہ درود بھیجنے کا ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس مہینے مین غفلت نکرے بلکہ ماہ رمضان کی استقبال کے لئے تیاری کرے گناہون سے توبہ کرے اللہ تعالی جل شانہ کیطرف تضرع کرے اور بوسیلہ صاحب الشہر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالی کیطرف تقرب کرے کہ اوکی

کہ عامل یہ سمجھے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور اسکو مشہور نکرے تاکہ حدیث ضعیف پر عمل نکیا جاوے اور شرع مین ایسی چیز داخل ہو جو واقع مین مشروع نہین ہے اسے دیکھہ کے جاہل سنت صحیحہ سمجھین اور عمل بالحدیث احکام یا فضایل مین برابر ہین اسلیے کہ دونون مشروع ہین انتہیٰ رجب کا وہ مہینا ہے کہ اسمین حضرت نوح علیہ السلام کشتی پر چڑہے تہے اور خود روزہ تہے اور تمام اہل کشتی کو حکم دیا تہا کہ روزہ رہین - چہہ مہینے تک یہ کشتی پانی مین رہی - عاشورہ کے دن جودی پر جالگی وہان حضرت نوحؑ اوترے اور حضرت نوحؑ اور اونکے ساتہی روزہ رہے ۲۷ - تاریخ رجب کا روزہ ہندوستان مین مشہور ہے اسکو اس وجہ سے ہزاری روزہ کہتے ہین کہ اس ایک روزہ سے ہزار روزہ کا ثواب ملتا ہے - عورت مرد بڑے شوق سے یہ روزہ رہتے ہین اور اسکی تمام شب عبادت کرتے ہین - شب اوّل جمعہ رجب کو لوگ صلوۃ الرغائب[۵۱] پڑہتے ہین یہ نماز ۴۸۰ھ مین محدث ہوئی ابی طالب مکیؒ نے قوت القلوب مین امام غزالیؒ نے احیاء العلوم مین اسکی تائید کی ہے - امام نوویؒ نے اسکو بدعت مذمومہ لکھا ہے علامہ عزالدین بن عبد السلامؒ نے ایک رسالہ خاص اس باب مین لکھا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ بدعت مذمومہ ہے علامہ نورالدین المقدسی نے ردع الراغب فی صلوۃ الرغائب مین اس بحث کو مفصلاً لکھا ہے - امام شہاب الدین بن اسمعیل معروف بہ ابی شامہؒ نے رسالہ الباعث علی انکار البدع والحوادث مین اسکو بدعت مذمومہ ثابت کیا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ماثبت بالسنۃ

[۵۱] رغائب بڑی بخشش ۱۲

صلوۃ الرغائب

شمس الدین سبط ابن جوزی تاریخ مرآۃ الزمان مین لکھتے ہین کہ حضرت سنہ ۵۶۱ھ ماہ ربیع الآخر شب شنبہ کو قضا کر گئے لوگون کی کثرت سے شب یکشنبہ کو دفن ہوے بغداد مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جو جنازہ پر حاضر نہوا ہو تمام راستے بازارون کے آدمیون سے بہر گئے تہے بعض کہتے ہین کہ ۸۔ ربیع الاول کو انتقال ہوا بعض کہتے ہین (۹) کو شیخ علی متقی وغیرہ اِسی دن عرس کرتے تہے ابن اثیر و ابن کثیر بہی اپنی اپنی تاریخون مین ایسا ہی لکھتے ہین ابن نجار اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ حضرت کا انتقال دسوین ربیع الآخر شب شنبہ کو ہوا اسی شب کو دفن کیے گئے شیخ عبد الوہاب نے نماز جنازہ کی پڑہائی اپنے مدرسے کے رواق مین دفن ہوے تحفہ قادری مین مفتاح الاخلاص سے نقل کیا ہے کہ حضرت کا انتقال سترہوین ربیع الآخر مین ہوا اور بعض رسائل سے نقل کی ہے کہ گیارہوین کو مگر قول اول کو صحیح لکھا ہے بغداد سے جو لوگ آتے ہین اونکی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا عرس سترہوین کو ہوتا ہے اور تمام اقطاع ہند مین حضرت کا عرس گیارہوین کو ہوتا ہے اِسی وجہ سے اِسکو گیارہوین کا مہینا کہتے ہین افاض اللہ برکاتہ علینا۔

ف جمادی اولی جمادی آخر

ف آخر کی تحقیق

جمادی اولی جمادی آخر۔ جاڑے کے مہینے مین واقع ہوتے تہے جسمین شدت سرما سے پانی جمتا تہا اِسلئے یہ نام رکہے گئے آخر و اخری مین فرق ہے آخر کا استعمال اوس جگہہ ہوتا ہے جب ایک دوسرے کے بعد ہو اور اخری کا استعمال اوس جگہہ ہوتا ہے جب دوسری شے پہلی شے کے مغایر ہو عام اِس سے کہ مفہوم مین پیچہے ہو یا آگے۔ مثلاً کہتے ہین مررت بزید و برجل آخر تو

بدعت کا طور نہین پایا جاتا ہے اگر پایا جاتا ہے تو بدعت کا طور یعنی جو
ربیع الثانی چونکہ یہ مہینا آخر خریف مین ہوتا تھا اِسلیے اسکو ربیع الثانی
و ربیع الاخر کہتے ہین اس مہینے مین حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ کا انتقال ہوا ہے بلاد ہندوستان مین گیارہوین ہوتی ہے لطیف کھانے
پکا کے دعوت کرتے ہین جسقدر اہتمام اس دعوت کا کیا جاتا ہے کسی دعوت
مین نہین ہوتا مسلمانونکے گھر گھر فاتحہ ہوتا ہے ہندو بھی گیارہوین کرتے ہین
کسی شخص نے حضرت غوث پاک سے سنہ ولادت پوچھا فرمایا
مجھے معلوم نہین لیکن ہم بغداد مین جس مہینے مین آئے اوسی سال تیمی کا انتقال
ہوا اوسوقت مین اٹھارہ سال کا تھا صاحب بہجۃ الاسرار لکھتے ہین کہ یہ تیمی ابو محمد رزق اللہ
بن عبد الوہاب بن عبد العزیز بن الحرث بن اسد ہین جو سنہ ۴۸۸ھ ہجری مین مرے
اِس تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سنہ ۴۷۰ھ مین پیدا ہوے ابو الفضل
احمد بن صالح بن شافع الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سنہ ۴۷۱ھ
مین جیلا مین پیدا ہوے اور سنہ ۴۸۸ھ مین بغداد مین تشریف لائے اوسوقت حضرت
اٹھارہ سال کے تھے انتہی ظاہرا اوس اختلاف کی وجہ عرب کے عادات پر
محمول ہے جسنے سنہ ۴۷۰ھ کہا ہے اوسنے کسر ات کا لحاظ نہ کیا جسنے
سنہ ۴۷۱ھ کہا اوسنے کسرات کا بھی شمار کیا حقیقت مین یہ اختلاف اختلاف
نہین ہے قلائد الجواہر مین شیخ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی محدث سے
منقول ہے کہ حضرت غوث پاک کا انتقال شب شنبہ ماہ ربیع الآخر سنہ ۵۶۱ھ ہجری
مین ہوا اور اِسی شب کو باب ازج مین مدرسہ کے قریب دفن ہوے اور علامہ

ربیع الثانی

مولوی سخاوت علی جون پوری نے رسالہ تقوی مین لکھا ہے کہ کھٹہ ملاؤن نے اِسے مولود کا مہینا گنا اِس معنی سے کہ اِس مین مجلس مولود کرنا چاہیئے اور ثواب ہے ذرا حقیقت اِسکی سنو کہ ہمارے آنحضرتؐ کا پیدا ہونا تمام عالم کے واسطے عید ہے اور جو اِس خوشی پر خوش نہوا اُسسے خدا خوش نرکہے یہ خوشی قیامت تک برابر ہے یہ نہین کہ ربیع الاول مین خوشی ہے اور دوسرے مہینون مین نہین یہ آفتاب پیغمبری جب طلوع ہوا قیامت تک غروب نہین اسکا نور دائمی ابدی ہے۔ یہ خوشی مہینے کی نہین پھر جو شخص ربیع الاوّل مین خاص کرے اِس خوشی کو اور مجلس کرے سب مہینون سے زیادہ البتہ بدعت کا طور ہے انتہی مولوی صاحب کو یہ معلوم نہین کہ علماے محدثین اسکو شہر میلاد کہتے ہین جو ایسے لوگون کو کٹہ ملا کہے وہ خود بے ادب ہے چونکہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اِس مہینے مین پیدا ہوے اِسلئے اسے شہر میلاد کہتے ہین اور جب محدثین نے لکھا ہے کہ اسمین مجلس مولود کا کرنا ثواب ہے تو اسے مولود کا مہینا کہنے مین کیا مضایقہ ہے۔ خصوصاً ایسی صورت مین کہ اسکو ربیع کا مہینا اِس وجہ سے کہتے ہین کہ یہ فصل ربیع مین واقع ہوتا تھا اور جب تم خود اِس کے قائل ہو کہ آنحضرتؐ کا پیدا ہونا تمام عالم کے لئے عید ہے تو پھر شہر میلاد یا مولود کا مہینا کہنے مین کیا مضایقہ ہے گو یہ خوشی ہمیشہ برابر ہے مگر چونکہ ربیع الاول مین یہ خوشی واقع ہوئی اسکا لحاظ کیا جاتا ہے تو اگر بروز ولادت باسعادت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس حرمین شریفین مین ہوتی ہے۔ یا بلاد اسلام مین اِس مہینے مین بہ نسبت دوسرے مہینون کے زیادہ مجلس میلاد کرتے ہین تو اسمین کسیطرح

مجلس مولود باعث خیر و برکت ہے اللہ تعالیٰ اِسکی برکت سے شر و آفات کو
دور فرماتا ہے - اِسی طور پر جو لوگ تعصب سے انکار کرتے ہین اونکے لئے بُرے
نتیجے ظاہر ہوتے ہین میرے زمانہ مین دو واقعے عبرت انگیز ہوئے ہین
پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک نے مرۃ السنۃ السینہ لرد قبیح
مجلس المولد یہ مین مجلس مولود کی نسبت سخت زبان درازیان کین چندہی روز کے
بعد ولایت ٹونک سے معزول ہوکے بنارس مین نظربند کئے گئے عمر بھر مصیبت
جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت ساتھ لے گئے -

دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض وجوہ سے بھوپال مین ایسا
رشد پیدا کیا کہ امیر الملک والاجاہی کے خطاب سے سرفراز ہوئے - اتفاقاً
بھوپال مین کسی اہل سنت نے اپنے گھر مجلس میلاد کی - نواب صاحب نے
برہم ہوکے سخت انزجار کیا یہانتک کہ مکان کے کھودنے کا حکم دیا - تھوڑے
دن گذرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی خطاب سلب کر لئے گئے
عزل کی یہ تاریخ ہے -

چو نواب بھوپال معزول شد   بگیرید پند ایہا الغافلون
پئے سال تاریخ ہاتف زغیب   چنین گفت لا یفلح الظالمون

غرض یہ ایسا مہینا ہے جس مین توارث علمائے حرمین شریفین یہ ہے کہ
شب دوازدہم کو بڑے اہتمام سے مجلس مولود کرتے ہین مکہ معظمہ مین خاص
مقام متبرک ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین مجلس ہوا کرتی ہے حفاظ
محدثین اس تعین و تخصیص کو بہتر سمجھتے ہین اور اس مہینے کو شہر مولد النبی لکھتے ہین

کے نزدیک سوائے ذکر میلاد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی امر اس محفل کا نہ جزو ہے نہ اوسکے شرائط سے ہی فرقۂ اہل سنت جماعت اس مجلس کو جسطرح بارہوین ربیع الاوّل مین کرتے ہین اوسیطرح دوسری تاریخون اور دوسرے مہینون مین اور سب کا ثواب برابر سمجھتے ہین حفاظ محدثین جواز مجلس میلاد کے قایل ہین شیخ امام شہاب الدین ابی محمد عبد الرحمن بن اسمعیل معروف بہ ابی شامہ الباعث علی انکار البدع والحوادث مین لکھتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایک بدعت حسنہ ایجاد ہوئی ہے - شہر اربل مین ہر سال بتاریخ ولادت باسعادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ دیتے ہین نیک کام کرتے ہین زینت کرتے ہین خوشی مناتے ہین اس سے فقرا کو نفع پہنچتا ہے اسکے ساتھ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پائی جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اوس شخص کے دل مین آپ کی تعظیم و بزرگی بڑھی ہوئی ہے اور یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے حضرت رحمۃ للعالمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا - اسکو موصل مین پہلے شیخ عمر بن محمد الملا نے ایجاد کیا جو اوس زمانہ کے بہت بڑے ولی کامل تھے سلطان اربل نے ان بزرگوار کی تقلید کی - بیشتر حفاظ محدثین نے احادیث صحیحہ سے اسکا استخراج کیا ہے چنانچہ رسالہ صانیۃ الایمان عن قلب الاطمینان درسالہ سجیہ رضیہ مین مینے اسکو لکھا ہے - فرقہ وہابیہ کو جواز مجلس میلاد کے انکار پر سخت اصرار ہے اس زمانہ مین کوئی شخص وہابی نہین ہوسکتا جب تک برملا اس کا انکار نکرے یہ وہابیت کا تمغہ ہے - تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ

جسمین مینہ برستا تہا گہاس جمتی تہی درختون مین پہول آتے تہے اسلیئے اسکو
ربیع الاول کہتے تہے فصول مین عرب خریف سے ابتدا کرتے تہے اسکو
ربیع کہتے تہے پہر شتا کو پہر ربیع کو صیف اور بعضے ربیع ثانی کہتے تہے صیف کو قیظ کہتے تہے مگر
اب یہ محاورات متروک ہوگئے ہین - یہ مہینا اسلام مین نہایت مبارک مہینا ہے
اس مہینے کو بڑا شرف اس سے حاصل ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس
مہینے مین پیدا ہوے بارہوین شب یا دن کو اہل سنت مجلس مولود اس طور پر
کیا کرتے ہین کہ کسی پاک وصاف مقام مین جمع ہوتے ہین ان مین سے
کوئی عالم یا ورع درس کہتا ہے چونکہ ایت یا حدیث اس قسم کے پڑہی جاتی ہے
جس مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضایل ومناقب کا بیان ہوتا ہے -
اسلیئے بعد بیان شان نزول وغیرہ کے فضایل مناقب سرور عالم صلی اللہ علیہ
کے ذکر ولادت باسعادت وحلیہ جلیہ ومعجزات باہرات کا مذکور ہوتا ہے جب
درس تمام ہوتا ہے حضار پر ماحضر تقسیم کرتے ہین یا عمدہ کہانا کہلایا جاتا ہے
جس مین امیر وغریب یکسان سمجہے جاتے ہین کبہی قبل انعقاد مجلس کے
لوگون کو اطلاع دیجاتی ہے کہ فلان وقت فلان مقام مین مجلس
مولود منعقد ہوگی تاکہ ناواقفیت سے کوئی شخص محروم نرہے بعض مجالس
مین عود بتی بہی روشن کیجاتی ہے - ذکر ولادت کے وقت قیام بہی کرتے
ہین اگر یہ مجلس شب کو منعقد ہوتی ہے بلحاظ کثرت اجتماع اہل سنت کے
چراغ یا شمع یا لمپ یا جہاڑ یا فانوس یا دیوارگیر روشن ہوتے ہین - اگر لوگ زیادہ
جمع ہوئے زیادہ اگر کم ہوئے کم تا لوگون کو اندہیری مین تکلیف نہو اہل سنت

مجلس مولود شریف

اِس نعل صاحب کی نقل ہر شہر اور ہر گاؤن مین دکہن سے نکالتے ہین اور اسکو
نعل صاحب کی سواری کہتے ہین۔ اور شام کی نواصب روز عاشورہ کو عید کا دن سمجھتے
ہین نہاتے ہین عمدہ کپڑے پہنتے ہین آنکھون مین سرمہ لگاتے ہین عمدہ عمدہ کہانے
پکاتے ہین اور کہاتے کہلاتے ہین۔ نواصب کے حرکات عداوتانہ ہین۔

صفر

صفر۔ اسکی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایام جاہلیت مین اس مہینے مین ایسی بیماری
پہیلتی تہی جس سے لوگون کے مُنہ زرد ہو جاتے تہے یا وجہ تسمیہ یہ ہو کہ جب
محرم مین لڑائی حرام تہی تو عرب صفر مین لڑائی کو جاتے تہے چونکہ مکان خالی ہو جاتے
تہے اسکا نام صفر کہا گیا۔ یا یہ نام اسلیے ہوا کہ صفر ایام خزان مین واقع ہوا جو پت جہڑ
کا زمانہ تہا جسمین درختون کے پتیان زرد ہو جاتی تہین پہلے اسیوجہ سے محرم کو
بہی صفر کہتے تہے اسلام مین صفر اول کا نام محرم رکہا گیا۔ صفر کو ایام جاہلیت
مین نہایت منحوس سمجہتے تہے اور یہ خیال کرتے تہے کہ اسمین فتنہ وفساد زیادہ
ہوتے ہین اسلام نے اسکی نحوست کی نفی کی حدیث مین ہے لاصفر
افسوس ہے کہ ابہی تک بعض بعض مسلمان صفر کی تیرہوین تک کوئی نیا کام
نہین کرتے اور اسکو منحوس سمجہتے ہین ایک عجیب امر یہ ہے کہ آخر چہارشنبہ
صفر کو خوشیان مناتے ہین اور دکن ہین باغون مین لوگ جمع ہوتے ہین اور عمدہ
کہانا پکا کر کہاتے ہین اِس سیر کو سبزہ کہند لنا کہتے ہین۔ لوگون کا یہ خیال ہے
کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس روز شفا پائی ہے مگر یہ سب لغویات
سے ہے بلکہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ آخر صفر مین چہارشنبہ
کو بیمار ہوے۔

ربیع الاول

ربیع الاوّل پہلے خریف مین یہ مہینا پڑتا تہا یہ پہلا مہینا تہا

کو سوار ہوے اور کشتی سے دسوین محرم کو جودی پر اوترے۔ چہہ مہینے تک کشتی مین رہے۔ جودی پہاڑ موصل مین ہے اور بعضے کہتے ہین شام مین حضرت نوح نے اوترنے کے بعد دسوین محرم کو روزہ رکہا غرض اگر یہ امر ثابت ہو تو حلیم کے لئے ایک وجہ نکل آتی ہے محرم مین بہت بڑا واقعہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا ہے جو نہایت مشہور ہے افسوس ہے کہ بجاے اِسکے کہ ایصال ثواب کے کام کئے جائین اس روز قسم قسم سے بدعات کا ارتکاب کرتے ہین۔ سنہ ۳۵۲ھ مین بزمانہ دولت بویہ عاشورہ مین ماتم شروع ہوا اور بہر راستون مین انجیر و انار ڈال دیتے تہے بازارون مین سیاہ کمل لٹکاتے تہے اور روتے پیٹتے تہے اوسکے بعد تمام ملک مین مختلف بدعات کا رواج ہوگیا۔ کوئی چوکی رکہتا ہے کوئی تعزیہ بناتا ہے۔ کوئی علم و شدا کہڑا کرتا ہے کوئی براق رکہتا ہے کوئی دلدل ذوالجناح بناتا ہے۔ ملک دکن مین اس روز کوئی شیر بنتا ہے کوئی ریچہہ کوئی بندر کوئی مچہندر کوئی چور کوئی فقیر غرض قسم قسم کی اشکال مختلفہ بناتے ہین اور سڑکون پر باجے کے ساتہہ گشت کرتے ہین انکے ساتہہ لڑکون کے تماشائیون کی بہیڑ بہاڑ رہتی ہے سب لوگ حسن حسین یا دولہ دولہ کہتے ہین جس متمول کے دروازے پر تماشے کرتے ہین وہ انکو انعام دیتے ہین حیدرآباد مین نعل صاحب بہی نکالتے ہین اس کی کیفیت یہ ہے کہ گہوڑے کے نعل کا ایک ٹکڑا ہے جسکو ایک تختہ مین لگا رکہا ہے۔ اوس تختہ کو نہایت احترام کے ساتہہ ایک شین مکان مین رکہا ہے جسکو نعل صاحب کا عاشورہ خانہ کہتے ہین۔ یہ نعل معلوم نہین کہان سے آئے اور کسکو ملے اور کسطور پر ملے مگر یہ کہتے ہین کہ نعل دلدل یا ذوالجناح کی ہے۔

بدعات عاشورا

نعل صاحب

صدقہ دے تو اسکی یہ کیفیت ہوگی کہ گویا عمر بہر اُسنے کسی سائل کو جواب نہین دیا
جو شخص عاشورہ کے دن غسل کرے تو وہ سوا مرض موت کے بیمار نہوگا یا جو
شخص عاشورہ کو سرمہ لگا دے اسکی آنکہہ اس سال نہ آئے گی یا جو اپنا ہاتہہ یتیم کے
سر پر پہیرے گویا اوسنے اولاد آدم کے ہر یتیم کے سر پر ہاتہہ پہیرا یا جو کسی مریض کی
عیادت کرے گویا اوسنے تمام مرضی اولاد آدم کی عیادت کی۔ اس قسم کی حدیث ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے مگر اس حدیث کے وضع کرنے مین یہ کارستانی
ہوئی ہے کہ حدیث وضع کر کے اوسکی اسناد مین ثقات راوی کے نام لکہے
گئے ہین مگر جب حدیث کے مضمون کی یہ حالت ہو اور چہوٹے عمل پر اسقدر ثواب
لکہا گیا ہو جسکا ٹہکانا نہین تو ایسی اسناد پر کچہہ بہی لحاظ نہین ہو سکتا۔ یہی کہا جاوے گا
کہ حدیث وضع کر کے یہ اسناد گہڑ کی لگا دئے ہین۔

عاشورہ مین جو حلیم پکاتے ہین اوسکی وجہ ۱۲

عاشورہ کو لوگ حلیم پکاتے ہین اور کہاتے ہین اور فقیر کو کہلاتے ہین علامہ اجہوری نزہت
المجالس مین لکہتے ہین کہ مورد العذب مین لکہا ہے کہ جب نوح علیہ السلام
کی کشتی جودی پر لگی عاشورہ کا دن تہا لوگ اُترے سب بہوکے تہے جیسی مصیبت
ان پر گذری تہی انکے دل سے پوچہئے حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے
ساتہیون کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ تم لوگون کے پاس جسقدر زاد ہے لاؤ جس کے
جس کے پاس جو چیزین تہوڑی تہوڑی بچ رہی تہین وہ لائے کوئی شخص تہوڑا سا باقلہ
لایا کوئی مسور کوئی گیہون کوئی جو کوئی چانول اس پریشانی کی حالت مین یہ سب
چیزین جدا جدا کیونکر پک سکتی تہین غرض سب کو اکٹہا کر کے پکا دیا جب سے
یہ طریقہ جاری ہوا علامہ اجہوری کہتے ہین کہ نوح ع اور اونکے ساتہی کشتی مین دسوین رجب

یا حضرت سلیمان کو عاشورہ مین ملک دیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روز عاشورہ کو پیدا ہوے یا استوا علی العرش عاشورہ کو ہوا یا قیامت عاشورہ کو قائم ہوگی ۔اس باب مین حضرت ابن عباس سے جو روایت ہے اسمین یہ آفت ہے کہ اسکا راوی حبیب ابن حبیب ہے اسی طور پر یہ بہی ثابت نہین ہے کہ عاشورہ کے دن حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی یا حضرت ادریس کا مرتبہ بڑہا یا حضرت ابراہیم آگ سے بچے یا حضرت موسی پر توراۃ نازل ہوئی یا حضرت اسمعیل کا فدیہ قبول ہوا ۔یا حضرت یوسف قید خانہ سے نکلے یا حضرت یعقوب بینا ہوے یا حضرت ایوب سے بلا دفع ہوئی ۔یا حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے نکلے ۔یا بنی اسرائیل کے لئے دریا مین راستہ ہوا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذنوب ما تقدم وما تاخر کی مغفرت ہوئی ۔ یا حضرت موسیٰؑ دریا سے گذرے یا حضرت یونس کی توبہ قبول ہوئی ۔یا جو شخص عاشورہ کا دن روزہ رہے اسکو چالیس سال کا کفارہ ہے یا دنیا کی پیدایش عاشورہ کے دن شروع ہوئی یا سب کے پہلے عاشورہ کے دن پانی پڑا یا جو شخص عاشورہ کو روزہ رہے گویا تمام عمر روزہ رہا یہ پیغمبر دن کا روزہ ہے یا جو شب عاشورہ کو تمام رات عبادت کرے گویا اسنے آسمانون کی عبادت کے برابر عبادت کی جو شخص چار رکعت عاشورے کے دن پڑہے ہر یک مرتبہ سورۂ فاتحہ یک مرتبہ سورہ اخلاص اسکے پچاس برس کے گناہ ماضی اور پچاس برس کے گناہ مستقبل معاف ہوجاوینگے اور اسکے واسطے ہزار ممبر نور کے ملاء اعلی مین بنین گے یا جو شخص کسی کو پانی پلاوے اوس کا یہ حال ہوگا کہ گویا اس نے یک لمحہ بہی گناہ نہین کیا جو شخص اپنی اہلبیت مساکین کو کہانا کہلاوے تو صراط پر بجلی کی طرح چلے گا یا جو شخص

ہے۔ حافظ عراقی لکھتے ہین کہ ان احادیث مین جابر کی حدیث اصح ہے حضرت عمر بن خطاب رض فرماتے تھے کہ عاشورہ کے دن اور رات کو اپنے اہل و عیال پر حلال چیزون کی وسعت کرو جس شخص مین وسعت نہو اور کچھہ نہ پاوے تو اوس کو چاہیئے کہ اپنے قرابتیون کے ساتھہ خلق مین وسعت کرے اور جس نے اسپر ظلم کیا ہو اسکو معاف کرے۔ یحیی ابن سعید کہتے ہین کہ مین نے اسکا تجربہ کیا تو اسکو حق پایا ابن حجر مکی کہتے ہین کہ ابن تیمیہ کا انکار وہم ہے امام احمد نے لا یصح کیا ہے اس سے مراد صحت لذاتہ ہے یہ منافی حسن لغیرہ کی نہین ہے وحسن لغیرہ قابل احتجاج ہوتا ہے۔

فضائل عاشورہ مین احادیث وضع کی گئی ہین۔

فضائل عاشورہ مین قسم قسم کی احادیث وضع کی گئی ہین جنکا ذکر عبث ہے البتہ اس مقام پر ایسے بعض امور بتائے جاتے ہین جو عوام کے خیال مین مرتکز ہین مگر ونکی اصلیت پائی نہین جاتی ہے۔ سرمہ لگانے کے باب مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہے بلکہ حاکم نے کہا کہ عاشورہ کے دن سرمہ لگانا بدعت ہے بلکہ قاتلان حسین رض نے اسکو اختراع کیا ہے و ابن حجر مکی بعض ائمہ حدیث سے نقل کرتے ہین کہ سرمہ لگانا غسل کرنا مہندی لگانی کھچڑا پکانا کپڑے پہننے خوشی ظاہر کرنی ایسے امور ہین کہ انمین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہے۔ مجدالدین فیروزآبادی نے لکھا ہے کہ تیل لگانا خوشبو کا لگانا اس باب مین جتنی احادیث ہین سب موضوع ہین۔ عاشورہ کے روزہ سے بے انتہا روزون کا ثواب یا کسی کو روزہ افطار کرانے سے نامتناہی ثواب جو کہا جاتا ہے ہرگز حدیث سے ثابت نہین ہے اور نہ یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان و زمین و قلم و لوح جبرئیل ع و فرشتے و آدم علیہ السلام کو عاشورہ کے دن پیدا کیا یا حضرت داود علیہ السلام کا گناہ روز عاشورہ کو معاف ہوا

دیا کہ کشتی سے اوترین اور تہیۂ امر معاش مین متوجہ ہون یہ لوگ کشتی سے اوترے اور
بحکم خداوندی اونہون نے اوس روز اپنے کہانے پینے مین بڑہایا۔ یہ عاشورہ کا دن
تہا پہر اسکے بعد ہر سال یہ طریقہ مسنون ہوگیا۔ ابن تیمیہ نے اسکا انکار کیا ہے۔
ابن تیمیہ لکہتے ہین کہ کسی امام نے توسع کی حدیث روایت نہین کی ہے۔
حافظ عراقی نے اپنے امالی مین بڑے شد و مد سے اسکا جواب دیا ہے بروایت
بیہقی لکہتے ہین انه علیه الصلوٰة والسلام قال من وسع علی عیاله
واهله یوم عاشورة وسع الله علیه سائر سنته یعنی جو شخص عاشورہ کے
دن اپنے اہل و عیال پر رزق کی فراخی کرے اللہ تعالیٰ تمام سال اس پر فراخی کرے گا
اس حدیث کے روائت کو ابن تیمیہ نے لین کہا ہے لیکن ابن حبان کی راے
پر یہ حدیث حسن ہے اور اس حدیث کے دوسرے طرق بہی ہین حافظ ابو الفضل
محمد بن ناصر نے اسکی تصحیح کی ہے۔ ظاہر کلام بیہقی سے یہ بات پائی جاتی ہے
کہ حدیث توسع کی حسن ہے ابن حبان ہی پر منحصر نہین ہے اسلیے کہ بیہقی نے
اس حدیث کو جماعت صحابہ سے مرفوعاً بطرق متعددہ روایت کیا ہے اور یہ
کہا ہے کہ یہ اسانید اگرچہ ضعیف ہین لیکن آپسمین ملنے سے اِن مین قوت
آگئی ہے۔ عبد البر نے استذکار مین یہ اسانید جید جابر ابن عبد اللہ سے روایت کی
ہے جابر کہتے ہین کہ مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے آپ نے فرمایا
جو شخص اپنی ذات پر اور اپنے اہل پر عاشورہ کے دن کہلانے مین فراخی کرے
تمام سال اوسکے لیے فراخی ہوگی حضرت جابر فرماتے ہین کہ مین نے اسکا تجربہ کیا
ایسا ہی پایا۔ بیہقی نے شعب الایمان مین ابی ہریرہؓ سے اِس طور پر روایت کی

قبل لوگ عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔ عاشورہ کے دن کعبہ پر غلاف ڈالا جاتا تھا۔
جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ جو چاہے عاشورہ کو روزہ
رکھے جو چاہے نہ رکھے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم دسوین محرم کو روزہ رکھتے
تھے یوم تاسوعہ یعنی نوین کا روزہ رکھنا آپ کا ثابت نہین ہے۔ حضرت عائشہؓ سے
مروی ہے کہ ایام جاہلیت مین قریش عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے پھر آپ نے عاشورہ
کے روزہ کا حکم دیا جب رمضان کا روزہ فرض ہوا آپ نے فرمایا کہ جو چاہے عاشورہ
کا روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے۔ یہ حدیث حنفیہ کی موید ہے انحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت کے عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اس لیئے کہ زمانہ
جاہلیت مین قریش روزہ رکھتے تھے۔ نسائی مین حفصہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے
عاشورہ کا روزہ کبھی نہ چھوڑا۔ اب اس مقام پر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ حدیث سے تو یہ
پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کو تشریف لے گئے چونکہ یہود
روزہ سے تھے تو آپ نے فرمایا نحن اولی بموسی اگر قبل بعثت یا قبل ہجرت
کے روزہ رکھے ہوتے تو اس ارشاد کی ضرورت نہ تھی اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آپ نے بعد ہجرت کے روزہ شروع کیا اسکا جواب یہ ہے کہ روزہ تو آپ قبل
بعثت اور قبل ہجرت کے رکھتے تھے مگر بعد ہجرت کے آپ نے اس پر مداومت
کی اور اپنے روزہ کو ظاہر کیا اور اہل کتاب سے مخالفت ہونے کے لئے حکم فرمایا
کہ ایک روزہ اور بھی ملا دیا جاوے عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کو اچھی طرح
کھلانا و پلانا چاہیئے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو طوفان سے
غرق کیا بجز نوح علیہ السلام و اہل کشتی کے کوئی باقی نہ رہا حق تعالیٰ جل شانہ نے حکم دیا

عاشورہ کو اپنے اہل و عیال کو اچھی طرح کھلانا پلانا چاہیئے

ٹھہرا دیا جس سے مہینے کے ایرپھیر کی ضرورت نرہی غرض شارع نے مہینون کو آئینہ بنا کر دکہا دیا عوام تک اوسکو سمجھنے لگے کہ مہینا کتنے دنون کا ہوتا ہے سال کئی مہینون کا ہوتا ہے اور ہر ہر مہینے کی تعیین اونکو معلوم ہوگئی پہلے عمل کبیسہ ونسی سے جو پریشانی تہی وہ دفع ہوگئی۔

محرم یہ مہینا ایام جاہلیت مین مشہور حرم سے تہا اس لئے اِس مہینے مین لڑائی حرام سمجھتے تہے بلکہ اسلام مین بہی اسکا اعزاز کرتے ہین اور اسکو سیدالاشہر کہتے ہین۔

محرم کا پہلا دن سال کا غرہ ہے نوین تاریخ کو تاسوعہ کہتے ہین بروزن عاشورا سمین شیعہ نماز پڑہتے ہین دسوین تاریخ کو عاشورہ کہتے ہین قاموس مین ہے عاشورہ دسوین محرم یا نوین محرم کو کہتے ہین عاشورہ الف ممدودہ یا مقصورہ کے ساتہ آیا ہے یہان یہ شبہہ ہوتا ہے کہ جب عاشورہ عشر سے ماخوذ ہے تو نوین پر اسکا اطلاق کیونکر صحیح سمجہا جائیگا اسکا جواب یہ ہے کہ عرب مین دستور ہے کہ اونٹون کو دس روز مین دو مرتبہ پانی دیتے ہین پہلے روز اور دسوین روز ان دونون تاریخون کے درمیان مین جو آٹہ روز رہجاتے ہین اسکو عشر کہتے ہین اور اونٹ جو پانی پینے کو دسوین روز آتے ہین یا نوین روز آتے ہین انکو بہی عشر کہتے ہین اِسی وجہ سے نوین تاریخ کو عاشورہ کہتے ہین خلیل کا یہ مسلک ہے کہ دسوین تاریخ کو عاشورہ کہتے ہین اشتقاق بہی اِسی پر دلالت کرتا ہے یہ مذہب جمہور علماء صحابہ و تابعین وغیرہ کا ہے ابن عباس رض نے مسلک ثانی اختیار کیا ہے اِس صورت مین عاشورہ عشر بالکسر سے ماخوذ ہے جب اونٹ نوین روز پانی پینے کو آئے صحیح بخاری مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ فرضیت روزہ رمضان کے

عاشورہ دسوین محرم کو کہتے ہین یا نوین محرم کو ۱۲

عام ازین کہ کوئی مہینا ہو عرب لڑائی قتل۔ غارت گری کے عادی تھے یہی غنیمت تہا کہ چار مہینون مین یہ آرام کرتے تھے تجارت سے مال جمع کرتے تھے شریعت نے اس کارروائی کو بہی مٹادیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما النسی زیادۃ فی الکفر نسی کہتے ہین ایک مہینے کی حرمت کو دوسرے مہینے مین منتقل کرنے کو تاکہ وہ اپنے دینی اغراض کو پورا کرین اور لڑائیون مین بہی بسر کرین جسکے وہ عادی ہو رہے ہین۔ چونکہ ذیقعدہ ذیحجہ محرم پیہم تین مہینے ایسے واقع ہوتے تھے جس مین لڑائی چہوڑ کے دست بدست بیٹھنا پڑتا تہا عرب کی جنگجو طبیعت مین اسقدر صبر کی طاقت کہان پائی یہ گہبرا کر ہتیارون کو اوٹھا لیتے اور امادہ جنگ ہوجاتے تھے چونکہ انکے مقتضائے طبع کو حرمت شہور روکتی تہی ان کو چارناچار اسکی ضرورت داعی ہوتی تہی کہ محرم کی حرمت کو صفر مین منتقل کردین اس حیلے سے شہر حرام مین لڑائی چہیڑ دیتی تہی اور جہانتک ممکن حرمت کی بہی رعایت رکہتے تھے نسی کی کارروائی مین ہر شخص مجاز نہ تہا نہین تو جو چاہتا منمانی نسی کرتا رہتا یہ مسئلہ حج کے بعد پیش ہو کے طے ہوجاتا تہا اسکا اختیار بنی مالک بن کنانہ کو تہا ان کا اول قلمس خدیفہ ابن عبید تہا اور آخر ابو ثمامہ طریقہ یہ تہا کہ عرب جب حج سے فراغت حاصل کرتے تھے تو نسی کا مسئلہ سردار قبیلہ مذکور کے سامنے پیش ہوتا تہا اوسوقت سردار کہڑا ہو کے کہتا تہا کہ خدایا مینے محرم مین قتال کو حلال کردیا اور حرمت محرم کو صفر کی طرف منتقل کردیا تمام عرب مین گہر گہر اسکا مذکور ہوجاتا تہا اور محرم مین لڑائیون کا بازار گرم ہوجاتا تہا دل کے پہپولے تلوار سے توڑے جاتے تھے قتل و غارتگری ہر طرف پہیل جاتی تہی نیند مین بہی تلوار کی جہنکار کان مین آتی تہی جس سے چونک پڑتے تھے شارع نے اسکو حرام

سب مین اختلاف ہے صحیح تطبیق نہایت دشوار ہے

مہینون کے اسماے متعارفہ اور اونکی کیفیت

مہینون کے اسماء متعارفہ اور انکی کیفیت

محرم۔ صفر۔ ربیع الاول۔ ربیع آخر۔ جمادی اولی۔ جمادی الاخر۔ رجب۔ شعبان۔ رمضان۔ شوال۔ ذوالقعدہ۔ ذوالحجہ۔ یہ نام ایام جاہلیت مین بھی اوسی طرح متعارف تھے جیسے زمانۂ حال مین یہ نام کلاب بن مرہ کے زمانہ مین رکھے گئے۔ یہ اجداد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھے انکا زمانہ تقریباً دو قرن زمانہ اسلام سے قبل تھا ان نامون سے بعض برعایت فصول ہین جنہین یہ مہینے پڑتے تھے مثلاً ربیع الاول۔ ربیع الآخر جمادی اولی۔ جمادی اخر۔ رمضان بعض اپنے عادات وحالات وواقعات کے لحاظ سے جیسے محرم۔ صفر رجب۔ شعبان۔ شوال۔ ذیقعدہ۔ ذیحجہ۔ چونکہ ایام جاہلیت مین تین سال کے بعد محرم کا ایک مہینا بڑہا دیا جاتا تھا تاکہ فصول شمسی سے موافقت رہے اس لئے اوس زمانہ تک اسم ومسمی سے مطابق تھے جب یہ رعایت چھوڑدی گئی اور نور اسلام نے ظلمت ایام جاہلیت کو مٹا دیا تو قمری وشمسی مین مناسبت وموافقت نرہی اور قمری مہینے کبھی کسی فصل مین واقع ہوتے ہین کبھی کسی فصل مین ایام جاہلیت مین اخیر ذیقعدہ ذیحجہ محرم مین لڑائی حرام سمجھتے تھے اسلئے انکو اشہر حرم کہتے تھے مگر جب انکو ضرورت داعی ہوتی تھی توانکی حرمت کو بدل دیتے تھے اور شہر حرام مین لڑائیان چھیڑدیتے تھے مگر شہر حرام کے بدلے دوسرے مہینے کو لیتے تھے اونکے طرز عمل سے معلوم ہوتا تھا کہ سال مین وہ چار مہینون کو حرام سمجھتے تھے۔

اعتدال ربیعی کا زمانہ واقع ہوتا تھا جسمین رات و دن برابر ہوتے ہین اس لئے
عادل نام رکھا گیا۔ جسطرح شہور قدیمہ مین فصول کی رعایت کی گئی ہے اسمائے شہور مشورہ
مین اس قسم کی رعایت ملحوظ ہے رمضان گرمی پر دلالت کرتا ہے۔ ربیع بارش و
گھاس او گنے پر۔ جماد شدت سرما پر اس سے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ عرب مین سنہ
قمریہ شمسیہ کا استمال ہوتا تھا۔ عرب مین سنہ قمریہ شمسیہ کا استعمال نہین ہوتا تھا
اِسلیئے کہ مورخین کی تحریر سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عرب مین ہمیشہ سن قمری کا استعمال
ہوتا ہوا چلا آیا۔ عرب مین زراعت ہوتی نتھی کہ یہ فصول کی رعایت کرتے۔ اِس سے
ظاہر ہے کہ ناجر۔ ربا۔ تاکل۔ عادل شہور قمریہ شمسیہ کے نام نہین ہین۔ البتہ وجہ تسمیہ
یہ ہو گی کہ عرب نے بمناسبت حوادث جو کے یا کسی اور وجہ سے جو سنہ شمسی
مین واقع ہوئی یہ نام رکھدیئے انکو یہ بھی خبر نہ تھی کہ سترہ برس کے بعد صیفی مہینے شتوی
ہوجاتے ہین و بالعکس۔ یہی کیفیت ربیع۔ جمادی۔ رمضان کی ہے یہ نام بھی بلحاظ
زراعت و فصل کے نہین رکھے گئے ہین عرب مین محض سنہ قمری کا برتاو
ہوتا تھا۔ راقم کہتا ہے کہ اسمین شبہہ نہین کہ عرب مین پہلے قمری سنہ کا دستور
تھا شمسی سے تطبیق نہین کرتے تھے لیکن پھر بنظر ضرورت حج کے جسکا ذکر کیا گیا
عمل کبیسہ کیا گیا لیکن عرب اپنے خیال مین سنہ قمری ہی خیال کرتے تھے اسلیئے
کہ مہینون کا مدار انکے ہان روئت ہی پر رکھا گیا تھا۔ وضع اسمار قدیم شہور مین اسی
وجہ سے بالالتزام رعائت فصول کی نہین رکھی گئی صاحب نتایج الافہام نے جو
اسمائے کی تطبیق دی ہے یہ بھی ایک خیالی امر معلوم ہوتا ہے بعض شہور کے دو دو
تین تین نام بتائے ہین غرض حسب جس نے شہور کے اسماے سابقہ لکھے ہین

ہین چونکہ اِس مہینے کے بعد اشہر حرم قریب آجاتے تھے اِسلیئے شراب کا دور خوب چلتا تہا جہان دیکھیئے شراب تولی جاتی ہے جہان نظر پڑتی تھی شراب بک رہی ہے۔ جسکے ہاتھہ مین دیکھیئے جام شراب ہے۔ جسکے سامنے دیکھیئے صراحی رکھی ہے اِس وجہ سے اوسکو ناطل کہتے ہین (عادل) عدل سے مشتق ہے یہ حج کے مہینون سے ہے اِس مین گناہون سے بچتے تھے اِس لیئے اِس کا نام عادل رکھا گیا (رنہ) رنہ آواز کرنے کو کہتے ہین چونکہ اِس مہینے سے قربانی کے دن قریب ہوتے تھے اور جانورون کی ڈہونڈہ ہوتی تھی جانور آواز کیا کرتے تھے اسلیئے رنہ اسکا نام ہوا (برک) شتر کے سونے کو برک کہتے ہین چونکہ مذبح مین اونٹ لٹائے جاتے ہین اور یہ مہینا قربانی کا تہا اِس لیئے برک کہتے تھے۔ نتائج الافہام مین ہے کہ کتب لغت کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایام جاہلیت مین محرم کو موتمر کہتے تھے صفر کو ناجر۔ ربیع الاول کو خوان۔ ربیع الثانی کو صوان۔ جمادی الاولی کو حنین یا ربا جمادی ثانیہ کو رنی یا بائدہ۔ رجب کو اصم۔ شعبان کو داعل یا دغل۔ یا عادل۔ رمضان کو ناتق یا ناتل شوال کو وعل یا دغل یا عادل۔ ذیقعدہ کو ہواع یا رنہ۔ ذیحجہ کو برک۔

جب مین اِن اسامین غور کرتا ہون تو چار نام ایسے پاتا ہون جو فصول اربعہ سے موافق ہوتے ہین موتمر۔ ناجر۔ خوان فصل صیف سے عبارت ہین ناجر کا نام شدت حرارت سے رکھا گیا۔ صفوان۔ ربا۔ بائدہ فصل خریف کے اسما ہین ربا پانی کی کثرت کو کہتے ہین۔ اصم۔ واغل۔ نائل شہور شتا کو کہتے ہین نائل ایسے شخص کو کہتے ہین جو نہر یا کوئین یا چشمہ کے پانی مین گھسے۔ عادل۔ ہواع۔ برک فصل ربیع کے نام ہین عادل کے یہ معنی ہین جو برابر تقسیم کرے چونکہ اسمین

فرمان برداری کے ساتھہ کام کرتے تھے اِسلیئے اسکا نام موتمر کہا گیا (ناجر) بجر کہتے
ہین شدت گرمی کو چونکہ اِس مہینے مین بے ٹھکانے گرمی پڑتی ہے اِس لیئے
اسکو ناجر کہتے تھے (خوان) بروزن فعال خیانتہ سے ماخوذ ہے اِسی طور پر
صوان بروزن فعال صیانتہ سے چونکہ شروع مین اِن مہینون مین کسی وجہ سے
خیانتہ وصیانتہ کا اتفاق ہوا اِسلیئے یہ نام رکہے گئے۔ عرب کا دستور تہا کہ جب کوئی
واقعہ عظیم کسی سنہ یا مہینے مین ظاہر ہوا تو اوس واقعہ کا نام اوس سنہ یا مہینے کا رکہتے تہے تاکہ یہ نام
اوس واقعہ کا مذکر رہے (زبا) کہتے ہین مشکل اور کام کی دشواری کو چونکہ اس مہینے مین سخت لڑائیان آپسمین ہوتی
تہین جس سے قسم قسم کی دشواریان پیدا ہوتی تہین اِسلیئے اِس کا نام زبار کہا گیا (بائد)
بید کہتے ہین ہلاک ہونے کو اور کٹنے کو اِس مہینے مین صف آرائیان ہوتی تہین
ہتھیار چلتے تہے اور اِس وجہ سے کہ اِسکے بعد رجب کا مہینا آجاتا تہا جس مین
قتال حرام تہا بائدہ مین نہایت تیزی سے لڑکے یکسوئی کر لیتے تہے چنانچہ مثال
ہے العجب کل العجب بین جمادی ورجب (اصم) صم کہتے ہین بہرے کو
جسمین سننے کی قوت نہو عرب لڑائی کے عادی تہے جب تک اِن کے کانون
مین تلوارون کی جہنکار نہ آتی اُنکے دل کو تسکین نہین ہوتی تہی چونکہ رجب کے احترام
سے لڑائی ملتوی رہتی تہی تلوارون کی صدا اُنکے کانون مین نہین آتی تہی اس لیئے
اسکو اصم کہتے تہے (واغل) دغل کہتے ہین مجلس شراب مین بے بلائے آنے
کو چونکہ اِس مہینے مین شراب خواری کثرت سے ہوتی تہی یہان تک کہ ایک شخص
دوسرے کے گہر بدون دعوت کے بے بلائے جاتا تہا اور شراب پیتا تہا اِسلیئے
اسکا نام واغل رکہا گیا (ناطل) اوس کوزے کو کہتے ہین جس سے شراب ماپتے

ایام جاہلیت مین مہینون کے قدیم نام

ایام جاہلیت مین مہینون کے یہ نام تھے۔ مؤتمر۔ ناجر۔ خوّان۔ صوان۔ حنتم زبا۔ اصم۔ عادل۔ نافق۔ واغل۔ ہُواع۔ برک۔ ایک شاعر کا قول ہے ؎

بمؤتمر وناجر ابتدانا ۔ فبالخوان یتبعه الصوان
وبالربّاء بائدة تلیه ۔ یعود اصمّ صمّ به السنان
وواغلة وناطلة جمیعاً ۔ وعادلة فهم غرر حسان
ورنّة بعدها برک فتمت ۔ شهور الحول یعقدها البنان

اس نظم سے صاحب اسمٰعیل بن عباد کی نظم بڑھی ہوئی ہے ؎

اردت شهور العرب فی الجاهلیة ۔ فخذها علی سرد المحرم تشترک
فمؤتمر یاتی ومن بعد ناجر ۔ وخوان مع صوان یجمع فی شرک
حنین وزبا والاصم وعادل ۔ ونافق مع وغل ورنة مع برک

اِس سے ظاہر ہے کہ نامون مین اور ترتیب مین فرق ہے۔ کوئی کچھہ کہتا ہے کوئی کچھہ۔ میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ اسکو مدت گذر گئی اور دوسرے نام زبانون پر رائج ہوگئے اسمین قسم قسم کا تغیر و تبدل ہوگیا۔

یون تو وجوہ تسمیہ اسماے قدیمہ منقول نہین ہین مگر لغت سے جو وجہ تسمیہ ظاہر ہوتی ہے اوسکو بیان کیا جاتا ہون۔

(موتمر) ایتمار کہتے ہین مشورت کا رسازی فرمان برداری کو چونکہ یہ پہلا مہینا سال کا ہوتا تھا اور اسمین مشورہ ہوا کرتا تھا کہ اِس سال یون کرنا چاہیئے اور حسب مشورہ لوگ

ایام جاہلیت مین مہینون کے قدیم نام

اسلئے ...

غرہ محرم بروز یکشنبہ ہوا اور محرم کامل ہو کے غرہ صفر بروز سہ شنبہ اور بہ تکمیل صفر کے غرہ ربیع بروز پنجشنبہ ہو گا - اگرچہ یہ امر نادر الوقوع ہے لیکن امکان سے خالی نہین ہے - لیکن اس تقدیر پر بروز چہارشنبہ تیسوین صفر کی ہوگی نہ اٹھائیسوین صفر کی - اس سے ظاہر ہے کہ اٹھائیسوین صفر کو چہارشنبہ کا دن اور بارہوین ربیع الاول کو دوشنبہ کا دن ہونا کسی طور پر صحیح نہین ہوتا - تاریخ سعید محمد گازرنی مین ہے کہ آپکے مرض کی ابتدا اٹھائیس صفر روز چہارشنبہ کو ہوئی - اور کہا گیا ہے کہ شروع ربیع الاول مین - تاریخ خمیس مین ہے کہ آپ کو درد سر اٹھائیس صفر روز چہارشنبہ کو ہوا - بعضے انتیس کہتے ہین بعضے شروع ربیع الاول کہتے ہین - وفا مین ہے کہ بیس صفر مین بیمار ہوئے - خطابی لکھتے ہین کہ ابتدا مرض کی پیر کے دن ہوئی - کہا گیا کہ ہفتہ کے دن اور کہا گیا ہے کہ چہارشنبہ کے دن حاکم کا یہی قول ہے - غرض جب مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا انتقال ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری مین ہوا حساب سے یہ مطابق سنہ ۶۳۲ع کے ہوتا ہے -

عمر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

جب آپ کی ولادت ۲۰ - اپریل سنہ ۵۷۱ع مین ہوئی تو روز ولادت و انتقال مین (۲۲۳۲۹) دن ہوتے ہین تو آپ کی عمر سال شمسی سے (۶۱) سال ۸۴ دن ٹہیرے یا (۶۳) سال ہلالی و (۳) دن جمہور مورخین سلف کا اتفاق ہے کہ آپ کی عمر (۶۳) سال تہی)

اِسلیئے کہ عرب کا معمول ہے کہ رات سے تاریخ کا حساب کرتے ہین دن کا لحاظ
نہین کرتے - مگر اوسی رات کو تاریخ قرار دیتے ہین جس کا دن گذرا ہو - تو دن رات
کی تابع ہوگی - اور جو رات کہ اوسکا دن نہین گذرا اوسکا کچھہ بہی شمار نہین کرتے
ایسی صورت مین وہ پیر کا دن جسمین اپ کا انتقال ہوا وہ تیرہوین تاریخ ربیع الاول
مین پڑا تہا لیکن اوسکا دن نہین گذرا تہا - تو اِسکی رات بہی نہین لی گئی - علامہ ابوعبداللہ
محمد زرندی مدنی کتاب الاعلام بسیرۃ النبی علیہ السلام مین لکہتے ہین وذکر
الطبری عن ابن الکلبی انہ توفی الثانی من الربیع قال السہیلی ہذا
وان کان خلاف الجمہور فانہ لایبعد ان کانت الثلثۃ الاشہر
التی قبلہ من تسعۃ وعشرین ونقل الخوارزمی انہ توفی فی اول یوم
من الربیع وہذا اقرب فی القیاس مماذکر الطبری اِس جگہہ پر ایک
دوسرا احتمال یہ ہے کہ سنلہ مین مدینہ طیبہ مین بسبب اختلاف مطالع کے
یا دوسرے امور کے غرہ ذیحجہ جمعہ کو ہوا ہوگا اور یہ تکمیل تینون مہینے کے غرہ ربیع
سنلہ مین بروز پنجشنبہ ہوا ہوگا - اِس تقدیر پر البتہ بارہوین تاریخ بروز دوشنبہ ہوئی ہوگی لیکن اس
تقدیر پر لازم آیگا کہ چار مہینے متوالی مدینہ مین کامل حساب کئے گئے فتح الباری وارشاد ساری
وغیرہ شروح صحیح بخاری مین لکہا ہے کہ غرہ ذیقعدہ سنلہ مدینہ مین بروز چہارشنبہ ہوا اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتہہ حج کے لئے بروز شنبہ
تاریخ ۲۵ - ذیقعدہ کو مدینہ سے روانہ ہوے اثنار راہ مین ذیحجہ کا چاند ۲۹ ذیقعدہ
روز چہارشنبہ کو دیکہا گیا پس اگر بحساب کمال ذیقعدہ کے ذی حجہ کا چاند مدینہ مین
بروز پنجشنبہ دیکہا گیا ہو اور غرہ ذیحجہ کا بروز جمعہ قرار دیا گیا ہو اور ذیحجہ کا مہینا کامل ہو کے

توغرہ محرم بروز جمعہ وغرہ صفر بروز شنبہ وغرہ ربیع الاول بروز یکشنبہ واقع ہوگا
اس صورت مین ربیع الاول کا پہلا دوشنبہ (۲) تاریخ کو دوسرا دوشنبہ (۹) تاریخ کو
پڑے گا۔ اگر تینون مہینے مختلف ہون تو دو حال سے خالی نہین ہین - یا غرہ محرم جمعہ
کو پڑے گا۔ یا شنبہ کو بحساب نقصان ذیحجہ کے یا اوسکے کمال کے اس لیے
یہ بات مان لی گئی ہے کہ ذی حجہ کا غرہ بروز پنجشنبہ تھا۔ پس اگر غرہ محرم جمعہ ہو تو
دو حال سے خالی نہین ہے محرم کامل لیا جاے۔ صفر ناقص یا بالعکس۔
بر تقدیر اول۔ غرہ صفر یکشنبہ وغرہ ربیع الاول دوشنبہ ہوتا ہے - بر تقدیر ثانی - غرہ
صفر شنبہ ہوگا۔ اور غرہ ربیع دوشنبہ ہوگا - دونون تقدیرون پر دوشنبہ اول غرہ
ربیع اور دوشنبہ دوم (۸) ربیع کو پڑے گا - اگر غرہ محرم بروز شنبہ لیا جاے پس
اگر محرم کامل اور صفر ناقص لیا جاے تو غرہ صفر بروز دوشنبہ وغرہ ربیع الاول بروز
سہ شنبہ پڑے گا۔ اسکے عکس کی صورت مین غرہ صفر بروز یکشنبہ وغرہ ربیع سہ شنبہ
ہوتا ہے دونون تقدیرون پر دوشنبہ اول ۷ ربیع اور دوشنبہ ثانی ۱۴ - ربیع کو پڑیگا
سواے ان احتمالات کے اور کوئی احتمال نہین پایا جاسکتا۔ جس سے یہ ثابت
ہو کہ دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری کو پڑا - امام یافعی نے تاریخ مرآۃ الجنان
مین اس اشکال کو بیان کر کے سکوت کیا ہے اور کوئی تحقیق نہین بیان کی - ابن
رجب دمشقی نے لطایف المعارف مین اسکو توضیح سے بیان کیا ہے - اصل
اعتراض سہیلی کا ہے۔ انہون نے حساب سے جسکا ذکر کیا گیا کلام مشہور کو ناقابل
اعتبار خیال کیا اور ابن رجب اسکی تصحیح کی یون تاویل کرتے ہین کہ ابن اسحاق کہتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہوین ربیع الاول کو قضا کیا - یہ بات ممکن ہے

آپ کسی ایام یا لیالی یا شہور فاضلہ مین پیدا ہوئے اسمین حکمت یہ ہے کہ مثلاً اگر آپ
جمعہ کے دن یا لیلۃ القدر یا شب براۃ یا رمضان مین پیدا ہوتے تو فضیلت انکی طرف
منسوب ہوتی اور پیر کے دن ربیع الاول کے مہینے مین پیدا ہونے سے آپ کی
پیدائش سے اس دن و مہینے کو شرف حاصل ہوا اسی وجہ سے انتقال بھی اسی
دن اور اسی مہینے مین ہوا تاکہ اس دن اور اس مہینے کو دو طرح سے شرف حاصل ہو

تعین تاریخ و ماہ و روز انتقال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ربیع الاول روز دوشنبہ کو انتقال فرمایا اس پر تمام
محدثین کا اتفاق ہے اختلاف اسمین ہے کہ ربیع الاول کی کونسی تاریخ تھی مشہور
یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو انتقال ہوا لیکن حساب سے یہ صحیح نہین پایا جاتا اسلیئے
کہ سنہ ۱۰ ہجری کا غرہ ذی حجہ پنجشنبہ کے دن ہوا اسی وجہ سے حجۃ الوداع بالاتفاق
جمعہ کے دن پڑا - جمعہ کے روز نوین ذی حجہ تھی - اس باب مین ارباب حدیث
و ارباب سیر کو اتفاق ہے - کسی نے اسمین اختلاف نہین کیا ہے پھر ممکن نہین ہے
کہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ دوشنبہ کے دن واقع ہو - اگر ذیحجہ - محرم - صفر - ۳۰ روز کے
قرار دیے جاوین تو غرہ محرم بروز شنبہ و غرہ صفر بروز دوشنبہ و غرہ ربیع الاول بروز
چہارشنبہ واقع ہوگا - اس صورت مین سنہ ۱۱ھ کے ربیع الاول مین پہلا دوشنبہ
۶ تاریخ کو ہوگا دوسرا تیرہوین کو پڑے گا - اگر یہ تینون مہینے ۲۹ دن کے قرار دیے جاوین

تعین تاریخ و ماہ و روز انتقال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کہ آپ کی ولادت عام فیل مین ہوئی یہ اسکندر کا ۸۸۲ھ تھا یہین قبل ولادت کے
قریب قریب برج عقرب مین زحل و مشتری کا قران تھا اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ
کی ولادت ۵۷۱ء مین ہوئی صاحب منتہی الادراک فی نقاسیم الافلاک لکھتے ہین
کہ آپ کی ولادت سنہ اولی قران ملت اسلام مین ہوئی یہ قران ۲۹ یا ۳۰ مارچ ۵۷۱ء
کو ہوا تو آپ کی ولادت اسی سنہ مین ہوئی صاحب کتاب کامل اسرار النجوم مین
اور شیخ احمد بن عبد الجلیل آخر کتاب قرانات مین بھی اسی قول کی تائید کرتے ہین علامہ
محمود باشا فلکی نے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ۹ ربیع الاول
مطابق ۲۰ - اپریل ۵۷۱ء کے پیدا ہوئے یہ مسئلہ نہایت تحقیق سے رسالہ
نتائج الافہام مین مذکور ہے تاریخ یعقوبی مین ہے وولد علی ماقال اصحاب الحساب
بقران العقرب قال ماشاء اللہ المنجم کان طالع السنۃ النبی کان فیہا القران الذی
دل علی مولدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المیزان اثنتین وعشرین درجۃ حد الزہرۃ وفیہا
والمشتری فی العقرب ثلث درجات وثلثاو عشرین دقیقۃ داخل فی العقرب ست
درجات وثلثا عشرین دقیقۃ راجعا وہما فی الثانی من الطوالع والشمس فی نظیر الطالع فی الحمل
اول دقیقۃ والزہرۃ فی الحمل علی درجۃ وست وخمسین دقیقۃ وعطارد فی الحمل علی ثمانی عشرہ درجۃ
وست عشرۃ دقیقۃ راجعا والمریخ فی الجہزار اثنی عشرۃ درجۃ وخمس عشرۃ دقیقۃ والقمر وسط السماء
فی السرطان درجۃ وعشرین دقیقۃ وقال الخوارزمی کاتب الشمس یوم ولد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فی الثور درجۃ والقمر فی الاسد علی ثمانی عشرہ درجۃ وعشر دقائق داخل فی العقرب
تسع درجات واربعین دقیقۃ راجعا والمشتری فی العقرب درجتین وعشر دقائق راجعا
والمریخ فی السرطان درجتین وخمسین دقیقۃ والزہرۃ فی الثور اثنی عشرہ درجۃ وعشر دقائق

قول پر اجماع ہے اور اہل مکہ کا اس پر عمل ہے اسی تاریخ کو مولد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کی جاتی ہے شیخ امام شمس الدین محمد بن سالم معروف بخلال کتاب
جفر کبیر مین لکھتے ہین کہ یہ امر صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر ربیع الاول
۲۰ نیسان عام فیل انوشیروان کے زمانہ مین پیدا ہوے - نیسان کا مہینہ ہمیشہ اپریل
کے مطابق ہوتا ہے تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ آپ کی ولادت فصل
ربیع مین ہوئی - مروج الذہب مسعودی سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ آپ کی
ولادت ۵۷۱ع مین ہوئی جرجس بن ابی الیاس بن ابی المکارم بن ابی الطیب معروف
بابن العمید مختصر التواریخ مین لکھتے ہین کہ جس وقت نوشیروان مرا آپ آٹھ برس کے تھے
صاحب فن تحقیق التواریخ لکھتے ہین کہ انوشیروان ۵۷۹ع مین مرا اس سے ثابت
ہوا کہ آپ کی ولادت ۵۷۱ع مین ہوئی -
ایڈلر اپنے رسالہ ریاضی مین لکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ۲۲ نیسان ۸۸۲ سنہ
تاریخ اسکندر سے پیدا ہوے چنانچہ ابن العمید نے لکھا ہے اور شہر نیسان سریانی
اپریل کے مطابق ہوتا ہے تو آپ کی ولادت ۲۲ - اپریل ۵۷۱ع کو ہوئی علماے
ہیئت اس بات پر متفق ہین کہ آپ کی ولادت اپریل ۵۷۱ع مین ہوئی قران مریخ
کا زحل کے ساتھ برج عقرب مین ہو چکا تھا یہ بات پائی گئی کہ اول اپریل ۵۷۱ع
مین مشتری ۵ ۱ ۲ برج عقرب سے تھی اور زحل ۵ ۱ ۱۷ مین برج عقرب سے
تھا اور ان دونون ستارون کی حرکت تھقری تھی اور ضرور ہے کہ یہ قران ۲۹ - یا ۳۰
مارت ۵۷۱ع مین ہوا اس قران کو علماے ہیئت اہل مشرق قران
ملت الاسلام یا قران الملت کہتے ہین - یحیی ابن ابی سکر مغربی اندلسی لکھتے ہین

یہ قول یہود کا منقول ہوا ہے یہود نے اپنی بے علمی سے کہا ہوگا دوسرے احادیث مین یہ لفظ نہین ہے چنانچہ ابی موسیٰ سے مروی ہے دخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ واذا اناس من الیہود یعظمون عاشوراً ویصومونہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحن احق بصومہ فامر بصومہ افسوس ہے کہ ابوریحان بیرونی نے کتاب آثار مین اس روایت کو غیر صحیح قرار دیا ہے انکا شبہہ یہ ہے کہ اوس سال عاشورہ پیر کے دن نہین پڑا تھا نہ آپ محرم مین مدینہ کو پہونچے نہ عاشورہ کے دن فرعون غرق ہوا - فرعون (۲۳) رمضان کو غرق ہوا تھا بات یہ ہے کہ آپ ۲۰ - ستمبر ۶۲۲ع مطابق آٹھہ ربیع الاول پیر کے دن مدینہ مین داخل ہوے یہود کے شمسی حساب سے یہ عاشورہ کا دن تھا اگر فرعون عاشورہ کے دن غرق نہین ہوا ہے تو یہ یہود کی خطا ہے اسمین شبہہ نہین کہ بیرونی سے اس مقام پر غلطی ہوگئی ہے

ابوریحان بیرونی کی غلطی -

تاریخ و روز و وقت ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

تاریخ و روز و وقت ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے چنانچہ قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن سے سوال کیا گیا آپ نے فرمایا یہ وہ دن ہے جسمین مین پیدا ہوا - ابن بکار و حافظ ابن عساکر کہتے ہین کہ آپ کی ولادت طلوع فجر کے وقت ہوئی - عبدالمطلب کا قول ہے ولد لی اللیلۃ مع الصبح مولودٌ سعید ابن مسیبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہوین ربیع الاول کے دن بوقت دوپہر پیدا ہوے اس

لائے - اوس روز یہود روزہ سے تھے آپ نے فرمایا یہ لوگ کیون روزہ سے ہین
یہود نے کہا یہ وہ دن ہے جسمین اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ کو نجات دیا
آپ نے فرمایا کہ ہم موسیٰ کے ساتھ اس امر مین اولیٰ ہین - پس حکم دیا کہ عاشورہ کے دن
روزہ رہا کرین - یہ حدیث صحیح ہے - احتمال ہے کہ مدینہ سے قبا مراد ہو - اور یہ بھی
احتمال ہے کہ باطن قبا مراد ہو - اسلام مین عاشورہ دسوین محرم کو کہتے ہین - اس سے
یہ شبہہ ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بروایت صحیح ربیع الاول
مین ہجرت فرمائی تو دسوین محرم کو مدینہ مین کیون کر ہوپنچے - اس شبہہ کے دفع کے
لئے ضرور ہوا کہ یہ کہا جائے کہ آپ کے زمانہ مین عاشورہ کا اطلاق کسی دوسرے
دن پر ہوتا تھا جو ربیع الاول مین پایا گیا - یہ امر ثابت ہے کہ یہود کا سنہ شمسی تھا قمری
نہ تھا تو جو عاشورہ دسوین محرم کو ہوتا ہے اور جسمین فرعون غرق ہوا - اوسکے لئے یہ ضرور
نہین ہے کہ بحساب شمسی دسوین محرم کو واقع ہو بلکہ وہ بحساب مذکور ربیع الاول مین پڑا
اگر محرم کی دسوین کو پڑتا تو آپ کو پوچھنے کی ضرورت نہوتی - اس امر مین اختلاف ہے
کہ کس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین داخل ہوے - بعضے کہتے ہین
دوم ربیع الاول کو - بعضے کہتے ہین (۸) ربیع الاول کو - بعضے کہتے ہین (۱۲) ربیع
الاول کو - مگر اس پر اتفاق ہے کہ پیر کے دن داخل ہوے اور حساب سے یہ نہین
ثابت ہوتا کہ دوسرے یا بارہوین ربیع الاول کو پیر کا دن تھا اس سے ثابت ہوا کہ
آٹھوین کو آپ داخل ہوئے بیشک یہ پیر کا دن تھا موافق بیس ۲۰ ستمبر ۶۲۲ء کے - یہان ایک
شبہہ یہ ہوتا ہے کہ یہود کی کتاب سے یہ بات نہین ثابت ہوتی کہ عاشورہ کے دن
فرعون غرق ہوا اور حضرت موسیٰؑ کو نجات ملی - اسکا صاف جواب یہ ہے کہ حدیث مین

عاشورہ در ربیع الاول مین ہوا -

کہ جناب امیر علیہ السلام کی رائے یہ قرار پائی کہ سنہ ہجری قرار پائے۔ حضرت عمرؓ نے اسکو منظور فرمایا۔ پھر اس باب مین مشورہ ہوا کہ کس مہینہ سے آغاز سنہ قرار دیا جاوے بعضون نے کہا رجب۔ اسلئے کہ اہل جاہلیت رجب کی تعظیم کرتے ہین۔ بعضون نے کہا رمضان بعضون نے کہا ذیحجہ جس مین حج ہوتا ہے۔ بعضون نے کہا وہ مہینہ جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی۔ بعضون نے کہا۔ وہ مہینہ جسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین داخل ہوئے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ محرم سے شروع سال قرار دینا چاہئیے۔ یہ شہر حرام ہے۔ محرم ہی سے مہینون کا شمار کیا کرتے ہین۔ اس مہینے مین لوگ حج سے پھرتے ہین۔ سب نے اس راے سے اتفاق کیا اور محرم پہلا مہینا سال کا قرار دیا گیا۔ یہ کارروائی نصف ربیع الاول سنہ ۱۶ یا ۱۷ ہجری مین ہوئے۔ غرہ محرم جو مبدء سنہ ہجری قرار پایا۔ وہ بروز پنجشنبہ واقع ہوا تہا اور سنہ ذوالقرنین سے آٹھوین تاریخ ۹۳۳ھ تھی۔ بعض روایات مین ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کی یہ راے تہی کہ ہجرت سے سنہ قرار دیا جاوے غرض یہ ایسی عمدہ راے تہی جسکو حضرت عمرؓ نے پسند کیا اور اس پر صحابہ کا اجماع قرار پایا۔

ہجرت کے دن و تاریخ کی تعیین

سیرت ابن ہشام مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین بارہوین تاریخ ربیع الاول پیر کے دن داخل ہوئے یہ دوپہر کا وقت تہا کچھ آفتاب ڈہلا تہا اسوقت آپ (۵۳) سال کے تہے آپ کے بعثت پر (۱۳) سال گزرے تہے بخاری و مسلم مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن مدینہ مین تشریف

ہجرت کے دن و تاریخ کی تعیین

ہوتا ہے کہ یہ امر حدیث اول کے منافی ہوا - اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ
آپ نے سنہ لکھوایا اور حدیث اوّل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے
بروز قدوم مدینہ تاریخ لکھنے کا حکم دیا - اس کا جواب یہ ہے کہ اِن دونون مین منافات
نہین ہے - واقع مین آپ نے سنہ لکھوایا - اور حدیث سابق مین جو لفظ یوم قدم المدینۃ
کا واقع ہے اِسکا تعلق فعل امر سے نہین ہے - بلکہ اِسکا تعلق لفظ تاریخ سے ہے
جو مقدر ہے اِسکے مطلب یہ ہوے کہ آپ نے حکم دیا کہ روز قدوم مدینہ تاریخ قرار دیجاوے
پھر جس روز تاریخ لکھی گئی بحساب روز قدوم مدینہ سنہ تھا - اِس کے یہ مطلب نہین ہین
کہ بروز قدوم مدینہ منورہ آپ نے تاریخ لکھوائی اگر بروز قدوم تاریخ لکھواتے تو سلہ
لکھا جاتا - غرض اِن دونون حدیثون مین کسی قسم سے منافات نہین پائی جاتی -
بخاری تاریخ صغیر مین روایت کرتے ہین کہ تاریخ اوسی سنہ مین قرار پائی جس سنہ
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف فرما ہوے - اس روایت سے
بھی کوئی منافات احادیث سابقہ سے نہین پائی جاتی - البتہ اِس مقام پر یہ شبہہ ہوتا
ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاوّل کے مہینے مین ہجرت کی
تو محرم پہلا سنہ کیون قرار دیا جاتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ابن سیرین سے روایت
ہے کہ ایک مسلمان یمن سے مدینہ مین حضرت عمر کے پاس آئے اور یہ کہا کہ مین نے
یمن مین دیکھا ہی کہ لوگ ایک چیز کو تاریخ کہتے ہین اور یون لکھتے ہین کہ اتنے سال سے
اتنے مہینہ سے - حضرت عمرؓ نے اسکو پسند کیا - اور لوگون سے مشورہ چاہا - بعضون نے
کہا کہ روز تولد تاریخ قرار پائے - بعضون نے کہا روز بعثت - بعضون نے کہا روز ہجرت -
بعضون نے کہا روز وفات - حضرت عمر نے روز ہجرت کو پسند کیا - بعض روایات مین ہے

دن عید کا روز سمجھا جاتا ہو - اسکندر رومی نے چونکہ جنگ و جدال سے فتح پائی تھی - جب ملک بطلیموس کے ہاتھہ آیا تو اس خوشی مین کہ ملک از دست رفتہ واپس آیا - اور ایسے بادشاہ کی سلطنت نابود ہوئی - جو غلبہ سے پادشاہ ہوگیا تھا - اسکندر کی وفات مبدء تاریخ قرار دی گئی - کبھی ایسے شخص کا روز وفات بھی مبدء تاریخ قرار دیا جاتا ہے جس پر دولت کا خاتمہ ہوا اور اسکی غایت یہ ہو کہ لوگون کو اس واقعہ کا تذکر رہے - یزدجرد بن شہریار کی ہلاکت سے چونکہ سلطنت جاتی رہی اور یہ امر مجوس پر حد درجہ کو شاق تھا - اس رنج سے مجوس نے اسکے ہلاکت کو مبدء تاریخ ٹھہرایا تاکہ ہمیشہ یہ غم تازہ رہے - مگر واقعۂ یزدجرد کو واقعہ انتقال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا مناسبت صحابہ کے قلوب ہرگز اسکے متحمل نہ تھے کہ وہ بار بار اس حادثہ جانکاہ کو سنتے اور سکوت کرتے - ابن شہاب سے مروی ہے کہ ربیع الاول مین ہجرت واقع ہوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روز قدوم مدینہ منورہ مبدء تاریخ قرار دیجاوے عن ابن شهاب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر بالتاریخ یوم قدم المدینۃ فی شهر ربیع الاول اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ ہجری آپ ہی کے حکم سے قرار پائی - ابن عساکر کہتے ہین کہ یہ صواب تر ہے مگر محفوظ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے تاریخ ہجری کا حکم دیا - علامہ سیوطی شماریخ مین لکھتے ہین کہ ابی طاہر زیادی کتاب الشروط مین لکھتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نصارا بحران کو نامہ نامی لکھا - تو حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اسمین پانچوان سال ہجرت کا لکھدیا جاوے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہجرت کا سنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرار دیا - اور حضرت عمرؓ نے آپ کی تبعیت کی - یہان یہ شبہہ

سنہ ہجری کس نے قرار دیا

سنہ ٹھہرانے مین آسانی تھی - اسمین نہ کسی حساب کی ضرورت تھی - نہ کسی قسم کا اختلاف تھا - ہجرت کو مبدء تاریخ قرار دینے کے لیئے اس وجہ سے بھی مناسبت تھی - کہ اگرچہ ہجرت کا اتفاق نہایت مجبوری و پریشانی سے ہوا - جسکو مہاجرین کے دلون سے پوچھنا چاہیے - جنھون نے وطن اصلی کو چھوڑ کے جلا وطن کیا - مگر حقیقت مین یہ مسلمانون کے لیئے نہایت مفید ثابت ہوئی - ہجرت کے بعد روز بروز اسلام مین قوت بڑھنے لگی شرک و کفر کا استیصال شروع ہو گیا - کفار کو ہزیمت پر ہزیمت ہونے لگی یہانتک کہ مکہ فتح ہو گیا - جس سے بڑھکر مسلمانون کے لیئے کوئی خوشی کا امر نہ تھا - اگر تمام دنیا فتح ہوتی اور مکہ فتح نہوتا تو مسلمانون کو ایسی خوشی نہوتی جیسے صرف مکہ کے فتح سے حاصل ہوئی - پھر مبدء تاریخ ٹھہرانے کے لیئے ہجرت پر کسی واقعہ کو ترجیح نہ تھی - غرض ہجرت ایسا واقعہ تھا جیسے بادشاہون کے جلوس کا دن ہوتا ہے یا اوسمین کوئی ملک فتح ہوتا ہے یا کسی ملک پر قبضہ ہوتا ہے آپ کی وفات کے دن و سال تو معلوم تھے اسمین کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا - مگر روز و ماہ و سال وفات مبدء تاریخ قرار دینے کے لیئے مناسب نہ تھے مبدء تاریخ ایسا امر قرار دیا جاتا ہے جسمین کسی قسم کی خوشی حاصل ہو - واقعہ وفات ایسا امر تھا - جس مین صدمہ سے مسلمانون کے قلوب پھٹ گئے تھے الغرض مسلمانون کو اپنی نبی شافع روز محشر کی جدائی قیامت سے کم نہ تھی پھر ایسا دن جسمین اس قسم کا عظیم سانحہ ہوا ہو مبدء تاریخ قرار دینے کے لیئے کس قدر ناموزون ہوگا یہ موت کا دن اوسوقت مبدء تاریخ قرار دیا جاتا ہے - جب ایسا شخص مرے جسنے نبوت کا جھوٹھہ دعوے کیا ہو - یا ایسا شخص ہو جو دشمن ہو - اور اوسکے مرنے سے ایسی خوشی ہو کہ اوسکی موت کا

سکندر رومی کی تاریخ لکہتے ہین۔ مگر صحابہ نے اِس وجہ سے اِسمین خلاف کیا۔
کہ اسمین ایک قسم کی طوالت ہے۔ بعضون نے کہا کہ فارس کی تاریخ کو رواج دینا
چاہیئے اِس پر بہی غلبہ آرا نہوا۔ اوسمین یہ جرح پیش کی گئی کہ فارس کا یہ طریقہ جاری ہے
کہ جب کوئی بادشاہ تخت پر جلوس کرتا ہے تو تاریخ جلوس تاریخ قرار دیجاتی ہے
اسمین بہی اختلاف ہوا۔ شعبی روایت کرتے ہین کہ ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر
بن خطاب رضؓ کو لکہا کہ آپ کی تحریرین جو میرے پاس آتی ہین وہ غیر مورخ ہوتی ہین
اِس سے پتا نہین لگتا کہ کب کی لکہی ہین۔ چونکہ حضرت عمرؓ نے دیوان مدون کیا
تہا اور خراج لگایا تہا۔ اور قوانین سیاست مدن جاری کیئے تہے۔ ایسی صورت
مین تاریخ کا تقرر ضرور تہا تاکہ کاغذات پر تاریخ لکہی جاوے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ
یہ کاغذ فلان تاریخ کا لکہا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ قدیم تواریخ کو پسند کرتے تہے۔ یہ منظور
ہوا کہ اِس باب مین صحابہ کی جو راے ٹہہرے اوس پر عمل کیا جاوے۔ چنانچہ صحابہؓ
کی مجلس منعقد ہوئی۔ اور اِس باب مین بحث ہوئی۔ سب کا اتفاق اِس امر پر
ہوا کہ ہجرت سید تاریخ قرار پائی اِسلیے کہ ہجرت ایسا واقعہ تہا جسکے تعین مین شبہہ
یا اختلاف نہین پایا جاتا تہا ہجرت (۸) ربیع الاول روز یکشنبہ کو ہوئی تہی اِس پر چند ہی
سال گذرے تہے صحابہ کو اوسکے تعین مین کچہہ شبہہ نہ تہا نہ اسمین کسی کو اختلاف تہا
تاریخ تولد مین خلاف تہا۔ کہتے ہین کہ اتوار کی شب کو آپ پیدا ہوئے۔ مگر تاریخ
مین اختلاف ہے۔ سوا اِسکے یہ بہی اوجہاؤ درپیش تہا کہ سنین کی حالت متفاوت
تہی۔ بعض سنین مین کبیسہ کا عمل جاری تہا۔ ممانعت کے بعد کبیسہ کا عمل باطل
ہو گیا تو اب سنین مین اختلاف پایا گیا۔ جسکا حساب صحیح سخت دشوار تہا ہجری سے

کیطرف دیکھا تو مجھے وہ فرشتہ نظر آیا جو غار حرا مین وحی لایا تھا یہ فرشتہ آسمان و زمین
مین ایک کرسی پر بیٹھا تھا تب مجھپر خوف غالب ہوا مین اپنے گھر آیا اور کہا زملونی
زملونی یعنی مجھے کچہ اوڑہاؤ تب حق تعالیٰ نے وحی بھیجی یا ایھا المدثر قم فانذر
الاآیہ فصل بارہ سے اسکو کیا تعلق

تاریخ ہجری کی بنا

تاریخ ہجری کا شمار ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے جو مکہ سے مدینہ
کو ہوئی اس تاریخ کا مدار چاند دیکھنے پر ہے اسمین کچہ حساب کو دخل نہین تمام اہل اسلام
کا اسپر عمل ہے اسلام مین جو ہجرت مبدء تاریخ قرار دیگئی اسکی وجہ یہ ہے کہ بروایت
میمون بن مہران ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین ایک تحریر پیش ہوئی
جسمین شعبان کی تاریخ درج تھی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس سے کون سا شعبان
مراد ہے۔ یہی شعبان کا مہینا جو موجود ہے یا جو اسکے بعد ہے چونکہ یہ امر قابل
اصلاح تھا مشورہ کے لیے صحابہ کو جمع کیا۔ مشورہ مین یہ قرار پایا کہ اس باب مین فارس
کا طرز دریافت کرنا چاہیئے۔ ہرمزان سے جو مسلمان ہو گئے تھے اس باب مین
پوچھا گیا۔ انہون نے کہا کہ ہمارے ملک مین ماہ و روز کا حساب ہے اس سے
اور دونون کے حساب ہوتے ہین پہر ہرمزان نے تاریخ فارس کی مفصلاً کیفیت بیان
کی۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ فارس مین اسکے استعمال کا یہ ڈھنگ ہے اور روم مین یہ طریقہ
ہے حضرت عمرؓ کو تاریخ کی تقرر کی ضرورت ثابت ہو گئی۔ اور حکم دیا کہ تاریخ قرار دیجاوے
تاکہ اوس تاریخ کا رواج دیا جاوے۔ بعضون نے کہا کہ تاریخ روم عمدہ ہے۔ وہ لوگ

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما النسی زیادۃ فی الکفر نتائج الافہام مین علامہ آفندی سنے اسکا جواب مجمل طور پر چھوڑ دیا ہے واقعی اس دلیل پر نقض وارد نہین ہوتا تیسری دلیل کسی کا شعر ہے ع

مابین دورا لشمس والہلال ٭ یجمعہ جمعا لدی الاجمال

حتی یتیم الشہر بالکمال اسکا جواب نتائج الافہام مین علامہ آفندی سنے یون دیا ہے کہ عرب کے کلام سے یہ بات نہین ثابت ہوتی ہے کہ وہ کبیسہ کا استعمال کرتے تھے۔ اسلئے کہ نسی کے معنی تاخیر بزرگی شہر محرم کی ہے غیر محرم کی طرف۔ چنانچہ مفسرین ونحوئین سنے لکہا ہے۔

یہ شعر فقیم کی طرف نسبت کیا گیا ہے مگر چونکہ فقیم کا نام نہین ہے تو یہ احتمال ہے کہ کسی یہودی عرب کے حق مین کہا گیا ہو۔ جو سنہ شمسیہ قمریہ کا استعمال کرتے ہین یہ جواب بہی مخدوش ہے یہود مین تو ہمیشہ سے کبیسہ کا عمل جاری تہا یہود کے طریقہ کے بیان کرنے کی ضرورت کیا تہی۔ البتہ چونکہ عرب مین یہ طریقہ رائج ہو گیا تہا اور اسکا بہت کچھ اہتمام ملحوظ تہا اس سلئے شاعر نے اس شعر مین اس کا ذکر کیا بڑے تعجب کا امر یہ ہے کہ صاحب نتائج الافہام سنے یا ایہا المدثر قم فانذر سے اسپر استدلال کیا ہے کہ عرب مین محض تاریخ قمری مستعمل تہی اس لئے کہ اس آیت مین شدت برد کا ذکر ہے میرے خیال مین اس آیت سے مدعا ہرگز ثابت نہین ہو سکتا۔ شدت برودت سال قمری و شمسی مین یکسان ہوتی ہے سوا اسکے جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زمانہ قرب وحی مین مین ایک راہ سر جاتا تہا کہ ناگاہ مین نے ایک آواز سنی آسمان

پہلا جواب خطبہ ۱۰ ذیحجہ یوم حج الوداع کو بخاری نے پانچ طریقہ مختلف سے
روایت کیا ہے ان روایتون سے ایک روایت مین الا ان الزمان الا ہے
چار روایتون مین یہ عبارت نہین ہے جس حدیث مین یہ عبارت ہے اوسکی روایت
مین عبد الرحمن بن ابی بکرہ ہین انکو بخاری نے ایک جگہہ لکھا ہے کہ ان کے
ثقہ ہونے پر اطمینان نہین ہے۔ راوی کے غیر ثقہ ہونے سے صحت حدیث
پر اطمینان نہین ہوسکتا۔ میرے **خیال مین** یہ اعتراض قوی نہین ہے
بخاری کی عبارت نقل کرنی تہی مقدمہ فتح الباری عسقلانی میزان الاعتدال ذہبی مین ابن
ابی بکرہ کو غیر ثقہ نہین لکہا ہے سوا اسکے اس حدیث کی روایت دوسرے
طرق سے بہی آئی ہے فتح الباری مین ہے و وقع فی حدیث ابن عمر عند ابن مردویہ
ان الزمان قد استدار فہو الیوم کہیئۃ یوم خلق اللہ السموات والارض **دوسرا جواب**
سنہ حجۃ الوداع مین یہود کا سنہ و مہینا بہی آخر مین ہوا تہا محرم اور نیسان مطابق
پڑ گئے تہے۔ جسطرح عرب مین محرم اوّل سنہ ہے اسی طور پر نیسان اوّل سنہ
یہود ہے حضرت اسحٰق و اسمٰعیل حضرت ابراہیم کی طرح قمریہ مبہمہ کا استعمال کرتے تہے
بنی اسرائیل نے کبیسہ کی بیخ نکالی۔ مگر سنہ قمریہ مبہمہ ابنا ابراہیم مین خصوصاً ابنا
حضرت اسمٰعیل مین رائج رہا۔ جب سنہ حج الوداع مین حسب اتفاق دونون
سال عرب و یہود کے برابر ہوگئی۔ تو ایسا ہوا کہ گویا کبیسہ ہوا نہین اسلئے آپ نے
فرمایا ان الزمان قد استدار الخ **یہ جواب بہی مخدوش ہے** اگر یہود
کا سنہ و مہینا بہی آخر مین پڑا تو اس سے یہ بات کہان سے معلوم ہوئی کہ عرب
مین کبیسہ کا طریقہ نہ تہا مختلف طور سے ثابت ہے کہ عرب مین کبیسہ کا رواج تہا۔

وازدادوا تسعا مفسرین کہتے ہین کہ یہ زیادہ باعتبار ماہ ہلالی کے ہے جو شمسی پر بڑھا ہے۔ کبیسہ اصطلاح مین گیارہ روز بادبالا کو کہتے ہین جو بمقابلہ شمسی کے سال قمری مین ہر سال زیادہ ہوتے ہین۔ اور اکٹھا کرکے تیسرے سال سال قمری کو تیرہ مہینے کردیتے ہین۔ تاکہ اِن دونون مین تطبیق ہوجاوے۔ ہندی مین اسکو لوند کا مہینا کہتے ہین۔ عمل کبیسہ سے حج کا وقت معین ہوگیا تھا۔ جو ایک ہی فصل مین ہوتا تھا۔ اِس سے تجارت کو بہت نفع پہونچا لوگون کو حج کے آنے مین آسانی ہوگئی فصل کی دقتین زائل ہوگئین۔ مصالح دنیوی کے لحاظ سے اگرچہ کبیسہ مفید ٹہیرا مگر اس سے حکم الٰہی بدل گیا تھا حج کا مہینا خاص ذیحجہ ہے اِس عمل کبیسہ نے اِس خصوصیت کو باطل کردیا تھا اِسلیے حق تعالیٰ جل شانہ نے اسکو باطل ٹھہرایا۔ اور فرمایا۔ ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھراً یعنی شمار مہینون کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ مہینے ہین۔ حق تعالیٰ جل شانہ نے قمری سال کا کئی آیتون مین حکم فرمایا ہے ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب اِس آیت مین تقدیر منازل علت سنین وحساب ہے۔ اور فرماتا ہے یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج جب شہور ناس وحج کے مواقیت ہین تو عمل کبیسہ سے اسکا ابطال حکم الٰہی کے خلاف ہوگا عرب کے عمل کبیسہ پر متعدد دلائل ہین۔ پہلی دلیل مروی ہے ان الزمان قد استدار کھیئۃ یوم خلق اللہ السموٰت والارض نتائج الافہام فی تقویم العرب قبل الاسلام وفی تحقیق مولد النبی وعمرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مین اِسکے دو جواب دیے گئے ہین۔

مین ایک مہینا محرم کا بڑہ گیا تو ہر مہینے کے نام بدل گئے۔ دوسرے نسی کی یہ صورت ہوئی کہ صفر بڑہایا گیا۔ اور ربیع الاول کا نام صفر رکہا گیا۔ اسی طور پر ربیع الثانی کا نام بہی صفر رکہا گیا۔ اِس نسی سے اور بہی ایر ہیر ہوا۔ عرب کا یہ طریقہ تہا کہ نسی کے دورون کو شمار کرتے تہے۔ اور اِس سے زمانہ کا اندازہ کرتے تہے۔ اور یہ کہتے تہے کہ سن نے اِس زمانہ سے اِس زمانہ تک اِس قدر دورہ کیا۔ چونکہ سن شمسی مین بہی کچہہ کسر نکلتی ہے۔ اور اِسکی وجہ سے مہینے اور فصول مین کچہہ اختلاف واقع ہوتا ہے۔ اِسکی اصلاح کے لیئے عرب کو ایک دوسرے کبیسہ کی ضرورت پڑتی تہی۔ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت فرمایا۔ اِس زمانہ مین نسی کا طریقہ جاری تہا۔ شعبان کا مہینا محرم ہو گیا تہا۔ اور رمضان کا مہینا صفر انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتظار فرمایا۔ اور حجۃ الوداع کے خطبہ مین یہ ارشاد کیا کہ اب زمانہ اِس حالت پر اگیا جس طور پر اللہ تعالی نے آسمانون وزمین کو پیدا کیا۔ یعنی مہینے اپنی جگہہ پر عود کر آئے۔ اور عرب کا فعل جو کبیسہ کا تہا وہ زائل ہوگیا۔ پہر کبیسہ حرام کیا گیا۔ اور اپنے طریقہ پر سن اور مہینے کی حالت چہوڑ دی گئی حجۃ الوداع کو اسی وجہ سے حج اتوم کہتے تہے۔ کبیس کہتے ہین مٹی سے کنوان بند کرنے کو بیہقی از ہر اللغۃ مین لکہتے ہین کہ کبیس کہتے ہین گریبان مین سر ڈالنے کو معانی لغوی و اصطلاحی مین مناسبت ظاہر ہے ایام کو بڑہا کے سال شمسی کے برابر کرنا ایسا ہی ہے جیسے گریبان مین سر ڈال کے برابر کرین یا مٹی کوئین مین ڈال کے اوسکو زمین کے برابر کرین۔ کبیسہ کا عمل قدیم الایام سے چلا آتا ہے۔ حق تعالی جل شانہ فرماتا ہے ولبثوا فی کہفہم ثلث مائۃ سنین۔

صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے مدینہ کو تشریف لائے تو اس دور کا سولوان سال تہا اور اسکا پہلا مہینا سنہ کا شعبان تہا۔ اور آخر مہینا سن کا جسمین حج ہوا رجب تہا چنانچہ عرب اس بات کو یاد رکہتے تہے۔ ایسا نہ تہا کہ اس دور کو بالکل فراموش کر گئے ہون جب تیئسوان٢٣ سن ہوا اور اوّل مہینا ذی الحجہ پڑا یہ سن (٩) ہجری تہا جسمین مکہ فتح ہوا۔ تاریخ مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہین کہ تیرہوین رات رمضان کی تہی اور بعضے ستروین رات کہتے ہین۔ اس سال حج نہوا۔ اس لیے کہ حج ذیقعدہ مین پڑا۔ جب چوبیسوان سنہ ہوا۔ اور دورہ محرم کو پہونچا یا اور محرم پہلا مہینہ سن کا پڑا۔ یہ سن دس ہجری تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ کو تشریف لائے اور آپ نے دسوین ذی الحجہ کو حج کیا۔ اسی حج کا نام حجۃ الوداع ہے حجۃ الوداع مین آپ نے ایک بلیغ خطبہ پڑہا۔ اور اللہ تعالی کے حکم کی تبلیغ کی اور خطبہ مین فرمایا کہ اسوقت زمانہ گہوم پہر کر اپنے اس ہیئت پر آگیا جس پر اللہ تعالی نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مہینون کے نام اوسی حالت پر عود کر آئی جو پہلے زمانہ مین تہی۔ جب مرکز اصلی پر زمانہ آگیا۔ آپ نے نسی کی ممانعت کی اور نسی حرام ہوگئی تاکہ پہر گڈ مڈ نہو اور حج اپنے غیر محل مین واقع نہو اب سن اور مہینے مین شمسی التزام نرہا۔ اب مہینے فصول اربعہ مین پڑنے لگے ایک مہینا جو ایک سال مین ربیع مین پڑتا تہا وہی دوسرے سال مین صیف مین آگیا پہر کسی سال مین خریف مین پہر شتا مین چنانچہ آج تک یہی دستور چلا آتا ہے سب سے پہلے نسی یعنی زیادتی جو عمل کبیسہ سے ہوئی۔ اسمین محرم بڑہا دیا گیا اور صفر کے مہینے کا نام محرم رکہا گیا۔ اور ربیع الاوّل کا نام صفر ربیع الثانی کا نام ربیع الاول۔ غرض جب سنہ

حجۃ الوداع مین زمانہ اپنی حالت پر آگیا اور کبیسہ سے ممانعت کی

نہ کی بلکہ بعض امور مین مخالفت کی یہود کا یہ طریقہ تہا کہ (۱۹) سنہ قمریہ کو سات مہینے قمری سے کبیسہ کرتے تہے اس سے (۱۹) شمسی ہو جاتے تہے - عرب (۲۴) سنہ قمریہ کو (۱۲) مہینے قمری بڑہاتے تہے عرب نے اِسکے لئے قبیلہ کنانہ سے ایک شخص کو منتخب کیا جس کا نام قلمس تہا اونکے اولاد کو مقلامسہ کہتے تہے اور نساۃ بہی کہتے تہے (قلمس اوس دریا کو کہتے ہین جسمین پانی زیادہ ہو چونکہ قلمس عرب مین بڑا لائق شخص تہا اِسلئے یہ لقب رکہا گیا) اوسکی اولاد مین ابو ثمامہ جنادہ بن عوف بن امیہ بن قلع بن خدیفہ ہوئے - قلمس کا یہ دستور تہا کہ موسم حج مین حج ہونے کے وقت عرفات مین خطبہ پڑہتا تہا جب ذی الحجہ مین حج واقع ہوتا تہا تو اِس سے شروع کرتا تہا اور محرم مین نسی کرتا تہا اور محرم کو بارہ مہینون مین شمار نہین کرتا تہا اور سن کا پہلا مہینا صفر ٹہیراتا تہا - اب محرم آخر مہینا سن کا ہو گیا - بجائے ذی الحجہ کے اِس محرم مین ذی الحجہ سمجہکر حج ہوتا تہا محرم مین دو مرتبہ حج ہوتا تہا دونون مرتبہ صفر پہلا مہینا سال کا سمجہا جاتا تہا - پہر تیسرے سال حج کے بعد موسم حج مین خطبہ پڑہتا تہا - اِس وقت صفر مین نسی ہوتی تہی - اب صفر کے مہینے مین دو سال حج ہوتا تہا اور صفر اِن دونون سالون کا آخر مہینا ہوتا تہا - اور ربیع الاول سال کا پہلا مہینا پہر ہر دو سال کے بعد یہی عمل ہوتا تہا - یہانتک کہ تیئسوین[۲۳] سن کا پہلا مہینا ذی الحجہ پڑتا تہا - اور اِسکا نام محرم رکہا جاتا تہا - اِن دونون سنون کا حج ایسے مہینے مین پڑتا تہا جو اِن سنون کا آخر ہوتا تہا - یعنی ذی قعدہ - پہر چہبیوین سال کا اوّل مہینا محرم ہوتا تہا اب حج ذی الحجہ مین پڑتا تہا اِسوقت دورہ اپنی حالت اولی پر رجوع کرتا تہا - عرب کا معمول تہا کہ ہر دو سن کو پچیس مہینے قرار دیتے تہے آنحضرت ؐ

قلمس کا عمل کبیسہ سال کا کرتا تہا

ایام جاہلیت مین عرب کے سنہ قمری کا طریقہ

اس امر کا خوب پتا نہین لگتا ہے کہ عرب مین جنکا شعار بت پرستی تہا سنہ کا کیا طریقہ تہا۔ مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ سن قمری شمسی رائج تہا مفسرین۔ محدثین ایمہ لغت کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ قمریہ مبہمہ کا رواج تہا۔ یہ اختلاف کچہہ مسلمانون ہی مین نہین ہے بلکہ مورخین نصاری مین بہی پایا جاتا ہے یوکوک غیبولس وغیرہ مورخین کے قول کو پسند کرتے ہین۔ دوساسی وغیرہ جزم کرتے ہین کہ عرب نے عموماً و اہل مکہ نے خصوصاً اپنے حساب مین سوا تقویم قمری کے قمری شمسی کا حساب نہ کیا۔

عرب ایام جاہلیت مین رویت ہلال پر سنہ کا مدار رکہتے تہے جیسا کہ اس وقت مسلمانون مین رائج ہے۔ ان کا دستور تہا کہ دسوین ذی حجہ کو حج کرتے تہے۔ چونکہ سنہ قمری انکے یہان مستعمل تہا تو حج کے ایام ایک فصل مین نہین پڑتے تہے بلکہ اسمین اختلاف واقع ہوتا تہا کبہی گرمی مین حج ہوتا تہا کبہی جاڑے مین کبہی ربیع کبہی خریف مین اسکی وجہ یہ تہی کہ سنہ شمسی و قمری مین فرق پڑتا تہا۔ سنہ شمسی بڑہ جاتا تہا عرب نے یہ چاہا کہ حج کے دن ایسی فصل مین واقع ہون جن مین انکی تجارت ہوتی ہے ہوا بہی اوسوقت معتدل ہو نہ گرمی زیادہ ہو نہ سردی۔ درخت لہلہاتے ہون گہانس ادگی ہو۔ تاکہ حاجی مسافرت مین تکلیف نہ اٹہائین اور آرام پانے سے حاجیون کی تعداد بہی بڑہتی جاوے۔ اس خیال سے عرب نے یہود سے کبیسہ کا عمل اڑایا۔ پہر اسکا نام نسی رکہا۔ مگر ہر امر مین یہود کی تقلید

ایام جاہلیت مین عرب کے سنہ قمری کا طریقہ

تاریکی مرتبہ مین روشنی پر مقدم ہے روشنی ایسی چیز ہے جو ظلمت پر طاری ہوتی ہے جب ظلمت مقدم ہوئی تو رات مقدم سمجھی جائیگی - روم - فارس - دن کو اِس وجہ سے مقدم خیال کرتے ہین کہ وہ ماہ و سال کا مدار قمر پر نہین خیال کرتے اور یہ دلیل پیش کرتے ہین کہ نور وجودی ہے ظلمت عدمی اور وجودی عدمی پر مقدم ہوتا ہے اِن کے نزدیک طلوع شمس سے طلوع تک یوم بلیلہ ہے - اہل تنجم کے نزدیک جب آفتاب نصف النہار سے پہر نصف النہار کو پہونچے تو یوم بلیلہ ہوگا - تو ان کے نزدیک ابتدا نصف النہار سے ہوئی اور دوسرے دن کے نصف النہار کو ختم ہوگیا - چونکہ بہ سبب اختلاف حرکت شمس کے دن رات چھوٹی بڑی ہوا کرتی ہین - تو اس سے رات دن مین تعدیل ہوجاتی ہر مطلقاً تفاوت نہین رہتا - فقہا اول نہار کو طلوع فجر و آخر نہار کو غروب آفتاب قرار دیتے ہین - تاکہ روزہ حسب امر الٰہی رکہا جاوے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل - مگر یہان یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اِس آیت مین روزے کی ابتدا و انتہا بتائی گئی ہے - اِسکا یہ منشا نہین ہے کہ واقع مین دن کی ابتدا روہ سفیدی ہے جو نمودار ہو - پہلے بعد عشا کے کہانا پینا روزے مین منع تہا اِسکے بعد آیۃ ثم اتموا الصیام الی اللیل نازل ہوئی تو زمانہ سابق مین کسی کو یہ خیال نہوتا تہا کہ روزہ تمام دن و بعض اجزاے شب مین ہوتا ہے - پہر یہ بہی مشکل واقع ہوتی ہے کہ اگر یہ سفیدی - ابتدا رنہار ہو تو اسکی انتہا غروب شفق قرار پانی چاہیے - چنانچہ بعضے شیعہ اِسکے قائل ہین -

جل شانہ فرماتا ہے ولیمحص اللہ الذین آمنوا (۴) سنتہ الترفیہ (۵) سنتہ الزلزال (۶) سنتہ الاستیناس (۷) سنتہ الاستقلاب (۸) سنتہ الاستوار (۹) سنتہ البرارت (۱۰) سنتہ الوداع۔

سال۔ رات۔ دن کسے کہتے ہین

جب آفتاب فلک بروج مین خلاف حرکت کل کے دورہ کرکے اوس نقطہ پر پہونچے جہان سے اوسکا دورہ شروع ہوا تو اسکو سال کہتے ہین۔

جاننا چاہیئے کہ سال و ماہ و روز کا مدار حرکات آفتاب و ماہتاب پر ہے۔ ماہتاب کی حرکت سیریع ہے آفتاب کی بطی۔ بارہ دورے ماہتاب کے (۳۵۴) دن (۸) ساعت (۴۸) دقیقہ مین ہوتے ہین۔ ایک دورہ آفتاب کا۔ (۳۶۵) دنون (۵) ساعت ۴۹ دقیقہ مین تقریبا ہوتا ہے (۱۰) روز (۲۱) ساعت (۱) دقیقہ کا ان مین فرق ہوتا ہے (۱۲) دورہ ماہتاب کو سال قمری کہتے ہین اور (۱) دورہ آفتاب کو سال شمسی۔ اہل شرع مہینے کا حساب چاند دیکھنے کی تاریخ سے دوسرے چاند تک کرتے ہین۔ اہل شرع کے نزدیک کوئی مہینا (۳۰) دنون سے بڑا اور (۲۹) دنون سے کم نہین ہوتا۔

عرب کے نزدیک جب آفتاب دائرہ افق پر آلے تو غروب آفتاب سے دوسرے غروب تک یوم بلیلہ ہوگا۔ چونکہ عرب نے رویت ہلال پر مدار ماہ و سال کا رکھا ہی اور چاند بعد غروب آفتاب کے نظر آتا ہے اور یہی ابتدا مہینے کی قرار دیجاتی ہے اس لئے عرب کے نزدیک رات دن پر مقدم ہوگی۔ عرب کے دلائل یہ ہین کہ

کو اللہ تعالیٰ کی توفیق معین تھی اونھون نے بت پرستی کا ارتکاب نہ کیا بلکہ انکی نسل
حرام سے منع کرتے رہے چنانچہ قصی جد رسول اللہ صلعم عرب کو بتون کی عبادت
سے منع کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لوگون کو ہدایت کرتے
تھے۔ اسی طرح زید بن عمرو بن نفیل جب کعب بن لوی مرے تو یہ واقعہ بڑا
سمجھا گیا اور یہی تاریخ قرار دی گئی پھر ملوک حمیر نے خانۂ کعبہ کا غلاف وغیرہ
بھیجا تھا بنو یربوع نے اوسے لوٹ لیا اِس سے بڑا غدر برپا ہو گیا تو عام الغدر
تاریخ قرار پائی پھر حبب حبشہ نے ہاتھیون سے خانۂ کعبہ پر چڑھائی کی جنکو اللہ تعالیٰ
نے تباہ کیا۔ تاریخ عام الفیل کا رواج ہوا۔ قبل اسلام کے قریش مین اسی کا
رواج تھا۔ عرب کا یہ طریقہ تھا کہ جس قوم مین کوئی بڑا واقعہ ہوتا تھا تو اِس واقعہ کی بنا پر
اپنی تاریخ قایم کرتے تھے۔ اِس قسم کے بہت سی تاریخین عرب مین تھین۔ جیسے
یوم الفجار۔ حلف الفضول۔ سوا اسکے اوس وخزرج کی لڑائیان وغیرہ وغیرہ
قریش کی آخیر تاریخ وفات ہشام بن مغیرہ تھی۔ موت کعب بن لوی و عام غدر
مین (۵۲۰) سال کا فاصلہ تھا۔ عام غدر و عام فیل مین (۱۱۰) سال کا واقعہ فیل سے
(۵۰) دن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ولادت سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم و عام الفجار مین (۲۰) سال کا فاصلہ تھا۔ عام فجار و بنار کعبہ مین (۱۵)
سال کا بنار کعبہ و بعثت مین (۵) سال۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین
تاریخ کا رواج نہ تھا۔ بعد ہجرت کے زمانہ وفات تک ہر ہر سال کے ایک ایک
نام رکھتے تھے (۱) سنتہ الاذن۔ اِس سنہ مین ہجرت کا حکم ہوا (۲) سنتہ الامر
اس سنہ مین قتال کا حکم ہوا (۳) سنتہ التمحیص۔ اِس سنہ مین آزمایش ہوئی حق تعالےٰ

عرب کی تاریخ

اور اونکو اپنا معبود سمجھنے لگے۔ بت کی صورتین مختلف بنائین علت اولیٰ عقل مربع۔ سیاست مطلقہ۔ نفس کی شکلین گول گول بنائین۔ زحل کی شکل مسدس مشتری کی شکل مثلث۔ مریخ کی شکل مستطیل۔ شمس کی شکل مربع۔ زہرا کی مثلث مگر اوسکے جوف مین مربع بنایا۔ عطارد کی شکل مثلث مگر اوسکے جوف مین مستطیل بنایا۔ قمر کی شکل مثمن۔ عمرو بن ربیعہ مشہور بعمرو بن لحی جب قوم عرب مین افسر قرار پایا اور خانہ کعبہ کی تولیت اِس سے متعلق ہوئی۔ اتفاقاً اُس کو بلقار کا سفر درپیش ہوا۔ جب یہ وہان پہونچا تو دیکھا کہ لوگ بتون کو پوج رہے ہین اون سے اِن بتون کا حال پوچھا لوگون نے جواب دیا کہ یہ وہ اشکال ہین کہ جب اِن سے ہم مدد مانگتے ہین تو یہ ہماری مدد کرتے ہین جب اِن سے ہم بارش چاہتے ہین تو یہ مینہہ برساتے ہین۔ عمرو بن لحی کے دل مین اسکا اثر پڑگیا اور اسنے اسکو باور سمجھ کے اون سے ایک بت مانگا اہل بلقار نے ھُبَل کو دیا۔ عمرو بن لحی اسکو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر اپنے ساتھ مکہ کو لایا اور اسکو خانہ کعبہ مین نصب کیا اور اہل عرب کو بُلا کے ھبل کی تعظیم کی طرف دعوت دی۔ اِس سے عرب مین بت پرستی شروع ہوگئی۔ اور ہبل کو پوجنے لگے۔ پھر قبائل عرب مین جدا جدا بت بن گئے۔ (دومۃ الجندل مین قبیلہ کلب کے لئے۔ سواع بنی ہذیل کے لئے۔ یغوث بنی مذحج کے لئے۔ یعوق۔ ہمدان کے لئے۔ نسر ارض حمیر مین ذی الکلاع کے لئے۔ لات طایف مین ثقیف کے لئے منات یثرب مین خزرج کے لئے۔ عزی کنانہ کے لئے نواحی مکہ مین اساف و نائلہ صفا و مروہ پر غرض جدہر دیکھئے بت ہی بت تھے جنکی عباوت پر قبائل اڑی تھی مگر جن لوگون

بتان علاقہ یونان
ہبل کا کعبہ مین آنا۔

موزون نہ تہا اسلئے طوفان مبدر تاریخ قرار پایا اِس تاریخ کا رواج حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ تک رہا - چونکہ حضرت ابراہیم کے زمانہ مین یہ حادثہ بہت بڑا ہوا کہ نمرود نے حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالا - اور اللہ تعالیٰ نے اپنی حمایت سے اپنے پیارے نبی کو اِس بلا سے محفوظ رکہا تو اِس زمانہ مین یہ واقعہ جو سب کی نظرون سے گذرا تہا بہت بڑا واقعہ قرار پایا جب اولاد و احفاد حضرت ابراہیم کی بکثرت ہوگئی - ابتدائً تو سب نے واقعہ نار کو مبدر تاریخ قرار دیا مگر اِسکے بعد اختلاف ہوا - حضرت اسحاق کی اولاد نے واقعہ نار سے حضرت یوسف علیہ السلام کی بعثت تک اور حضرت یوسف علیہ السلام کی بعثت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعثت سے ملک سلیمان تک اور ملک سلیمان سے بعثت حضرت عیسیٰ تک اور بعثت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعثت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تاریخ قرار دیے - حضرت اسمٰعیل کی اولاد نے واقعہ نار سے بنار کعبہ تک جسکو حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ نے بنایا تہا - پہر جب قوم مکہ سے نکلی تو اِس واقعہ کو عظیم سمجہہ کے اپنے خروج کی تاریخ قرار دیا - اور جو کچہہ حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد مکہ مین باقی رہگئی اوسنے خروج سعد و نہد جہنیہ کو تاریخ ٹہیرایا - پہر ایک مدت کے بعد ریاست عمرو بن ربیعہ کو تاریخ بنایا یہ وہ شخص ہے جسنے اپنی جد و جہد سے عرب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین مین فساد پہیلایا - شہر بلقار سے ہُبَل بت کو اوٹہا لایا - اور عرب مین عبادت اصنام کو رواج دیا - اسکی کیفیت یہ ہے کہ قبل خروج سکندر کے اہل یونان نے اشکال مختلفہ کے بت بنا کے اوسکی عبادت شروع کردی

ہے اور ہر زمانے کی حالت معلوم ہوتی ہے اِس لئے ہر زمانہ مین تاریخ
کا رواج رہا-

پہلے زمانے کی تاریخ

پہلے زمانہ کی تاریخ

چونکہ تاریخ ایسی چیز ہے جسکی ضرورت ہر زمانہ مین داعی ہوتی ہے - اِسلئے کوئی
زمانہ ایسا نہ گذرا ہوگا جسمین اسکا رواج نہ رہا ہو- جب آدم علیہ السلام بہشت سے
دنیا مین آئے اور اونکی اولاد پہیل گئی - اونہون نے اوس روز کو تاریخ قرار دیا
جسمین آدمؑ نے بہشت سے نکل کے عالم دنیا مین اپنا قدم رکہا تہا یہ پہلی تاریخ
تہی جسکو اولاد آدم علیہ السلام نے اپنی طبیعت سے استخراج کیا- اوس زمانہ مین اِس
سے بڑہکر کوئی واقعہ نہ تہا جو تاریخ کے لئے ٹہیرایا جاتا - اِسی وجہ سے دنیا کی پوری
تاریخ کا حساب کیا جاتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک اِس تاریخ
کا رواج رہا- حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ مین چونکہ احکام سابق مین تغیر
ہوگیا اور یہ اولوالعزم پیغمبر تہے اِس لئے بعثت نوح علیہ السلام تاریخ قرار پائی
جب واقعہ طوفان کا ہوا - جس قدر لوگ زمین پر تہے وہ ہلاک ہو گئے- صرف
نوح علیہ السلام اور اونکی اولاد اور چند اشخاص اونکے ساتہ کشتی مین رہنے سے
صدمۂ طوفان سے محفوظ رہے اوسوقت نوح علیہ السلام نے زمین کے تین
حصے کر کے اپنی اولاد پر تقسیم کر دیے - سام کو بیت المقدس و نیل و فرات و دجلہ
و سیحان و جیحان وغیرہ دیا - حام کو حصّہ غربی نیل کا - اور اوسکے پرے یافث
کو- اوسوقت چونکہ طوفان ایسا بڑا واقعہ تہا- جس سے بڑہ کر کوئی واقعہ اِسکے لئے

بدون تاریخ کے نہین چلتا - اوسی طرح دینی کام بدون مدد تاریخ کے نہین چلتے - دنیاوی امور کی طرف جو تاریخ کی ضرورت واقع ہوتی ہے اوسکی نسبت نہ صرف تجربہ شاہد ہے بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے - یاایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمے فاکتبوہ دستاویزون مین مدت لکھی جاتی ہے کہ فلان تاریخ کو یہ رقم لی گئی یا فلان تاریخ کو یہ رقم ادا کی جاسے گی تو لامحالہ تاریخ لکھنے کی ضرورت پڑی - اسی طرح بہت سے امور دنیاوی ہین جنمین تاریخ لکھی جاتی ہے دینی ضرورت یہ ہے کہ مشایخ درردرت کی تاریخ وفات و تاریخ تولد جانچنے سے جھوٹے سچے مین امتیاز ہوتا ہے - سفیان ثوری فرماتے ہین کہ جب راویون نے جھوٹ بولنے شروع کیا - تو اوسکی جانچ کے لئے ہم نے تاریخ کا استعمال شروع کیا - اصل امر یہ ہے کہ جب کسی شیخ پر کذب کی تہمت لگائی جاتی ہے تو وہان یہ دیکھا جاتا ہے کہ شیخ مین اور اس کے استاد مین معاصرت تھی یا نہین - اور ان دونون کی تاریخ تولد و تاریخ انتقال پر نظر ڈالی جاتی ہے - اگر معاصرت نہین ثابت ہوتی ہے تو وہ روایت غلط سمجھی جاتی ہے - مثلاً زید سنہ ۱۰۰ ہجری مین مرا اور عمرو سنہ ۱۰۱ مین پیدا ہوا - اور عمرو نے یہ دعوی کیا کہ مین نے زید سے یہ حدیث سنی ہے تو بلحاظ سنہ وفات کے کبھی یہ روایت عمرو کی سچی نہ سمجھی جاوے گی بلکہ یہ کہا جاوے گا کہ عمرو تو بعد انتقال زید کے پیدا ہوا - اسنے زید کے زمانہ کو نہین پایا پھر یہ روایت کیونکر صحیح ہوگی - جھوٹے سچون کے لئے تاریخ کسوٹی کا کام دیتی ہے سوا اسکے تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کون شخص کس زمانہ مین تھا یا مرا یا کون چیز کس زمانہ مین بنی یا خراب ہوئی اس سے ہر ہر زمانے کی تعین ہوئی

اغراض دنیوی مین تاریخ کی ضرورت ۱۲

مقاصد دینی مین تاریخ کی ضرورت اصلی ۱۲

تک (٧٠٠٠) سے نہ بڑہیگی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر سنہ ٦٠٠٠ مین مبعوث ہوئے ہین - دجال صدی کے شروع مین نکلے گا حضرت عیسیٰ اوسے قتل کرینگے - اور (٤٠) سال دنیا مین رہین گے اور آفتاب جب مغرب سے نکلے گا تو اسکے بعد (١٢٠) سال تک آدمی سے زمین آباد رہے گی او نفخہ اولی وثانیہ مین (٤٠) سال کی مدت ہوگی اس حساب سے سنہ ١٣٠ مین قیامت قائم ہونی چاہیئے - سید محمد برزنجی نے رسالہ اشاعۃ فی اشراط الساعۃ مین حساب لگا کے یہ ٹہیرایا ہے کہ دنیا کی مدت سنہ ١٤٣ تک ختم ہوجائیگی - بعض علماء کہتے ہین سنہ ١٤٠٧ کو قیامت آجائیگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فھل ینظرون الا ان تاتیھم الساعۃ بغتۃ ایک جگہ ارشاد فرماتا ہے - ولا تاتیھم الا بغتۃ بغتۃ کا عدد سنہ ١٤٠٧ ہے حساب جمل سے وہ اپنے دعوے پر استدلال کرتے ہین راقم کہتا ہے کہ یہ سب خیال بندیان ہین قیامت کا علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین ہے - اسوقت سنہ ١٣١٩ ہجری ہے لیکن ابھی قیامت کی بڑی بڑی علامتون سے کوئی علامت پائی نہین جاتی ہے - اس لئے بطور ظن کے بہی نہین کہہ سکتے کہ فلان سال مین قیامت قائم ہوگی اور قرآن شریف مین حساب جمل پر کسی حکم کا استخراج تفسیر بالرائے ہے -

قیامت کی نسبت جو کہا جاتا ہے کہ سنہ [illegible] مین ہوگی خیال بندی ہے -

تاریخ کی ضرورت

تاریخ کی ضرورت

تاریخ کے فوائد ایسے ہین جس کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا جسطرح دنیاوی امور مین تاریخ کی ضرورت پڑتی ہے اوسی طرح دینی امور مین - جسطرح دنیاوی کام

اِس پر صبر کیجیے - مسلمانون کے مسلک پر جسطرح دنیا کی ابتدا ہے اوسیطرح
اوسکی انتہا بھی ہے - انتہا اِسکی قیامت پر ہوگی - جیسے عالم اعیان عالم شہادت
تک درجہ بدرجہ نزول کرتا چلا آیا ہے اوسی طرح اِس عالم سے ترتیب وار
اوسکو سفر درپیش ہے - جب عالم فساد مین ہر چیز کی انتہا قرار پائی ہے تو یہ امر بھی
قابل تسلیم ہے کہ عالم فساد کی کشتی ایک نہ ایک دن ڈوبے گی یہی قیامت ہے -
تمام اہل کتاب خصوصاً اہل اسلام کا دارومدار قیامت کے ثبوت پر ہے -
قرآن مین تو کئی جگہ صراحت سے قیامت کا ذکر ہے اور جب سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم خاتم النبیین ہوئے تو قیامت کی یاد دلانے کی ضرورت زیادہ داعی ہوئے
اِسی وجہ سے احادیث مین اکثر قیامت کے اسباب وعلامات مذکور ہوئے
کوئی مسلمان ایسا نہو گا جو قیامت سے بے خبر ہو اور قیامت کے نام سے
نہ چونک اوٹھتا ہو - قیامت ایسی چیز ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم مین رکھا
ہے اِس امر کا علم کہ قیامت کب قایم ہوگی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہین -
اِس وجہ سے مسلمانون مین زیادہ قیامت کا مذکور ہوا کرتا ہے - جب قیامت
کے متعلق کسی کو علم نہین کہ کب قائم ہوگی تو علامات قیامت کی طرف نظر ڈالتے
ہین اور قرینہ حال سے اپنے خیال کی حد تک کہتے ہین کہ فلان سنہ مین قیامت
ہوگی - حافظ جلال الدین سیوطی رسالہ کشف فی مجاوزۃ ہذہ الامۃ عن الالف مین
لکھتے ہین کہ آثار کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والتحیہ کا زمانہ ۱۰۰۰ھ سے متجاوز ہوگا - مگر ۱۵۰۰ھ سے نہ بڑھے گا - اِس لئے
کہ کئی طرق سے مروی ہے کہ دنیا کی مدت آدم علیہ السلام سے قیام قیامت

کرتے ہین کہ یہود نے نبوت عیسیٰؑ کے انکار کے لئے سنہ گھٹا دیئے ہین اور کہتے ہین کہ وہ وقت ہی نہین آیا۔ جو توریت مین حضرت عیسیٰ کے آنے کا ہے چنانچہ یہود اوس دن کے منتظر ہین جسمین حضرت عیسیٰ مبعوث ہونگے۔

مجوس جیومرث کی بادشاہت سے ہجرۃ تک تین ہزار ایک سو اونتالیس ۳۱۳۹ سال کہتے ہین یہ لوگ جیومرث کو آدم کہتے ہین۔

ایک روز یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی خدمت مین حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آسمان و زمین کب پیدا ہوئے۔ آپنے فرمایا کہ زمین اتوار و پیر کو بنائی گئی پہاڑ سہ شنبہ کو مع انکے منافع کے۔ درخت۔ پانی۔ شہر۔ آبادی۔ ویرانہ چہارشنبہ کو پنجشنبہ کو آسمان پیدا کیا۔ ستارے۔ آفتاب۔ ماہتاب۔ فرشتے جمعہ کے اخیر کی ساعت مین پیدا کئے۔ اوران ساعات کے اول ساعت مین۔ حیات۔ وموت کی مدت پیدا کی۔ دوسری ساعت مین آفت اوس شے کی جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہین۔ تیسری ساعت مین آدم وسکونت بہشت وابلیس کو سجدہ کا حکم۔ آخر ساعت کا ذکر نہ کیا۔ یہود نے پوچھا کہ اسکے بعد کیا ہوا۔ آپ نے فرمایا ثم استوی علے العرش یہود نے کہا یہ اسوقت ٹھیک ہوتا جب اسکو پورا کرتے وہ یہ ہے کہ پھر خداوند تعالیٰ نے آرام کیا۔ آپ اسکے سننے سے غصہ ہوے اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام وما مسنا من لغوب فاصبر علے ما یقولون۔ یعنی مینے آسمان وزمین اور اسکے درمیان کی سب چیزین چھہ دن مین پیدا کین اس سے مجھکو ماندگی چھو نہ گئی یہود جو آرام لینا بیان کرتے ہین

کو اوس سے نسبت کرین۔ بعضے وقت حاضر زمان وقوع حادثہ کے لحاظ سے سمجھنے کو تاریخ کہتے ہین۔ بعض تاریخ زمان معلوم کو کہتے ہین کہ درمیان حادثۂ ظاہرہ و وقت حاضر کی ہو۔ ابوریحان بیرونی آثار باقیہ مین لکھتے ہین تاریخ مدت معلومہ کو کہتے ہین جو اول سنہ گذشتہ سے شمار کیجاوے۔ جس مین کوئی پیغمبر مبعوث ہوئے ہون یا کوئی پادشاہ عظیم الشان ہویا اوس مین کوئی امت طوفان یا زلزلہ یا خسف یا وبارِ مہلک یا قحط عام سے ہلاک ہوئی ہو۔ یا کوئی دولت ایک سے دوسرے کو منتقل ہوئی ہو۔ یا کوئی مذہب بدل ہوگیا ہو یا کوئی حادثہ آسمانی یا ارضی ایسا واقع ہوا ہو مدتون کے بعد ہوتا ہے اِن تعریفات کے الفاظ مختلف ہین مگر نتیجہ ایک ہے۔ ابوریحان بیرونی کی تعریف کا خلاصہ یہ ہے مدت معلومہ جو ایسے سنہ گذشتہ کے اول سے شمار کی جاوے جسمین کوئی بڑا واقعہ ہوا ہو۔

دنیا کی ابتدا و انتہا

دنیا کی ابتدا و انتہا

تاریخ ابن جریر طبری مین ہے بعض کہتے ہین کہ دنیا کی مدت سات ہزار برس ہے بعض چھہ ہزار برس کہتے ہین۔ یہود کا قول توراۃ سے یہ ہے کہ حضرت آدمؑ سے ہجرت تک چار ہزار چھہ سو بیالیس سال گذرے۔ یہود ہر ہر شخص و ہر ہر نبی کی ولادت وفات کی تفصیل بیان کرتے ہین۔ نصاریٰ یونانی اس کے خلاف کہتے ہین اِن کا قول ہے کہ اوس توراۃ مین جو انکے پاس ہے لکھا ہے کہ آدم سے ہجرت تک پانچہزار نوسو بانوے سال چند مہینے ہین۔ انہون نے بھی ہر ہر شخص و ہر ہر نبی کی ولادت و وفات کو ذکر کیا ہے۔ اور اس اختلاف کی جو بیان ہے

یہ ثابت کرنا چاہیئے کہ لفظ تاریخ سلب کے معنی مین مستعمل ہوا ہے یہ سماع پر موقوف ہے ایسا نہین ہے کہ جس باب مین جو صیغہ مستعمل ہو اوسکی ایک خاصیت ایک لغت مین ٹھیرائی جاوے - جب تک محاورۂ عرب عربا مین کسی صیغہ کا کسی خاصیتہ باب مین استعمال ثابت نہو یہ نہین کہہ سکتے کہ اس لفظ کے یہ معنی اس وجہ سے ہین کہ فلان باب سے ہے اور اس باب کا یہ خاصہ ہے - پہر جب تک سند پیش نہ کی جاوے اسکی تصدیق نہین کر سکتی کہ تاریخ کا مادہ ارخ ہے اور سلب وحشت مراد ہے اگر اسکو تسلیم بہی کرلین تو تاریخ کے معنی سلب بچۂ گاؤ ہونگے - سلب وحشت تو کسی طرح صحیح نہین ہوسکتی - باب تفعیل مین جب سلب کا خاصہ مستعمل ہوتا ہے تو اوس سے سلب مادہ مراد ہوتا ہے نہ آنکہ سلب غیر مادہ پہر سلب وحشت اسکے معنی کیونکر قابل تسلیم ہونگے -

اگر تاریخ تاخیر کا مقلوب ہے تو کسی لغت کی کتاب سے ثابت کرنا چاہیئے - کسی لغت کی کتاب مین یہ نہین دیکھا گیا کہ تاریخ تاخیر کا مقلوب ہے تاریخ کے معنی جو یہ لکھے گئے ہین کہ تاریخ ایک شئے کے غایت اقصیٰ کو کہتے ہین یہ معنی اصطلاحی ہین نہ لغوی - اور یہان میری بحث حقیقت لغویہ مین ہے -

ماہ وروز کا معرب جو مورخ کہا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ تاریخ اوسکا مصدر ہے یہ بہی عجیب و غریب امر ہے -

تاریخ کے معانی اصطلاحی

تاریخ کے معانی اصطلاحی مین بہی اختلاف ہے - بعض کہتے ہین تاریخ ایک روز کو کہتے ہین کہ جو زمانہ اوسکے بعد کا ہو اوس کو قبل سے نسبت کرین - بعضے تعین زمان مبدء کو تاریخ کہتے ہین کہ ازمنہ مابعد

ہوئین مسلمانون مین چونکہ سنہ ہجری رائج ہے اسلیئے مینے چاہا کہ اس باب مین ایسا رسالہ لکھا جاوے جس سے حسب ذیل امور معلوم ہون تاریخ کی حقیقت دنیا کی ابتدا و انتہا۔ سنہ ہجری کی کیفیت۔ ایام جاہلیت کے کبیسہ کا طریقہ۔ تاریخ و روز ولادت و وفات و عمر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہینے اور ایام کی تحقیق۔ مذہبی مناسک۔ بعض بعض بدعات جو مہینون مین رائج ہین۔ معظم واقعات۔ مجھے امید ہے کہ ہماری قوم اس سے نفع اٹھائیگی۔

تاریخ کی حقیقت

تاریخ کے معنی لغوی

تاریخ کے لفظ مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین عربی ہے پھر اسکے ماخوذ مین اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہین ارخ سے ماخوذ ہے۔ ارخ کہتے ہین جنگلی گائے کے بچے کو۔ گائے کے بچون مین وحشت جہالت لازمی ہے باب تفعیل کا خاصہ سلب ہے۔ چونکہ تاریخ سے ازالۂ وحشت وجہالت وقت ہوتا ہے اسلیئے یہ نام رکھا گیا۔ بعض کہتے ہین تاریخ تاخیر کا مقلوب ہے وجہ تسمیہ یہ ہے کہ تاریخ مین آخر وقت کو اول کی طرف نسبت کرتے ہین مطرزی بعض اہل لغت سے نقل کرتے ہین کہ تاریخ ایک شے کی غایت اقصی کو کہتے ہین۔ جس پر وہ شے تمام ہوتی ہے۔ محاورہ مین ہے کہ فلان اپنی قوم کی تاریخ ہے۔ یعنی اسپر اوس قوم کا شرف تمام ہوا۔ بعضے کہتے ہین کہ تاریخ لفظ عربی نہین ہے ماہ و روز کا معرب ہے تاریخ اسکا مصدر ہے میرے خیال مین یہ اقوال مخدوش ہین۔ اگر تاریخ ارخ سے ماخوذ ہے تو محاورہ عرب سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا ہزار شکر ہے کہ اوس نے چاند و سورج کو بنایا۔ انکے طلوع و غروب پر
دن۔ رات۔ مہینے۔ سال کا حساب ٹہیرایا۔ درود او سکے رسول پر جن کی
ہجرت کا سال اسلام کا سنہ قرار پایا۔ اور اونکی آل واصحاب پر جنہون نے
عام فائدہ کے لئے سن ہجری مقرر فرمایا۔ بعد حمد و صلوۃ کے فقیر حقیر
وکیل احمد سکندرپوری عرض کرتا ہے کہ تاریخ پر تمدن بنی نوع انسانی
کا مدار ہے تاریخ ایسی چیز ہے کہ بدون اسکے آدمی کے خیال مین یہ بات
نہین آسکتی کہ فلان کام کس زمانہ مین ہوا یا ہونا چاہیئے اِسی ضرورت سے زمانہ
آدم علیہ السلام مین تاریخ کی بنا پڑی قوم و ملک و سلطنت واختلاف
زبانون کے لحاظ سے جسطرح بشیتر اختلافات پائے گئے اوسیطرح
تاریخ مین بہی اختلاف واقع ہوا پہر زمانے کی روش کے ساتہہ تاریخ مین موشگافیان

صفحہ	مضمون
١٠٢	جمعہ کے فضائل .. ..
١٠٣	جمعہ مین ایک ساعت ایسی ہے جسمین دعا مستجاب ہوتی ہے .. ..
١٠٩	جمعہ کا غسل .. ..
〃	کن ایام مین کون سے کام کرنے چاہیئے .. ..
١١٠	ہفتہ کے بزرگ دن .. ..
〃	سن کے مقدس ایام .. ..
〃	ایام فاضلہ .. ..
١١١	لیالی فاضلہ .. ..
١١٥	ایام فاضلہ کے روزے .. ..
〃	ایام بیض .. ..
〃	ایسے ایام جنمین روزہ منع ہے .. ..
١١٦	ایسے ایام جنمین نفل کی نماز مکروہ ہے .. ..
〃	مہینے اور سنہ کے معظم واقعات .. ..
١٢٦	انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کے متعلق چند امور .. ..

مضمون	صفحہ

فہرست تقویم الاسلام

Vakil Ahmad Sikandarpuri

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

حمد خدائے ذوالانعام کہ درین ایام سعادت آغاز فرحت انجام رسالہ

Taqwimul Islam

تقویم الاسلام

از تصانیف فاضل علام کامل عالی مقام مرجع انام [illegible]

بہ تصحیح ذو المجد والاکرام مولوی محمد جمیل احمد سکندرپوری عم فیضہ علی الدوام
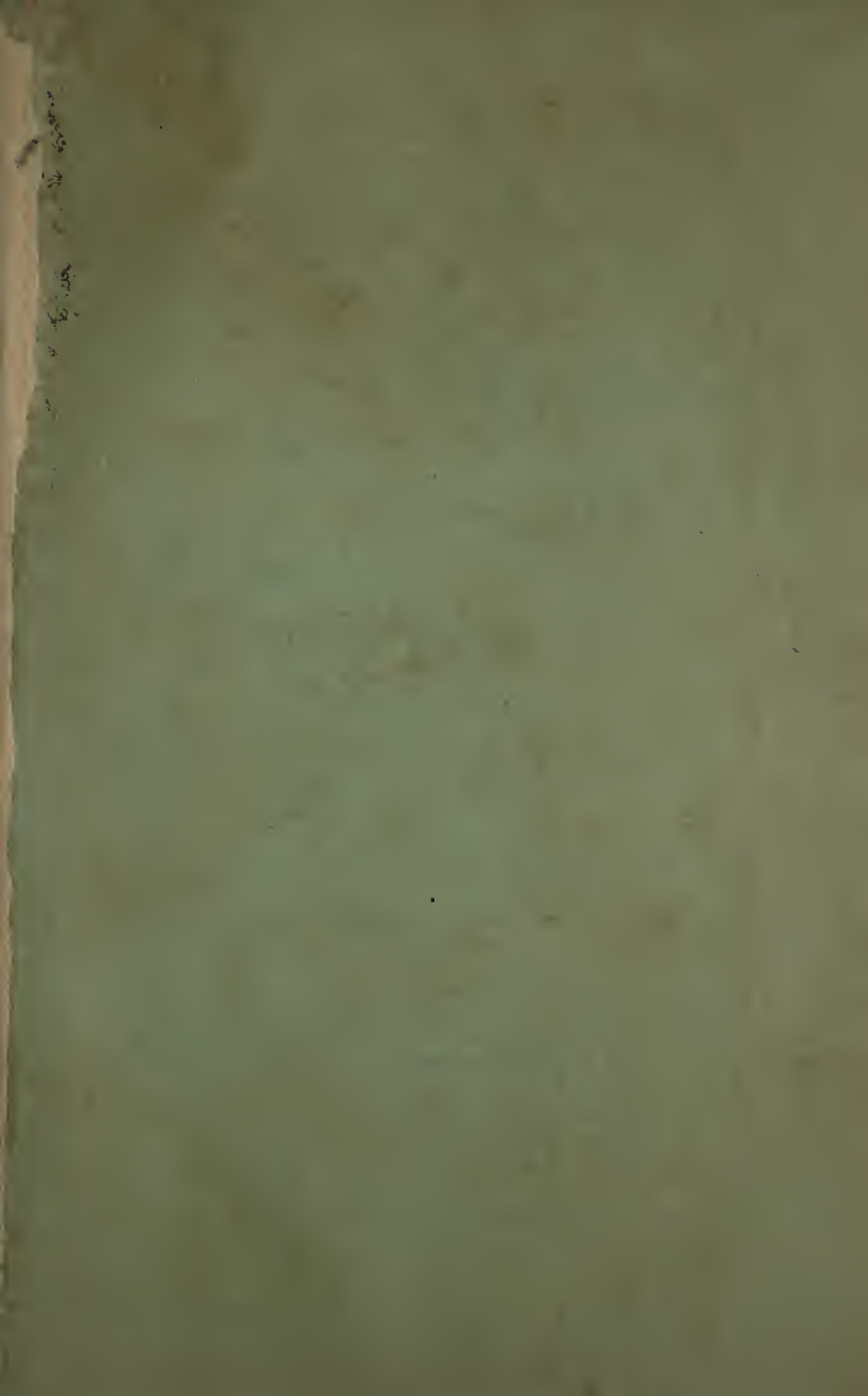
مطبع آگرہ اخبار میں چھپی

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم

حمد خدائے ذوالانعام کہ درین ایام سعادت آغاز فرحت انجام رسالہ

تقویم الاسلام

مولفہ

مولنا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری دام اللہ تعالی الی یوم القیام

باہتمام خواجہ محمد صدیق حسین

مطبع اگرہ اخبار میں چھپی

مجید حسین جلال اکبرآبادی نوشت

اشتہار چھپائی مطبع شمسی حیدرآباد دکن

ہمارے مطبع مین ہر قسم کا کام اُردو - فارسی - عربی - ہندی وغیرہ بہت صحت و صفائی اور کفایت سے وقت معہودہ پر طبع ہوتا ہے کتابین نقشہ جات سرکاری دفاتر کے کاغذات - کروڑگیری یعنی میونسپلٹی کے فارم - رقعہ - کارڈ وغیرہ - سنہری روپہلی - سرخ - سبز - زرد - سیاہ ہر قسم کی عمدہ سیاہی سے بہ نسبت دیگر مطابع کے عمدہ اور کفایت سے طبع ہوتے ہین -

اگرچہ اس مطبع کو شروع ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے تو بھی ہمارے کا کام انڈیا کے اون نامی مطابع سے جو سالہا سال سے کام کر رہے ہین کہین بڑہا ہوا ہوتا ہے جنکیلئے ہمارے مطبع کی مطبوعہ کتب یا مطبوعہ فارم کافی و وافی ہین

جن صاحب کو ضرورت ہو مشتہر سے خط و کتابت فرمائین -

المشتہر

محمد ابو [illegible] سلیمان اکبرآبادی مہتمم مطبع شمسی حیدرآباد دکن

وکمال۔ ذہن وذکا کے عطا کرنے مین ایک طرف تو یہ فیاضی ہی کہ اس سے زیادہ ہو نہین سکتی سکندر وتیمور۔ ارسطو و افلاطون۔ ہومر۔ وفردوسی اسی فیاضی کے نمونے ہین۔ دوسری طرف یہ بخل ہے کہ انسان اور بندر مین اتنا کم فرق رہ جاتا ہے کہ ڈارون کو نظر بھی نہین آتا۔ باایں ہمہ جو باتین شرط زندگی اور مدار حیات ہین وہ تمام افراد انسانی کو یکسان عطا کی ہین۔ افریقہ کا جاہل سے جاہل وحشی بھی اوسی طرح کھاتا پیتا۔ چلتا پھرتا۔ سوتا۔ جاگتا۔ بولتا چالتا ہے جسطرح یونان کا بڑے سے بڑا حکیم ان ضروریات کو انجام دیتا ہی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ مذہب کا اس قدر حصہ جو تمام دنیا کی قومون مین مشترک ہے۔ لازمہ انسانی تھا۔ اور اسوجہ سے قدرت نے تمام قومونکو یکسان عطا کیا ارسطو اور متبعہم بہت سے دلایل کے بعد اس نیتجہ تک پہنچے کہ سچائی دیانت داری عفت۔ حلم۔ اچھی چیزین ہین لیکن افریقہ کا ایک وحشی بغیر کسی تعلیم اور بغیر کسی دلیل کے خود بخود ان چیزونکو اچھا جانتا اور اچھا سمجھتا ہے۔

ان تمام باتون سے قطعاً ثابت ہوتا ہے کہ نفس مذہب اور مذہب کے مقدم اصول فطری چیزین ہین جو انسان سے جدا نہین ہوسکتین۔ اور جو لوگ اس سے الگ ہونا چاہتے ہین۔ وہ گویا اصول فطرت کو توڑنا چاہتے ہین۔

لکچرار نے یہان پہونچکر کہا کہ افسوس مین بالکل تھک گیا اور اسوجہ سے اس مضمون کا وہ حصہ جس مین خاص مذہب اسلام کی صحت اور ترجیح کا ذکر ہے نہین پڑہ سکتا۔

بسم اللہ

مذہب ابدی چیز ہے جو کبھی زائل نہین ہوسکتی مذہب کا چشمہ روز بروز وسیع ہوتا جاتا ہے اور
فلسفیانہ فکر اور زندگی کی دردناک تجربے اسکو اور زیادہ گہرا کرتے جاتے ہین۔ انسانیت کی
زندگی مذہب ہی سے قایم ہوئی ہے اور اسی سے قوت پائیگی "

دنیا کی اخلاقی نظم و نسق کو اسی حاسہ مذہبی ہی نے تھام رکھا ہے۔ ورنہ اگر تعلیم و تمدن پر مدار ہوتا
تو یورپ کا اخلاقی پلہ اوسی قدر تمام دنیا سے بھاری ہوگیا ہوتا جتنا تعلیم و تمدن مین اسکا پایہ بلند ہے

دنیا مین افراد انسانی کی خاص خاص مختصات یعنی زبان۔ قوم۔ ملک۔ صورت۔ رنگ کو
حذف کرتے جاؤ تو جو چیزین مشترک رہ جائینگی ان مین ایک مذہب ہوگا۔ اور یہ اس بات
کی بہت بڑی دلیل ہے کہ مذہب فطری چیز ہے جن چیزونکو ہم انسان کی فطرت خیال کرتے
ہین۔ مثلاً اولاد کی محبت انتقام کی خواہش کمال کی قدردانی' ان کے فطری ہونے کی یہی وجہ
قرار دیتے ہین کہ تمام دنیا کے آدمیون مین مشترک پائی جاتی ہین۔ اس بنا پر جب ہم دیکھتے
ہین کہ دنیا مین ہر قوم۔ ہر طبقہ۔ ہر نسل۔ کوئی نہ کوئی مذہب رکھتا ہے تو کوئی وجہ نہین کہ مذہب
انسان کی فطری چیزون مین شمار نہ کیا جائے۔ صرف اسی قدر نہین بلکہ مذہب کے جو مقدم
اصول ہین وہ تمام مذاہب مین یکسان پائے جاتے ہین۔ خدا کا وجود۔ اسکی پرستش کا خیال۔
حیات بعد الموت۔ اعمال کی جزا و سزا۔ رحمدلی۔ ہمدردی۔ عفت کو اچھا سمجھنا۔ جھوٹ۔ دغا۔ زنا
چوری کو برا جاننا۔ تمام دنیا کے مذہبون کا اصل اصول ہے۔

فطرت نے افراد انسانی مین بے انتہا فرق مراتب رکھا ہے دولت و مال جاہ و حشم۔ فضل

وحشی۔ اور یورپ کا تعلیم یافتہ سب اس مین برابر کے حصتہ دار ہین۔ یہی معنی ہین قرآن کی اس آیت کے فاقم وجھك للدین حنیفا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذلك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون [۵۹]

جرمن کا ایک حکیم لکھتا ہے "مذہب ابدی چیز ہے کیونکہ مذہب جس حاسہ کا نتیجہ ہی۔ وہ کسی زمانہ مین کبھی معدوم نہین ہوسکتا" فرانس کا مشہور فاضل معلم ریناَن اپنی کتاب "تاریخ مذہب" مین لکھتا ہے "یہ ممکن ہی کہ کل وہ اشیاء جنکو ہم محبوب رکھتے ہین" اور کل وہ چیزین جو لذائذ زندگی مین محبوب ہوسکتی ہین۔ مٹ جائین لیکن یہ ناممکن ہی کہ مذہب دنیا سے معدوم ہوجائے یا اس کی قوت مین زوال آجائے۔ وہ ہمیشہ اسبات کا علانیہ ثبوت دیگا کہ مادی مذہب (میٹریلزم) بالکل غلط ہی جو یہ چاہتا ہی کہ انسان کی دماغی قوت اس پشت خاکی زندگی تک محدود رہ جائے"

پروفیسر سبتہ۔ فلسفہ دینیہ مین لکھتا ہی "مین کیون پابند مذہب ہون اسلئے کہ اسکے خلاف مین کچھہ ہو ہی نہین سکتا تھا۔ کیونکہ پابند مذہب ہونا میری ذاتیات مین ہے، لوگ کہین گے کہ یہ وراثت یا تربیت یا مزاج کا اثر ہے مین نے خود اپنی اسے پر یہی اعتراض کیا ہی۔ لیکن مین نے دیکھا کہ سوال پھر پیدا ہوتا ہی۔ اور وہ حل نہین ہوتا؛ مذہب کی ضرورت جسقدر مجھکو اپنی ذاتی زندگی کیلئے ہی اس سے زیادہ عام انسانی سوسائٹی کو ہی۔ مذہب کی شاخ و برگ ہزارون دفعہ کاٹ ڈالی گئی ہین لیکن جڑ ہمیشہ قایم رہی ہے اور اسنے نئے برگ و بار پیدا کر لئے ہین۔ اس بنا پر

[۵۹] یہ نکتہ تیرہ سو برس کے بعد اب یورپ کے حکما کے خیال مین آیا ہے۔

عالم کون اور انسان کی یہی باہمی کشمکش وہ چیز ہے جو انسان کی تمام ترقیون کی جڑ ہی اور جسکی بدولت آج یورپ مین سیکڑون ہزارون نئی نئی ایجادات کا سلسلہ قایم ہے اور روز بروز بڑہتا جاتا ہے۔

لیکن ان بیرونی دشمنون اور مخالفون سے زیادہ بحث اور زیادہ خطرناک دشمنون کا اور ایک گروہ ہی جو خود انسان کے اندر موجود ہے اور جن سے انسان کو ہمیشہ سخت معرکہ آرائیان رہتی ہین طمع اسکو آمادہ کرتی ہے کہ عزیز و بیگانہ دوست و دشمن دور و نزدیک کی تمام دولت و مال پر قبضہ کر لیا جائے۔ کینہ پروری کا تقاضا ہے کہ مخالفون کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ جاہ طلبی کہتی ہی کہ جب تک تمام عالم کی گردنین جہک نہ جائین آرام نہ لے۔ ان دشمنون سے بچانے کیلئے ایک حد تک عقل کام آتی ہے۔ وہ بتاتی ہی کہ اگر تم کسیکی آبرو کا قصد کروگے تو وہ بہی کریگا۔ تم کسیکو برباد کرنا چاہو گے تو وہ بھی چاہے گا۔ تم دوسرون کی عزت نکروگے تو وہ بھی نکرینگے؟ لیکن اوّل تو اس قسم کی پیش بین اور انجام اندیش عقل خاص خاص تعلیم یافتہ اشخاص مین ہو سکتی ہی۔ اسکے علاوہ بہت سے ایسے موقع پیش آتے ہین جہان اس قسم کے مساویانہ انتقام کا مطلق اندیشہ نہین ہوتا حکومت کا خوف۔ جاسوس کا ڈر بدنامی کا احتمال۔ انتقام کا خطرہ ایک چیز بھی نہین ہوتی۔ ان موقعون پر عقل ان پرزور مخالفون کا مقابلہ نہین کر سکتی بلکہ ایک دوسری قوت ہے جو سینہ سپر ہوتی ہے اور انسان کو ان دشمنون کے حملہ سے بچاتی ہے اس قوت کا نام نور ایمان۔ کانشنس حاسۂ اخلاقی ہی۔ اور یہی مذہب کی بنیاد ہے۔

یہ قوت انسان کی اصل فطرت مین داخل ہی۔ عالم و جاہل رذیل و شریف شاہ و گدا۔ افریقہ کا

ہتیار نہین دیا۔ کیونکہ جن بیشمار اور پرزور دشمنون کا اسکو سامنا کرنا تہا۔ اسکے لئے کوئی مادی آلہ کافی نہین ہوسکتا تہا، اسلئے قدرت نے اسکو مادی ہتیارون کے بدلے ایک ایسی عام قوت عطا کی جس سے نے ہر مخالف کے مقابلہ کا جداسامان طیار کیا۔ دہوپ۔ گرمی۔ جاڑے سے محفوظ رہنے کے لئے ہر قسم کے لباس اور مکانات بنائے۔ جانورون کے مقابلہ کیلئے تیغ وخنجر طیار کئے دریاؤن پر پل باندہے۔ پہاڑ تراشے لوہا پگھلایا۔ برق کو مسخر کیا۔ ہوا کو تہاما۔ غرض تہوڑی دیر کے بعد دیکہا تو تمام کائنات اسکے پنجۂ اقتدار مین تہی اس عام قوت کا نام عقل کلی یا عقل انسانی ہے۔

لیکن چونکہ قدرت کو منظور رہتا کہ انسان کی ترقیان بلند سے بلند نقطہ پر بھی پہونچکر ٹھہر نے نہ پائین۔ اسلئے وہ (یعنی قدرت) ایک دم بھی انسان کو چین نہین لینے دیتی۔ وہ اسکے مخالفون کو نئے نئے ہتیار دیتی جاتی ہے۔ جس سے انسان پر نئے نئے طرحکے حملے کئے جاتے ہین۔ جن بیماریون کا علاج معلوم ہوچکا تہا اسکے علاوہ نئے امراض پیدا ہوتے ہین۔ دنیا کا جغرافیہ جس قدر دریافت ہوچکا تہا۔ اسکے علاوہ نئی آبادیون کا پتا لگتا ہے اور وہان نئی ضروریات پیش آتی ہین۔ آرام وآسایش کے جو سامان مہیا ہوچکے تہے راحت طلبی کا مادہ بڑہکر وہ سامان بیکار ہوجاتے ہین۔ مجبوراً انسان ان نئے مخالفون کے مقابلہ کے لئے نئی طیاریان کرتا ہے۔ اور ترقی کی جس حد تک پہنچ چکا تہا۔ اس سے آگے نکل جاتا ہے۔

مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہے

اس نکتہ کے سمجھنے کے لئے پہلے انسان اور حیوان کا مقابلہ کرو۔ حیوان اپنی تمام ضروریات
کا سامان اپنے ساتھہ لیکر پیدا ہوتا ہے اس کا لباس اسکے ساتھہ ہوتا ہے۔ جو موسمون کے
اختلاف سے بدلتا رہتا ہے دشمنون سے مقابلہ کرنے کے لئے۔ پنجہ۔ ناخن۔ ڈنک کے
ہتیار اسکے ساتھہ پیدا ہوتے ہین جن غذاؤن پر اس کی زندگی کا مدار ہے پیدا ہونے کے
ساتھ اسکو ہر طرف جنگل ہو یا پہاڑ۔ خشکی ہو۔ یا دریا۔ ویرانہ ہو یا آبادی ہر جگہہ مہیا ملتی ہے۔
انسان کا یہ حال ہے کہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو کسی قسم کا سامان اسکے پاس مہیا نہین
ہوتا اسکی جلد نازک ہوتی ہے۔ پاؤن کمزور ہوتے ہین جسم پر کوئی لباس نہین ہوتا۔
دشمن سے حفاظت کے لئے سینگ۔ یا پنجے۔ نہین ہوتے اسکے ساتھہ فطرت کی
جتنی چیزین اسکے گرد و پیش ہوتی ہین سب کی سب اس کی دشمن نظر آتی ہین۔ آفتاب کی
گرمی۔ بادلون کی جھڑی۔ لوؤن کی لپٹ۔ جاڑون کی ٹھنڈ ہر چیز چاہتی ہے کہ اسکو تباہ
کر دے۔ یہ معنی ہین قرآن کی اس آیت کے۔ خلق الانسان ضعیفا۔
ان مصائب اور مشکلات کے مقابلہ کرنے کے لئے قدرت نے اسکو کوئی مادی

کرنا چاہا مثلاً حسین جرجس نے حمیدیہ نام کتاب لکھی - ایک اور مصنف نے الدلیل الصادق ایک بڑا رسالہ لکھا، لیکن چونکہ یہ علما یورپ کے علوم سے بالکل ناآشنا ہین اسلئے وہ جو کچھ لکھتے ہین بے سر وپا لکھتے ہین -

ایک بڑے عالم صاحب نے فرمایا کہ خردبین اور دوربین شیشون سے جو کچھ نظر آتا ہے اور جسکی بنا پر یورپ والے آسمان وغیرہ سے انکار کرتے ہین وہ واقعی نہین ہوتا بلکہ صرف شیشہ کا اثر ہے جسطرح سبز عینک سے تمام چیزین سبز نظر آتی ہین اور سرخ سے سرخ

آجکل جو لوگ نیا علم کلام مرتب کرنا چاہتے ہین ان مین صرف ایک شخص فرید وجدی بک ہے جو فرنچ زبان کا بڑا ماہر ہے اس نے اسلام کے ثبوت مین متعدد تصنیفات لکھی ہین اور نہایت مدلل لکھی ہین - وہ ایک ماہواری رسالہ بھی نکالتا ہے جس مین علم کلام کی بحثین ہوتی ہین -

اس قابل مصنف کے نمونہ پر مین نے ایک نہایت مفصل کتاب لکھنی شروع کی ہے جسکے دو حصے قرار دئے ہین - پہلے حصہ مین قدیم علم کلام کی نہایت مفصل تاریخ اور اسپر ریویو ہے - دوسرے حصہ مین جدید علم کلام کے مسایل ہین -

اس دوسرے حصہ مین سب سے پہلے یہ ثابت کیا ہے کہ مذہب انسان کی فطرت مین داخل ہے پھر نہایت تفصیل سے اسپر بحث کی ہو کہ تمام مذاہب موجودہ پر اسلام کو کیا ترجیح حاصل ہے چنانچہ اس موقعہ پر مین اپنی کتاب کے چند صفحہ آپ صاحبونکے سامنے پڑھتا ہون -

کی آجکل جس قدر ضرورت ہے کبھی کسی زمانہ مین نہتی - قدیم زمانہ مین اولًا تو تربیت کا ایسا طریقہ تہا جو خود مذہب کی حفاظت کیلیئے کافی تہا - ایک مسلمان بچہ جب مکتب مین بیٹھا تہا تو اوسکو اوسکا اوستاد مذہب کی مجسم تصویر نظر آتا تہا - بچہ کی ناروا باتون پر ناجائز - منع - حرام - مکروہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے جاتے تہے - اور یہ مختصر الفاظ فقہ کے بڑے بڑے مفصل احکام کا کام دیتے تہے - غرض چونکہ ابتدا ہی سے بچے مذہبی قالب مین ڈہالے جاتے تہے اسلیئے جوان ہوکر وہ بالکل مذہبی بن جاتے تہے -

شاذ و نادر فلسفہ وغیرہ کے اثر سے مذہب مین تزلزل پیدا ہوتا تہا تو علم کلام کی بیشمار تصنیفات موجود ہوتی تہین - لیکن آج دو باتون مین سے ایک بہی نہین -

تربیت تو اسلیئے نہین کہ اسکولون اور مدرسون مین مذہبی پابندی اور مذہبی خیالات کا نام نہین لیا جا سکتا - جو گورنمنٹ ہمپر حکومت کر رہی ہے اوسکی رعایا مین مختلف مذاہب کے لوگ داخل ہین اور اسلیئے وہ کسی مذہب کی تخصیص نہین کرسکتی اور درحقیقت اسکو کرنا بھی نہین چاہیئے اسی ضرورت کیلیئے مسلمانون نے علیگڈہ مین اپنا مدرسہ الگ قایم کیا اور اگر یہ ضرورت اس مدرسہ سے انجام پا جائے تو دنیا مین کوئی چیز مسلمانون کیلیئے اس سے زیادہ مفید نہین ہوسکتی -

قدیم علم کلام کا آجکل ناکافی ہونا -

علم کلام کا یہ حال ہے کہ قدیم علم کلام جو طیار ہوا تہا - وہ فلسفۂ قدیم کے مقابلہ مین تہا اب سیکڑون نئے مسائل پیدا ہوگئے جن سے مسلمانون کے عقاید پر اثر پڑتا ہے اور انکے دفعیہ کا کوئی سامان نہین - مصر و شام مین بعض علما نے نیا علم کلام مرتب

سے ہیچ ثابت کیا تہا۔ آپکو سخت حیرت ہوگی کہ منطق جو ایک ایسا یقینی علم ہے جیسے کہ گرامر اور اوسکا رد بظاہر ممکن نہین۔ مسلمانون نے نہایت باریک بینی سے اس پر نکتہ چینی کی۔ علامہ ابن تیمیہ کی کتاب الرد علی المنطق جو کئی سو صفحون مین ہے آجکل میرے استعمال مین ہے مین دعوی سے کہتا ہون کہ اگر اسکا ترجمہ یورپ مین شایع کیا جائے تو یورپ کی آنکہین کہل جائین۔

فلسفہ کے خلاف مسلمانون نے بہت کچھ لکھا ہے اور دو حیثیت سے لکھا ہے۔ اوّل یہ کہ وہ مسٔلہ فلسفی حیثیت سے صحیح ہے یا نہین۔ دوسرے یہ کہ مذہب کے مسایل سے مطابق ہے یا نہین۔ مثلاً فلاسفر کہتے ہین کہ خدا خود اپنے اختیار سے کوئی فعل نہین کرتا۔ بلکہ بلا اختیار تمام افعال اوس سے سرزد ہوتے رہتے ہین۔ جسطرح آفتاب سے بلا اختیار روشنی پیدا ہوتی ہے یہ عقیدہ مسلمانون کے اعتقاد کے خلاف تہا۔ اسلئے علم کلام مین اسکو نہایت قوی دلایل سے باطل ثابت کیا گیا۔

اسی طرح اور بہت سے عقاید تہے اور ان تمام مسائل مین مسلمانون نے ارسطو کی غلطیان ثابت کین۔ یہ علم کلام کا ایک نہایت مختصر نمونہ اور اوسکی تاریخ ہے۔ اب یہ دیکہنا ہے کہ آجکل ہمکو مذہب کی حفاظت کیلیئے علم کلام کی ضرورت ہے یا نہین؟ اور ہے تو وہی قدیم علم کلام کافی ہی یا ایک دوسرا علم کلام درکار ہے۔"

آجکل علم کلام کی ضرورت ہی یا نہین	میرے خیال مین مسلمانون کو اپنے مذہب کی حفاظت کے سامان

یورپ والے باوجود اسکے ہم مسلمانونکو متعصب اور تنگ خیال کہتے ہین۔

مسلمانون کی بے تعصبی۔ روشنضمیری۔ فراخ حوصلگی کا اس سے بڑہ کر کیا ثبوت ہوگا کہ انہون نے غیر قومون کے علوم و فنون کے ساتھ وہی محبت اور دلچسپی ظاہر کی جو اونکو خود اپنے ذاتی علوم و فنون کے ساتھ تہی۔ وہ یونانی طب کو اپنا علم طب سمجھتے تھے یہان تک کہ آج ہمارے ہان کے قدیم حکیمون سے جب کہا جاتا ہے کہ طب یونانی کی بہت سی غلطیان ثابت ہوئین تو وہ اسی طرح لڑنے کو تیار ہوتے ہین گویا یہ علم خود اونہین کا اور اونکے مورثون کا علم ہے۔

درس نظامیہ مین جسقدر کتابین منطق اور فلسفہ کی شامل ہین خاص اسلامی علوم کی بہی نہین ہین۔ تفسیر و فقہ کی صرف چند کتابین پڑہائی جاتی ہین۔ لیکن منطق و فلسفہ کا یہ حال ہے کہ صغریٰ و کبریٰ سے شمس بازغہ تک انکا سلسلہ چلا جاتا ہے۔

مسلمانونکی بے تعصبی اسقدر بدیہی واقعہ تہا کہ یورپ مشکل سے اسکا انکار کرسکتا تہا۔ اسلیے یورپ نے بجائے اوسکے ایک دوسرا اعتراض قایم کیا اور وہ یہ کہ "مسلمانون نے یونانی فلسفہ کو کچہہ ترقی نہین دی۔ مسٹر ڈریپر نے لکہا ہے کہ "مسلمان درحقیقت ارسطو کی گاڑی کی قلی ہین"

افسوس یہ ہے کہ یورپ نے ہمارے علم کلام کی کتابین نہین پڑہین ورنہ وہ دیکہتے کہ ہم ارسطو کے فلسفہ کو ہیچ سمجہتے تہے اور سینے دلائل	یورپ کے اس اعتراض کا جواب کہ مسلمانون نے فلسفہ کو کچہہ ترقی نہین دی۔

فراخ حوصلگی ہے۔ جو کتابین غیر مذہب والون نے اسلام کے خلاف لکھی ہین۔ میرا خیال ہو کہ آج اگر وہ موجود ہوتن تو جلادی جائین لیکن اوسوقت جبر یہ روک ٹوک نہین کیگئی بلکہ دلائل عقلیہ سے اونکو باطل ثابت کیا گیا جس سے وہ خود ناپید ہوگئین۔

ایک اور امر حیرت انگیز یہ ہے کہ تاریخون مین یہ واقعات تو ملتے ہین کہ مسلمان علما و فقہا نے بادشاہان اسلام کے ہاتھ سے تکلیفین اوٹھائین۔ مثلاً امام ابوحنیفہ وامام مالک وغیرہ نے قیدین بھگتین اور تازیانے کہائے۔ لیکن ایک واقعہ بھی ایسا موجود نہین کہ کسی غیر مذہب کے عالم کو اسلامی حکومت مین کچھ تکلیف پہنچی۔ سلسلہ بیان مین مجھے ایک بات یاد آئی اور خواہی نخواہی کہنا پڑتا ہے کہ میری کتاب الفاروق جب شایع ہوئی تو مسٹر آرنالڈ نے جو ہمارے کالج کی پروفیسر ہین اسکا انگریزی مین ترجمہ کرنا چاہا۔ اور لندن مین ہیروز کے سلسلہ مین داخل کرانیکی تحریک کی چنانچہ اڈیٹر سے اس معاملہ مین خط وکتابت کی۔ دو مہینے کے گذرنے پر جواب ملا کہ ایک ایسی کتاب کا چھاپنا جو فاروق کے حالات مین ہے ہماری پالسی کے خلاف ہے" حالانکہ اڈیٹر نے کتاب مذکور کو آنکھ سے دیکھا تک نہ تھا۔

اس کے مقابلہ مین یہ واقعہ لحاظ کے قابل ہے کہ مامون الرشید کے زمانہ مین یعقوب کندی نے ایک مسلمان رئیس کو اسلام کے متعلق جو خط لکھا اور جس مین نہایت گستاخی سے اسلام پر حملے کئے مامون الرشید کے سامنے جب وہ خط پیش ہوا تو اوس نے صرف یہ کہا کہ مذہبی خیال مین کسی پر جبر نہین ہوسکتا" (لا اکراہ فی الدین) (جیرز) طرہ یہ کہ

کہا کہ ارسطو کی کتاب تم نے دیکھی بھی ہو گی رد کیا لکھو گے؟ تو نظام نے جواب دیا کہ آپ کیا چاہتے ہین؟ مین آپ کے سامنے اوس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ جاؤن یا آخر سے اوّل تک؟ ۵۱

ہرون الرشید نے علم کلام کی تصنیفات کو روک دیا۔

مہدی کے زمانہ مین یہ حالت رہی مگر ہارون رشید نے جو یورپ مین الف لیلہ کی وجہ سے بہت مشہور ہے حکم دیا کہ کوئی شخص علم کلام پر کچھ نہ لکھنے پائے اسوجہ سے اس قسم کی تصنیفات بالکل بند ہو گئین۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ غیر قومون نے طعنے دینے شروع کئے۔ کہ اسلام دلایل اور براہین سے ثابت نہین ہو سکتا۔ ماموں الرشید کے زمانہ تک یہ بدنامی عام ہو چکی تھی۔

ماموں الرشید کا علم کلام کو دوبارہ زندہ کرنا

چنانچہ اسکے رفع کرنے کے لئے ماموں الرشید نے حکم دیا کہ ایک عام مجلس مناظرہ قایم کیجائے جسمین تمام دنیا کے پیشوایان مذہب بلائے جائین اور ہر شخص کو بحث اور گفتگو کی عام اجازت دیجائے اوس زمانہ مین مجوسیون کا پیشوائے مذہب۔ یزدان بخت تھا چنانچہ وہ رے سے طلب ہو کر آیا۔ اسکے سوا اور تمام پیشوایان مذہب ہر جگہ سے طلب کئے گئے۔ مسلمانون کی طرف سے بحث کرنے کے لئے **نظام** انتخاب کیا گیا۔ اس معرکہ مین میدان مسلمانون کے ہاتھ رہا۔ ۵۲

علم کلام سے مسلمانون کی بی تعصبی کا اندازہ۔

علم کلام کی تاریخ مین سب سے زیادہ جو چیز قابل خیال ہر وہ مسلمانون کی بی تعصبی اور

۵۱ ملل ونحل ابن مرتضیٰ زیدی۔
۵۲ اس مناظرہ کا ذکر ابن الندیم نے اجمالاً اور یحیی زیدی نے ملل ونحل مین تفصیلاً کیا ہے۔

عوام کی کچھ پروا نہین ہوتی تہی۔ کیونکہ انکا ذریعۂ معاش عوام کی نذر و نیاز پر موقوف نہ تہا۔
آجکل کے علما جو بالکل عوام کی مرضی کو دیکھتے رہتے ہین اسکی بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر
عوام برگشتہ ہوجائین تو علما کے وسایل معاش مین فرق آجائے۔ اس سے آپ یہ
بہی نتیجہ نکال سکتے ہین کہ مسلمانون کے ہر طبقہ مین اوس زمانہ مین علم تہا۔ یہان تک کہ
موچی اور لوہار وغیرہ بہی بڑے بڑے اہل کمال ہوتے تہے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب
حالت برعکس ہے۔

بہرحال ابوالہذیل علاف پہلا شخص تہا جس نے علم کلام پر کتاب لکہی۔ اوس نے
بہت سے مناظرات کئے اور اونکا یہ اثر ہوا کہ تین ہزار آدمی اوسکی زور تقریر سے مسلمان
ہوگئے، نہ کہ تلوار سے یا خوف سے یا دباؤ سے (چیمبرز)

ایک مجوسی میلاس نامی بہت سے مجوسیون کو ساتہہ لیکر آیا۔ اور کئی دن تک ابوالہذیل
سے مناظرہ رہا انجام کار اوس نے معہ اپنے سب ساتہیون کے اسلام قبول کیا[۱] (چیمبرز)

نظام | دوسرا شخص **نظام** تہا جس نے اس علم کو بہت ترقی دی چونکہ اس علم کی تکمیل کے
لئے فلسفہ و عقلیات سے نہایت اعلیٰ درجہ کی واقفیت درکار تہی۔ اسلئے نظام نے
یونانی فلسفہ مین نہایت مہارت حاصل کی۔ یہان تک کہ جب ایک مرتبہ اوس نے
ایک برمکی سے کہا کہ آجکل مین ارسطو کی کتاب الطبایع کا رد لکہہ رہا ہون اور اوس نے

---

[۱] ابن خلکان۔ تذکرہ ابوالہذیل علاف ۔

یہ حالت اسکی مقتضی تہی اور ممکن بہی تہا کہ ان لوگون کو سزا دیجاتی یا اونکی زبانین بند کردی جاتین" یا ترجمہ کا سلسلہ روک دیا جاتا لیکن مسلمانون نے ایسا نہین کیا کیونکہ وہ جانتے تہے کہ کسی صدمہ سے اسلام کو ضرر نہین ہوسکتا اور کوئی بادصرصر اسلام کو صدمہ نہین پہونچا سکتے (جمیرز)

خلیفہ **مہدی** نے روک ٹوک کے بجائے حکم دیا کہ اسلام کے اثبات اور دیگر مذاہب کے رد مین کتابین لکہی جائین یہ علم کلام کے وجود کا پہلا دن تہا-

علم کلام کی ابتدا اور اسکی وجہ تسمیہ کے متعلق ابن خلکان وغیرہ کی غلطی-

بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس سے پہلے علم کلام پیدا ہوچکا تہا جسکا بانی واصل ابن عطا تہا- اور وجہ تسمیہ یہ بتاتے ہین کہ "چونکہ علم کلام کی پہلی بحث کلام الہی کے متعلق تہی اس لئے اوسکا نام علم کلام رکہا گیا" لیکن یہ غلطی ہے علم کلام درحقیقت **مہدی** کے زمانہ مین پیدا ہوا- اور جیسا کہ شہرستانی نے ملل ونحل مین لکہا ہے علم کلام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مسلمانون نے اس علم کو منطق و فلسفہ کا ہم پلہ قرار دیا تہا- اور منطق وکلام ہم معنی الفاظ ہین-

علم کلام کا سب سے پہلا مصنف

اول شخص جس نے علم کلام پر کتاب لکہی **ابو الہذیل علاف** تہا علاف کے معنی "گہانس بیچنے والا" ہے اس سے آپ خیال کرسکتے ہین کہ اوس زمانہ مین کوئی پیشہ معیوب نہ تہا- اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے فقہاء ایسے گذرے ہین جو موچی یا لوہار وغیرہ کا کام کرتے تہے- اسیکا نتیجہ تہا کہ علما کو امر حق کے ظاہر کرنے مین

فرقے قایم ہو گئے تھے جنکی تعداد تہتر تک پہونچتی ہے مثلاً معتزلہ۔ قدریہ۔ جبریہ وغیرہ وغیرہ ان تمام مذاہب کے باہمی مناظرات کا نام بھی علم کلام ہے لیکن مین اسوقت اوس سے بحث نہین کرنا چاہتا۔

دوسرا علم کلام وہ ہے جو فلسفہ کے مقابلہ مین قایم ہوا اور اسوقت میری تقریر کا عنوان یہی علم کلام ہے اُسکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے اور اس سے عجیب عجیب معلومات حاصل ہوتے ہین۔

علم کلام کی ابتدا

اس علم کلام کی ابتدا کی تاریخ یہ ہے کہ جب خلافت بغداد مین منتقل ہوئی تو منصور عباسی نے جو ہارون رشید کا دادا تھا۔ دنیا کی تمام قومون کی علوم و فنون کی کتابین عربی زبان مین ترجمہ کرائین' اس غرض کے لئے دنیا کے ہر حصّہ سے علما اور مترجمین دربار خلافت مین جمع کئے۔ اور اونکو نہایت بیش بہا صلے اور انعامات دئے چنانچہ مین نے اپنے ایک رسالہ مین ان واقعات کو بالتفصیل لکھا ہے۔ اسوقت تفصیلاً بیان کرنیکا موقع نہین۔

جب ان علوم کا عربی زبان مین ترجمہ ہوا تو اوسکے پڑھنے سے بہت سے لوگون کے دلون مین شبہات اور شکوک پیدا ہوئے یہان تک کہ **مہدی** کے زمانہ خلافت مین جو منصور کا بیٹا تھا۔ بہت سے لوگ ایسے پیدا ہوئے جو مانی کے پیرو ہو گئے (یہ مجوسیون کا ایک مشہور پیشوا اور ایک فرقہ خاص کا بانی تھا) چنانچہ حماد۔ عجرد وغیرہ نے اس مذہب کی حمایت مین کتابین لکھین۔

۱۱-اردی بہشت سنہ ۱۳۱۰ف مطابق ۱۵-مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مقام باغ عامہ حیدرآباد

لکچر مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی

سب سے پہلے مین نہایت ادب کے ساتھ عالیجناب صدر انجمن[له] صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے اس جلسہ مین قدم رنجہ فرما کر میری عزت افزائی فرمائی اور پھر اون سب صاحبون کا جو تکلیف کر کے یہان تشریف لائے ہین۔

حضرات! آج کا میرا خطبہ (لکچر) علم کلام پر ہے یعنی یہ کہ علم کلام کس علم کا نام ہے؟ وہ کب پیدا ہوا؟ کیونکر پیدا ہوا؟ اس سے کیا نتائج پیدا ہوئے؟

علم کلام کا ترجمہ انگریزی مین "اسلام اینڈ سائینس" کیا جاتا ہے فرنچ تصنیفات مین اسکے لئے "اسکولاسٹک" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ الفاظ علم کلام کا مفہوم نہین ادا کرتے۔

علم کلام کی تعریف

علم کلام کے معنی یہ ہین کہ مذہب کے عقاید و مسایل کو دلائل عقلیہ سے ثابت کیا جائے۔

علم کلام کی دو قسمین ہین

علم کلام کی دو قسمین ہین۔ ایک اندرونی۔ یعنی جو اختلافات باہم مسلمانوں کے فرقون مین قایم ہو گئے اونکے متعلق استدلالات اور مباحثات جو مسلمانون مین بہت سے

له یعنی عالیجناب نواب شیر الدولہ فخر الملک بہادر وزیر عدالت دام مجدہ۔

اس کا عمدہ نمونہ بھی پیش کرتا ہے۔ اس لئے نہایت مناسب معلوم ہوا کہ ایک رسالہ
کی شکل مین چہاپکر شایع کیا جاے تاکہ مسلمانان صاحب ہوش وذی فہم عموماً اور طبقۂ علمار
جو حامی دین و مذہب ہے خصوصاً اپنی توجہ اسطرف مبذول فرمائین۔ اور صرف معترض
بننے پر اکتفا نہ کر کے خیر خواہی اسلام اور حمایت دین خیر الانام کا علمی ثبوت دین ۵
صلاے عام ہے یاران نکتہ دان کیلئے۔

خاکسار
مہتمم

واقفیت نہین رکہتے ہین اور علم کلام اوس نقصان سے مسلمانونکو محفوظ رکہتا ہے۔ بہت موٹی بات ہے کہ جب ہمارے متقدمین جنکے نام بغیر رحمہم اللہ اور قدس سرہم کے ہم نہین لیتے یونانی فلسفہ اور علوم قدیمہ کو (جو جدید فلسفہ وعلوم کے مقابلہ مین کچہہ بھی نہ تہے) اس قابل سمجھے کہ اُنکے بُرے اثر سے محفوظ رکہنے کیلیے علم کلام ایجاد کیا اور اوس مین کتابین مُدَوَّن کرلین تو اگر آج ہم علوم حالیہ وفلسفہ جدیدہ کے سمّی اثر کی طرف اعتنا کرین اور اوسکے لئے تریاق تیار کرنے کی تشویق وتحریک کرین تو کیون ضعیف الاعتقاد ٹھہرین؟ ایسے لوگون کی اور بات ہے جو ابہی تک بسم اللہ کے گنبد مین ہین اور نہین جانتے کہ اسلام اور اسلامیون پر کیا گذر رہی ہے اور آیندہ کیا گذرے گی۔ ع

بزیر شاخ گل افعی گزیدہ بلبل را + نواگران نخوردہ گزند را چہ خبر

جن معدودے چند بزرگون نے نئے علم کلام کی ضرورت کو محسوس کیا ہے ان مین سے ایک اسلامی پرانی تاریخ مین تازی روح پہونکنے کے شیدائی جناب مولانا شمس العلما مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی بہی ہین۔ لیکن سب سے زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ انکا احساس دانشمندانہ وہمدردانہ ہے۔ انہون نے نہ صرف خود سمجہہ لینے یا زیادہ سے زیادہ چند دوسرے لوگون کو سمجہا دینے پر ہی اکتفا کی ہے بلکہ احساس سے قول اور قول سے گذر کر عمل وفعل مین اوسکو جلوہ دیا ہے۔ مولانائے ممدوح شکر اللہ سعیہ کا وہ لکچر جو اونہون نے ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو باغ عامہ مین دیا تہا چونکہ نئے علم کلام کی واقعی ضرورت کو بتاتا اور

BP
25
S54
1901

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

اگرچہ ہمارا اور ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہے کہ اسلام ایک ایسا صاف سیدہا اور سچا مذہب ہے جسکو نہ کوئی فلسفہ ضرر پہونچا سکتا ہے اور نہ کسی قسم کے علوم عقلیہ اور اگر ہم ایسا نہ سمجہتے تو کیون کامل اعتماد کے ساتہ اوسکے بچانیکی فکرین کرتے۔؟ لیکن برائے خود سمجہ لینا اوسپر اعتقاد رکہنا اور بات ہے اور دوسرونکو سمجہا دینا اور معتقد بنا لینا اور بات۔ یا یون کہنا چاہئیے کہ فلسفہ یا علوم عقلیہ سے اون عام مسلمانون کے اعتقاد کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہوسکتا ہے جو شرع دین کے غوامض و اسرار سے کماحقہ

LIBRARY
MAR 2 1972
UNIVERSITY OF TORONTO

Shibli Nu'mani Muhammad

لکچر

Lekcar

جو

جناب شمس العلما مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی

نے

۱۱۔ اردی بہشت سنہ ۱۳۱۰ فصلی مطابق ۱۵۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو

باغ عامہ حیدرآباد دکن میں دیا تھا۔

مطبع شمسی حیدرآباد دکن میں محمد ابراہیم خان اکبرآبادی کے اہتمام سے چھپا